RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED
مناظرِ امداد باہمی
Checked
1987
ایم۔ ایل۔ ڈارلنگ
پنجاب کوآپریٹو یونین لاہور

اس امر کے قیاسی تصور کے بغیر کہ ہم کس نوعیت کی تہذیب کا نشو و نما چاہتے ہیں بہترین حکومت
خواہ وہ قومی ہو یا غیر ملکی ہمیں قومی درماندگیوں کی پستی سے اونچا اٹھا کر ترقی کی بلندی پر
نہیں پہنچا سکتی۔

مناظر امداد باہمی

جرمنی، اٹلی اور آئرلینڈ میں امداد باہمی کے بعض مناظر

کی رپورٹ

مرتبہ

صاحب بہادر ایم۔ ایل۔ ڈارلنگ آئی۔ سی۔ ایس سابق جائنٹ رجسٹرار انجمن ہائے امداد باہمی پنجاب

کا

اردو ترجمہ

جسے

پنجاب کواپریٹو یونین لاہور نے شائع کیا۔

امداد باہمی
جرمنی۔ اطالیہ اور آئرلینڈ میں

یورپ کی جدید تاریخ شاہد ہے۔ کہ گذشتہ محشر خیز جنگ نے فاتح و مفتوح اقوام پر بے حد ناخوشگوار اثر ڈالا ہے۔ پنجاب بھی عالمگیر لڑائی میں شامل ہوا۔ اسلئے ہو نہیں سکتا تھا۔ کہ وہ اس کے اثرات سے بالکل محفوظ رہتا۔ جنگ کے ڈرامہ کا ہیرو جرمنی تھا۔ اسکی مجمل کیفیت سے ہم دیگر اقوام کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ جرمن علم و فضل کا گھر ہے۔ اس کے رہنے والے غایت درجے کے زیرک۔ تندرست و توانا اور محب وطن واقع ہوئے ہیں۔ اگرچہ جرمنی کی زمین زرخیزی کے لحاظ سے پنجاب کا کسی طرح بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن جو اطمینان۔ سکون خاطر اہل جرمن کو نصیب ہے۔ ہم اس باب میں ان ہمسر نہیں ہو سکتے۔ اس کا سب سے بڑا سبب ان کا علم سے بہرہ ور ہونا اور حالات زمانہ سے پورے طور پر آگاہ ہونا اور ہماری لاعلمی اور ہمارے دقیانوسی خیالات ہیں جرمنی میں جنگ سے ۲۵ سال پیشتر آبادی میں ۴۰ فیصدی اضافہ ہو گیا۔ لیکن اُنہوں نے ناقص زمین کے

باوجود اپنی علمی ایجادات نئی نئی کلوں۔ کیمیاوی کھاد اور بہترین بیج اور عمدہ ترین طریقہ ہائے کاشت کے ذریعہ اپنی ۶ کروڑ ۷۰ لاکھ آبادی کی خوراک کا انتظام ایسے لاجواب طریق پر کیا کہ اسکا مقابلہ ہم پنجابی تو کجا برطانیہ۔ فرانس۔ اٹلی اور جاپان جیسے ترقی یافتہ ممالک بھی نہیں کر سکتے جنگ کے زمانے میں دنیا نے دیکھ لیا کہ کسی ایک سلطنت میں ہرگز ہرگز یہ طاقت نہ تھی۔ کہ جرمنی کو نیچا دکھا سکے۔ جرمنی نے فرانس۔ بلجیم۔ روس۔ برطانیہ اور دیگر متعدد ان سے کم طاقتور سلطنتوں کا بڑی پامردی اور دلیری سے مقابلہ کیا۔ وجہ یہ تھی کہ جرمنی کا ہر ایک فرزند پیش نظر مقصد کیلئے تیار تھا۔ اس میں ایک ولولہ تھا۔ جوش تھا۔ اتحاد عمل تھا بلاشک وشبہ نتیجہ اس کے حق میں اچھا نہ ہوا۔ اسلئے کہ اس نے طاقت کے گھمنڈ میں ہر ایک قوم کو دعوت مبارزت (جنگ) دی۔ اور قوت کے نشے میں نشیب وفراز اور نتائج پر نگاہ نہ کی۔ ایسے جانگیر کے باعث اس کا حشر یہ ہوا۔ کہ زمین کی قوت پیداوار میں ۸۰ فیصدی کمی واقع ہوگئی۔ اس کے ہزارہا علم وغیرت وشجاعت کے پتلے نوجوان گولہ ہائے توپ کی نذر ہوگئے۔ اس کو اپنے ملک کے ایک معقول حصہ سے ہاتھ دھونے پڑے۔ اسکی پشت پر قرضہ اور تاوان جنگ کا ناقابل برداشت بار لاد دیا گیا۔ جو زمین سونا اگل رہی تھی۔ جہاں دولت کا ہن برس رہا تھا جہاں کاروبار کی بے نظیر چہل پہل تھی۔ وہاں الو بولنے لگ گئے۔ ۵۵ فیصدی مویشی ہلاک ہوگئے۔ فصلیں برباد ہوگئیں۔ لوگ بھوکے مرنے لگ گئے۔ جرمنوں کے حوصلے پست ہوگئے۔ ان کے دل ٹوٹ گئے۔ دنیا کا خیال تھا کہ جرمنی دوبارہ کبھی بھی اپنا سر اونچا نہیں کر سکیگا۔ اسکے فرزند فاقوں کے باعث مر جائینگے۔ لیکن علم تنظیم معاملہ فہمی۔ کاروباری فراست کا اعجاز ملاحظہ ہو۔ کہ جرمنی آج بھی زندہ ہے۔ اور اس کا ہر قدم پستی کی بجائے ترقی کی طرف اٹھ رہا ہے۔

امداد باہمی

جرمنی کے ارباب علم وفکر نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ کہ اسکی

نجات" امداد باہمی پر موقوف ہے۔ جنگ یورپ کے بعض دوسرے ملکوں میں سرمایہ داری کو تباہ و برباد کرنے کی فکر کی جا رہی ہے۔ جرمنی اس قدرتی اصول پر کار بند ہے کہ سرمایہ داری کے نظام کو تباہ کرنیکے بجائے اسکی اصلاح زیادہ کار آمد ہے۔ اور اقتصادی ترقی کا راز امداد باہمی میں مضمر ہے۔ جو علاقہ جرمنی کے ہاتھ سے نکل گیا۔ وہاں ہزاروں انجمنیں تھیں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ لڑائی کے بعد صرف دو سال کے عرصے میں جرمنی نے دس ہزار نئی انجمنیں بنا لیں۔ اور نہ صرف کمی کو پورا کیا۔ بلکہ پیش از پیش ترقی کی۔ ایسے ہی اٹلی میں بھی "امداد باہمی" کی قوت کو آزمایا جا رہا ہے۔ وہاں بھی دیہاتیوں کی اصلاح کا واحد ذریعہ تحریک امداد باہمی کو تصور کیا جاتا ہے۔ اٹلی کا نصب العین یہ ہے۔ کہ دیہات کو ساہوکارہ نظام سے بالکل بچا لیا جائے۔ اٹلی کے لوگ درمیانی اشخاص سے نجات حاصل کرنے میں ایک لحاظ سے جرمنی سے بھی زیادہ کوشاں ہیں۔ روس نے تو درمیانی اشخاص سے بالکل چھٹکارا حاصل کر لیا ہے۔ آئرلینڈ کو یہ دعویٰ ہے۔ کہ وہ اپنی تمام ضروریات پورا کرنے کے قابل ہو گیا ہے وہاں بھی تنظیم دیہات میں "امداد باہمی" سب سے زیادہ نمایاں اور مؤثر طریق پر کار فرما ہے۔

پنجاب اور امداد باہمی

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جو اثرات جنگ نے دیگر ممالک میں پیدا کئے ہیں پنجاب ان سے بچ نہیں سکا۔ البتہ ایک امتیازی فرق یہ ہے۔ کہ پنجاب کی زمین بلا واسطہ طریق پر جنگ کی زد میں نہیں آئی۔ اسکی زمین آج بھی ویسی ہی دو فصلی ہے۔ جیسی کہ پہلے تھی۔ اور اس لحاظ سے اسکی حیثیت قابلِ رشک ہے۔ اسکی آبادی میں اضافہ ہے لیکن آبادی میں اضافہ کے ساتھ ہی قرضہ میں حد سے زیادہ افزائش رونما ہے۔ اہل پنجاب کا کنبہ بڑھ گیا ہے۔ لیکن آمدنی گھٹ گئی ہے۔ اجناس کی قیمت میں کمی کے باعث ایک قسم کی ناامیدی اور مایوسی دکھائی دے رہی ہے۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں بیکاری

بڑھ رہی ہے۔ مختلف قسم کی مفید اور غیر مفید تحریکیں پھیل رہی ہیں۔ ملک کی تمام جماعتیں اپنے اپنے نقطۂ نگاہ کے ماتحت ملک و قوم کی اقتصادی فلاح و بہبود کے درپے ہیں۔ حکومت عالیہ پوری توجہ سے تنظیم دیہات کی طرف راغب ہے۔ صاحب بہادر مسٹر برین کے ماتحت ایک خاص محکمہ اس غرض کیلئے قائم کر دیا گیا ہے۔ مالیہ و آبیانہ میں گرانقدر معافیوں کے ذریعے زمینداروں کی دستگیری کیگئی ہے۔ ویسے بھی حکومت عالیہ یہ چاہتی ہے کہ زمیندار طبقہ کے جو جسم قوم میں ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتا ہے۔ ہر جائز امداد کی جائے۔ لیکن جیساکہ اٹلی اور جرمنی میں تحریک کی رفتار ترقی کے گہرے مطالعہ سے عیاں ہو سکتا ہے۔ کہ سرکاری امداد بیرونی امداد کا حکم رکھتی ہے۔ اصل امداد یہ ہے کہ لوگ اپنی مدد آپ کرنے کے قابل ہو جائیں۔ ہم اسی بچے کو اسکی انگلی پکڑ کر چلا سکتے ہیں جو چلنا جانتا ہو۔ اور جس کے پاؤں میں چل سکنے کی سکت ہو۔ جب تک خود اہل پنجاب کے اندر یہ جذبہ موجزن نہ ہو جائے کہ انہیں ہر ایک قسم کی اعانت سے بے نیاز ہو کر اپنا راستہ خود تلاش کرنا ہے۔ اس وقت تک کچھ نہیں ہو سکتا۔ تجربہ شاہد ہے کہ اس جذبہ کو ابھارنے میں اور مدد ذاتی کا احساس پیدا کرنے میں "امداد باہمی" بے نظیر اثرات اپنے اندر رکھتی ہے۔

پنجاب کی خوش قسمتی

پنجاب اس لحاظ سے خوش قسمت ہے۔ کہ اس نے "امداد باہمی" کی تحریک کو اس وقت قبول کیا۔ جبکہ وہ یورپ کی زمین میں تجربہ اور آزمائش کی منزل سے نکل کر شاہراہ عمل پر گامزن تھی۔ پنجاب نے ایک مجرب شے کا استعمال کیا۔ جو زحمت و نقصان تجربے کے باعث ہوتا ہے۔ وہ اسے نہیں برداشت کرنا پڑا۔ جیسے اس تحریک کے مشن کو قبول کرتے ہوئے پنجاب نے دوسرے ممالک کے تجارب و معلومات سے فائدہ اٹھایا تھا۔ ایسے ہی اس وقت بھی اٹھا سکتا ہے۔ ناظرین جانتے ہیں کہ ہندوستان میں

تحریک کا آغاز اس رپورٹ کے بعد ہوا جو سر نکلسن صاحب نے ۱۹۰۱ئہ میں پیش کی۔
پنجاب کی متذکرہ خوش قسمتی ایک غیر منقطع اور مسلسل شان رکھتی ہے۔ جہاں اس نے
آغاز میں ان ماہروں کے علم و تجربے سے فائدہ اٹھایا۔ جو یورپ میں گئے اور انہوں
نے وہاں مختلف ممالک میں تحریک کے اثرات کا مطالعہ کرنیکے بعد اپنے افکار و تخیلات
کو ضخیم رپورٹوں کی صورت میں اہل نظر کے سامنے پیش کیا۔ جو کتاب آپ کے ہاتھ ہے
یہ بھی اس سلسلہ کی ایک درخشاں کڑی ہے۔ مسٹر ڈارلنگ صاحب بہادر سابق
رجسٹرار انجمن ہائے امداد باہمی اس تحریک کے ان عمیق النظر راہنماؤں میں سے ایک
ممتاز شان رکھتے ہیں۔ جن کے وجود پر یہ تحریک بجا طور پر ناز کر سکتی ہے۔ آپ کو
قدرت نے خاص دل و دماغ مرحمت فرمایا ہے۔ آپ ۲۱-۱۹۲۰ئہ کے موسم سرما میں جب کہ
آپ پنجاب میں ڈپٹی رجسٹرار تھے۔ یورپ تشریف لیگئے۔ آپ نے جرمنی۔ اٹلی اور آئرلینڈ
کی سیاحت کی۔ وہاں کی تحریک امداد باہمی کا اس نیت سے مطالعہ فرمایا۔ کہ جس جس
قسم کی انجمنیں وہاں ایسی ہوں۔ کہ ان کا قیام و استحکام پنجاب کیلئے موزوں ہو۔ انہیں
پنجاب میں بھی قائم کیا جائے۔ تاکہ یہاں کے لوگ بھی انہی فوائد سے بہرہ ور ہوں جن سے
آئرلینڈ جرمنی اور اٹلی کے لوگ بہرہ اندوز ہیں۔ آپ نے زیادہ عرصہ جرمنی میں بسر کیا۔
اس لئے کہ تحریک کا وطن یہی سرزمین ہے۔ آپنے ۹۸ انجمنوں کا جنمیں سے ہر ایک اپنی نوعیت
کی ایک واحد تمثالی انجمن تھی۔ نہایت گہرا مطالعہ کیا۔ آپ نے اساسی اور کلی امور
سے لیکر جزوی باتوں پر بھی نگاہ احتساب ڈالی۔ آپ نے ان کے مطالعہ کے وقت
ان تصورات کو ہر آن اپنے پیش نظر رکھا۔ جو پنجاب میں تین سال عملی کام کے بعد آپکے
ہمہ گیر دل و دماغ پر نقش ہوئے۔ آپ نے ہر ایک انجمن کا معائنہ کرتے ہوئے اس چیز
کو نگاہ میں رکھا۔ کہ اس کے محاسن و نقائص کو اس خیال سے جانچا جائے۔ کہ اگر اس
قسم کی انجمن پنجاب میں بنائی جائے۔ تو وہ نقائص سے محفوظ رہے۔ لیکن خوبیوں کی

جامع ہو۔ آپ نے اپنے تجربات و معلومات کو ایک رپورٹ کی صورت میں قلمبند کیا ہے تاکہ ارباب عقل و فکر اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ رپورٹ کے مطالعہ سے عیاں ہو سکتا ہے کہ زراعتی دنیا کی ضروریات قریباً یکساں نوعیت رکھتی ہیں۔ پنجاب ایک زراعتی اقلیم ہونے کے لحاظ سے جہان زراعت کا ایک جزو ہے۔ اس لئے اسکی ضروریات بھی اسی طریق سے پوری ہو سکتی ہیں جس طریق سے دوسرے ملکوں میں انہیں پورا کیا جا رہا ہے۔ آپ نے یہ رپورٹ لکھکر ہم پر بڑا احسان کیا۔

پنجاب کواپریٹو یونین

آپ کی مرقومہ رپورٹ انگریزی میں ہے۔ خدا بھلا کرے پنجاب کی سب سے بڑی غیر سرکاری واحد مرکزی یونین امداد باہمی کا کہ اس نے اس رپورٹ کا ترجمہ کرایا۔ اور اسے شایع کیا۔ اسکی قیمت بالکل کم مقرر کی گئی ہے تاکہ یہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جائے۔ اور لوگوں پر اس کے مطالعہ سے عیاں ہو جائے کہ پنجاب کے اقتصادی سوراج کا واحد ذریعہ امداد باہمی ہے۔ اور یہ کہ تنظیم دیہات کا مدعا عملی لحاظ سے یہ ہے۔ کہ اہل دیہات کو امداد باہمی کے جذبے سے سرشار کر دیا جائے ٭ (اڈیٹر کواپریشن)

یہ رپورٹ میرے اُن تجربات اور معلومات کا نچوڑ ہے۔ جو مجھے سنہ ۲۱-۱۹۲۰ء کے موسم سرما میں جرمنی اور برطانیہ کی سیاحت کے دوران میں حاصل ہوئیں۔ علاوہ ازیں یہ رپورٹ ان نتائج کو ظاہر کرتی ہے۔ جو پنجاب میں میرے تحریک امداد باہمی کے تین سال سے زیادہ مدت کے مطالعہ اور عملی کام پر مبنی ہیں۔ جہاں اس وقت (یعنی سنہ ۲۱-۱۹۲۰ء میں) انجمنہائے امداد باہمی کی کل تعداد ۸ ہزار[1] ہے۔ اس دورِ سیاحت سے میرا ایک مدعا یہ بھی تھا۔ کہ میں ہر اس بات کو سنوں اور ہر اس امر کا بچشم خود مشاہدہ کروں۔ جس کا وجود ہندوستان میں اس تحریک کے حق میں عملاً مفید ہو۔ میرا نصب العین یہ بھی ہے۔ کہ جو از بس دلچسپ معلومات مجھے گہرے تجربے کے بعد حاصل ہوئی ہیں۔ ان سے ان اشخاص کو بھی بہرہ ور کروں۔ جن کو ان تجربات کا موقع نہیں ملا۔ مضامین مندرجہ کے انتخاب اور اسلوب بیان کا استحسان بھی اس نصب العین کی روشنی میں واضح ہو سکتا ہے۔ میں نے یہ رپورٹ امداد باہمی کی کامیابیوں کی تشریح و توضیح کے لئے نہیں لکھی۔ اس فریضہ کو مجھ سے زیادہ لائق ارباب قلم ضبط تحریر میں لا چکے ہیں۔ میرا مقصد اس تحریک کے عملی نظام کی صراحت ہے۔ میں نے امداد باہمی کے متعلق بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ ان میں سے بعض بے حد دلچسپ اور معانی خیز ہیں۔ لیکن ان میں سے ایسی معدودے چند ہیں جو اس تحریک کے کسی معمار (کارکن) کے لئے مفید ہو سکتی ہوں۔ میں نے یہ کتاب موجدوں یا بانیوں کی بجائے معماروں (کارکنوں) کو فائدہ پہنچانے کی نیت سے سپرد قلم کی ہے۔ اس طرز کو اختیار کرنے میں ضروری تھا۔ کہ اصطلاحات سے زیادہ تر سابقہ پڑے۔ چنانچہ اسے زیادہ آسان اور زیادہ قابلِ مطالعہ بنانے کی غرض سے مشہور سوسائٹیوں کا ذکر شرح و بسط سے کیا گیا ہے۔ جس سے اس امر کی مثیں ازبیش

[1] اندنوں ان کی تعداد ۲۰ ہزار سے زائد ہے (مترجم)

وضاحت ہوتی ہے۔ کہ امداد باہمی کی تحریک اس کے حامیوں اور کارکنوں کے نزدیک کیا مفہوم رکھتی ہے۔ میں اس ضمن میں یہ تجویز کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ خواہ کوئی اور امر مطالعہ سے رہ جائے۔ مگر ان انجمنوں کے متعلق بیانات کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور پڑھ لیا جائے۔ میں نے فیڈریشن اور یونین ہائے امداد باہمی کے علاوہ کل ۹۸ انجمنوں کا معائنہ و مطالعہ کیا۔

میں نے جرمنی میں اپنا زیادہ وقت بویریا اور رائین لینڈ میں صرف کیا کیونکہ اس ملک میں غالباً یہی دونوں مقامات زراعتی امداد باہمی کے مطالعہ کے واسطے سب سے اچھے ہیں۔ اٹلی میں سوائے ایک انجمن کے تمام انجمنیں جو میں نے ملاحظہ کیں وہ جزیرہ نما کے شمالی نصف حصہ میں تھیں۔ اس واسطے اس رپورٹ میں جنوبی حصہ کا ذکر کم ہے جہاں کہا جاتا ہے۔ کہ تحریک نے بہت کم ترقی کی ہے۔

اعداد حتی الامکان بہت کم دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ کچھ تو جنگ کی وجہ سے دستیاب نہیں ہو سکے۔ اور کچھ اس وجہ سے کہ اُن سے مطلب نکالنا آسان نہیں ہے۔ جنگ کے بعد کے اعداد شمار کے خصوص میں ایک پونڈ کے مارکس (جرمنی سکہ) ۲۰۰ اور لیرے (اطالوی سکہ) ۸۰ محسوب کئے گئے ہیں۔ جرمن اور اٹلی کے نوٹ کی قیمتیں بہت گر گئی ہیں۔ اس لئے اگر ان کو مساوی شرح پر شمار کیا جاتا۔ تو سخت غلط فہمی کا اندیشہ تھا۔ اس لئے ان کی قیمتیں قریباً قریباً گذشتہ سال کی قیمتوں کے لگ بھگ محسوب کی گئی ہیں۔ مجھ سے اکثر یہ سوال کیا گیا ہے کہ انجمن امداد باہمی سے کیا مراد ہے۔ اسواسطے بہتر ہوگا۔ کہ مختصراً اس بات کا ذکر کیا جاوے اور مختصر الفاظ میں امداد باہمی اور مشارک النصاب بنک کا امتیازی فرق واضح کیا جائے دو امتیازی فرق بنیادی حیثیت کے ہیں۔ امداد باہمی کا تعلق مقاصد سے اور جائنٹ سٹاک بنک کا تعلق اختیار سے ہے۔ جائنٹ سٹاک کمپنی میں اگر ایک آدمی کے دس حصص ہوں تو اُس کے ووٹ بھی دس ہوں گے۔ حصہ دار کو اختیار بقدر تعداد حصص ہوتا ہے۔ اس لئے اس

کے نظام میں غالب اختیار سرمایہ کو حاصل ہوتا ہے۔

بخلاف ازیں امداد باہمی میں ایک آدمی کی ایک رائے کا قاعدہ اصول اساسی کا حکم رکھتا ہے۔ اس واسطے غریب اور مالدار اس میں برابر ہیں۔ ثانیاً کمپنی کا مقصد وحید صرف منافعہ کمانا ہے۔ اس میں تمام منافعہ بہ تناسب حصص تقسیم کیا جاتا ہے۔ برعکس اس کے انجمن باہمی کا مقصد منافعہ کمانا نہیں ہے۔ بلکہ اپنے ممبران کی تا بہ حد امکان بہترین شرائط پر مخلصانہ خدمت کرنا ہے۔ اگر یہ خدمت گھر کی ضروریات بہم پہونچانے کے متعلق ہو تو انجمن کا نام سٹور ہوتا ہے اور اگر بنک کے کاروبار میں آسانی مہیا کرنے کی خدمت ہو تو اس کا نام انجمن قرضہ ہوتا ہے۔ اور اگر ممبران کے مال کی فروخت کی خدمت ہو تو انجمن فروخت اس کا نام ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس۔ تمام روپیہ پر جو حاصل کیا جائے یا قرض لیا جائے۔ دیگر اجناس کی مانند جو انجمن کو درکار ہوں مقررہ شرح سود یعنی قیمت دی جاتی ہے۔ مثلاً منافعہ حصص عموماً ۵ یا ۶ فیصدی ہوتا ہے۔ اگر تمام ذمہ داریوں کی ادائیگی کے بعد کچھ روپیہ بچ رہے تو ہر ایک ممبر نے جس قدر کام انجمن کے ساتھ کیا ہے۔ منافعہ اس کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے یعنی ایک ممبر نے اگر دس پونڈ کا مال خریدا ہے تو بمقابلہ اس شخص کے جس نے صرف ایک پونڈ کا مال خریدا وہ دس گنا منافعہ لے گا۔

اس تقسیم میں پیش نظر اصول تقسیم منافعہ نہیں ہے۔ کیونکہ منافعہ اپنی اصطلاحی صورت میں انجمن امداد باہمی میں سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ حقیقتاً یہ تقسیم مال کی بغرض پیشگی قیمت دی گئی ہے۔ اس کی جزوی واپسی ہوتی ہے۔ صاف واضح ہو گیا کہ جہاں کمپنی کا مدعا انسانی ضرورت کی شدت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر سرمایہ کی پرورش کرنا ہے۔ وہاں امداد باہمی کا مقصد سرمایہ کے ذریعے سے انسانوں کی خدمت ہے۔ اس واسطے ہر ایک جائنٹ سٹاک کمپنی کا مقصد فائدہ صرف فائدہ اور زیادہ فائدہ ہی ہے۔ اس کے برعکس امداد باہمی کا مقصد حیات یہ ہے۔ اور انجمن امداد باہمی کا اصول یہ ہے "میں سب کے کام آؤں سب میرے کام آئیں"۔

یہ امتیازی فرق واضح ہے۔ اور امداد باہمی کی روز افزوں اشاعت اسی فرق میں مضمر ہے۔
میں اس کو ختم کرنے سے پہلے حامیانِ امداد باہمی کی مہربانی کا جو اُنہوں نے جہاں کہیں میں
گیا، مجھ پر کیں شکریہ بغیر نہیں رہ سکتا۔ مجھے اس سے امداد باہمی کے رشتہ کی طاقت کا احساس
ہوا۔ اور جو بین الاقوامی احساسات میں سے ایک ایسا احساس ہے۔ جسے جنگ کا زبردست ہاتھ بالکل
منقطع نہیں کر سکا۔ جرمنی اور اٹلی دونوں میں اکثر عدیم الفرصت مہربانوں نے بھی مجھے معلومات
بہم پہنچانے کے لئے اپنا وقت اور اپنی محنت میرے لئے وقف کر دی۔ اگر ان اوراق میں
مدح اور عیب جوئی دونوں موجود ہیں۔ تو یہ صرف انسانی کمزوری کی وجہ ہے۔ میں تمام
اصحاب متعلقہ سے التجا کرتا ہوں کہ میں نے حتی الامکان اپنے مقدور کے مطابق
اپنی دید و شنید کے صحیح حالات بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں کہ امداد کنندگان بیشمار
تھے۔ وہاں انفرادی طور پر ہر ایک کا تمام ناموں کا ذکر کرنا غیر موزوں معلوم ہوتا ہے۔
لیکن تاہم مسٹر ایچ۔ ڈبلیو ولف۔ میرے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے مجھے جرمن
جانے کا مشورہ دیا۔ اور اُن کے تعارف کرانے سے میں وہاں جا سکا۔ میرے خیال میں کوئی اور
ملک ہندوستانیوں کے لئے اتنا سبق آموز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہندوستان کا طریق کار زیادہ
تر جرمنی کے طریق کار پر مبنی ہے۔ دیگر بہت سے احباب وہ ہیں۔ جن کی یاد میرے دل میں
جاگزین ہے۔ جنہوں نے نہایت اخلاق سے میری کافی اور قابل قدر مدد کی۔ مثلاً مسٹر وٹنزل
نے جو رکن وزارت مزدوران ہیں۔ اپنی لائبریری میرے حوالہ کر دی۔ میسرز ایچ باربر اور جے
سی۔ ایڈیمسی نے آئرلینڈ میں مجھے بہت کچھ دکھلایا اور برلن کی امپیریل فیڈریشن برلن کے صدر
ہر جینس یو بیرین یونین بنک ہائے امداد باہمی کے صدر ڈاکٹر الوینڈر بون۔ کابلنز۔ اور میونچ
کی زراعتی یونینوں کے سیکرٹریان نے جرمنی میں میری بڑی مدد کی۔ اٹلی میں سر ایڈورڈ ویل کیبور
کے۔ بی۔ اے برطانی سفیر متعینہ روم اور البی درگانینی سیکرٹری سوشلسٹ نیشنل لیگ
ڈاکٹر نیچینی۔ ڈاکٹر پے زنٹی۔ اور بین القوامی زراعتی ادارہ روما کے موسیو کاسٹنزو سنے

خاص امداد سے مرہون کیا۔

مجھے اس تحریک کے ممتاز رہبروں یعنی ویلفائس اور شلزے کے رفقائے کار کا بھی نیاز حاصل ہوا۔ مسٹر جے۔ آر۔ کاہل کی قابل فخر رپورٹ متعلقہ زراعتی انجمن ہائے امداد باہمی کا تذکرہ بھی لازمی ہے۔ جو جرمنی میں میری سیاحت کے دوران میں مجھے مشیر کا کام دیتی رہی۔

میکالم ڈارلنگ

۱۲ جولائی ۱۹۲۱ء

تمہید

یورپ جنگ کے بعد

چار سالہ جنگ میں ہر آئین اقتصادی کو شکست ہوئی۔ اور صدہا طریق سے اس کی ہر علامت اور نشان کو معدوم کیا گیا۔ آخر کار جب صلح ہوئی تو دریا کا بند ٹوٹا اور یورپ قریباً غرق ہو گیا۔ روس بالکل دب گیا۔ اور ہنگری کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ آسٹریا اس وقت باقی ہے۔ لیکن اُس کا سانس مصنوعی ذریعہ سے آتا ہے۔ اور جرمنی جو کبھی دیوالہ اور قحط اور بدنظمی کا شکار ہونے کو تھی اب اپنی پاش پاش شدہ سلطنت کے تباہ شدہ تختہ پر ڈانواں ڈول پھر رہی ہے۔ فاتح ممالک بھی محفوظ نہیں رہے۔ فرانس میں فرینک ۶۸ تک پہونچ گیا۔ اور اٹلی میں لیرا کی قیمت حال میں ہی ½ ۲ شلنگ سے کم تھی۔ سلطنت کے تغیر و تبدل میں سکوں کی قیمت پہلے کی نسبت ہمیشہ کم ہو جاتی ہے۔ ایک وقت اکثروں کا خیال تھا کہ اٹلی معرض خطر میں ہے۔ پچھلے ستمبر میں (سنہ ۱۹۲۰ء) کارخانوں پر مزدوروں نے قبضہ کر لیا اور مالکان کو عارضی طور پر بیدخل کر دیا۔ ہر ضلع میں بدنظمی کا دور دورہ رہا ہے اور سسلی میں بہت سی اراضیات پر کسانوں نے جبراً قبضہ کر لیا۔ یورپ میں ہر جگہ کھانے کو نہیں ملتا تھا۔

اور قیمتیں حد درجہ بڑھ گئی ہیں۔ اور اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی ہے۔ اس اثنا میں تجویز پر تجویز کی گئی۔ کہ یورپ اس طغیانی سے محفوظ رہے۔ لیکن صرف ایک حربہ کامیاب ثابت ہؤا۔ جس نے تمام ممالک کے لوگوں کو کسی قدر سہارا دے کر ناامیدی کو امید کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ جیسا کہ اٹلی کے ایک فاضل کوا پر بیٹر نے تصریح کی ہے وہ سہارا امداد باہمی ہے "جنگ نے اپنے کھنڈرات میں آدمیوں اور اُن کی انجمنوں۔ فلسفیانہ حالات۔ تصورات سیاسی اور اعتقاداتِ اقتصادی کو دفن کر دیا ہے۔ لیکن تحریک امداد باہمی کو نئے پر لگا دئے ہیں"۔

انجمنہائے امداد باہمی کی روز افزوں ترقی

تحریک امداد باہمی کی اس قدر ضرورت کبھی نہیں ہوئی۔ اور نہ کبھی یہ اتنی جلدی پھیلی ہے۔ ورسیلز کی صلح کے باعث جرمنی کی ۲۳۰۰ سے زیادہ دیہاتی انجمنیں نیست و نابود ہو گئیں یہ کمی نو ماہ میں پوری کی گئی۔ جنگ کے بعد دو سال میں دس ہزار انجمنوں کا اضافہ ہؤا۔ اور یہ رفتار برابر جاری ہے۔ اٹلی کے صحیح اعداد نہیں دستیاب ہو سکتے۔ لیکن وہاں بھی ترقی جرمن سے کچھ کم رفتار میں جاری رہی ۱۹۱۵ء میں سات ہزار انجمنیں تھیں اور ۱۹۲۰ء کے اخیر میں غالباً پندرہ ہزار تھیں۔ کیونکہ جنگ کے بعد تعداد قریباً دوگنی ہو گئی۔ کیونکہ جنگ کے ایام میں چند انجمنوں کا اجرا ہؤا۔

اسبابِ ترقی

جرمنی اور اٹلی میں اس حیرت افزا ترقی کے چند وجوہ ہیں۔ جن کا دونوں سے خاص تعلق ہے۔ جنگ کے بعد ہر ایک بہتری کا خواہشمند تھا۔ لیکن نتیجہ برعکس رونما ہؤا۔ صرف ایک طبقہ آسودہ حال ہؤا ہے۔ اور وہ طبقہ نفع کمانیوالا ہے۔ نفع کمانے والا ہمارے ساتھ کم از کم ایک صدی سے ہے۔ لیکن ایام جنگ میں اسے خاص غلبہ حاصل ہؤا۔ ہر ایک اس سے نفرت کرتا ہے۔ لیکن ہر ایک اگر قوم سے فائدہ

نفع جوئی میں سرشار ہے۔ اہل تعلیم کے لوگ شہروں کو لوٹ کر اپنے خزانے بھرپور کر رہے ہیں۔ اور حلقہ ہائے آئین و قوانین۔ مجالس تجارت وغیرہ ملک کو تباہ کر کے اپنے آپ کو آباد کر رہی ہیں۔ شہروں میں غربت ہے۔ لیکن کسان اپنے مال کی انتہائی گراں قیمت طلب کرتا ہے۔ اُدھر کسان مجبور ہے۔ کہ اپنی ضروریات حد سے زیادہ مہنگے بھاؤ پر خریدے۔ اس نا اتفاقی کا مجرم سرمایہ دارنہ نظام ہے۔

منافعہ کمانے کی بنا پر یہ طریق نفع کمانے والے کی پرورش ضرور کرتا ہے۔ اُس کو گدی سے اُتارنے کے لئے اس طریقہ کی اصلاح ہونی چاہیے یا اُس کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ اٹلی کا اشتراکی آخر الذکر کے واسطے روز دیتا ہے اور جرمن زمیندار اول طریق پر قانع ہوگا بہت سے علاج اُس کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ "شرکت باہمی"۔ اشتراکیت وغیرہ۔ حربے اس غرض کے لئے استعمال کئے گئے ہیں کئی اور بھی طریقے ہیں۔ صرف امداد باہمی ہی ایک ایسا طریقہ ہے جو سب ملکوں میں بالکل مستحکم ہو چکا ہے۔ اور محض اسی طریق سے اس بڑائی کا انسداد ہو سکتا ہے۔ اختصار سے اگر کہا جائے تو جنگ کے بعد اسکی تعجب خیز ترقی کی بڑی وجہ یہی ہے۔ اور یہ وجہ ہے کہ کواپریٹو گودام اٹلی میں جلد جلد پھیل رہا ہے اور انجمنہائے ہمسائی جرمنی ہیں۔

(ب) اٹلی میں مقابلہ سیاسی

اٹلی میں نفع کمانے والے کی مخالفت کا احساس اور اُس کے طریق کار کی مخالفت جرمنی سے زیادہ ہے۔ اشتراکی جماعت کا جو ملک میں امداد باہمی کی انجمنوں کی دو بڑی جماعتوں کی نگرانی کرتی ہے۔ کھلا ہوا مقصد یہ ہے کہ سرمایہ داری کو معدوم کر کے اُس کی جگہ اشتراکیت قائم کی جاوے۔ اس کے برعکس کیتھولک فرقہ کے لوگ جو ایک اہم حلقہ ہائے انجمن ہائے امداد باہمی کے منصرم و منتظم ہیں۔ وہ "انفرادیت" کی حمائت میں ہیں۔ دونوں کا مقابلہ تیز ہے کیونکہ امداد باہمی کی انجمن سیاسی طاقت کا ذریعہ

خیال کی جاتی ہے۔ دونوں جماعتیں انجمنوں کے جاری کرنے میں ایک دوسری کا سرگرمی سے مقابلہ کرتی ہیں۔ یہ عنصر جو اٹلی میں تحریک کی اس سرعت رفتاری کا موجب ہے۔ حال ہی میں میدان میں نمودار ہوا ہے۔ کیونکہ جنگ کے بعد ہی فرقہ کیتھولک کے لوگ سیاسی امور میں کھلے طور پہ حصہ لینے لگے ہیں۔

(ج) سرکاری امداد (اس سیاسی مقابلہ سے کم اہم وجہ پر سرکار کی کثیر اور وافر مالی امداد ہے۔ لاکھوں لیرے اس لئے صرف کئے گئے ہیں۔ کہ تحریک امداد باہمی اس زراعتی اور صنعتی جوش کو جو طویل جنگ سے ان لوگوں میں جو بہت کاہل نہیں ہیں پیدا ہو گیا ہے۔ مدہم کرنے والی ثابت ہو گی۔ انجمنیں خودرو نباتات کی مانند پیدا ہو گئی ہیں۔ بعض کا سرمایہ حصص دس لیرا سے بھی زیادہ نہیں ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ سرکار بہت سارو پیہ اُن کو دے دے گی۔ اٹلی والے بھی انہی بے شمار انجمنوں سے چونک پڑے ہیں۔ ان میں سے بعض ٹوٹ چکی ہیں۔ خطرہ زیادہ یہ ہے کہ معائنہ اور نگرانی کا انتظام بالکل نہیں ہے جس کا ہونا غیر ضروری ہے۔ سرکاری امداد کا سوال بڑا اہم ہے۔ اور اُس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔ اس اثناء میں یہ امر قابلِ فکر ہے کہ خود لوزاٹی کا خیال یہ تھا۔ کہ جو مالی امداد ایسے لاپروایانہ انداز سے دی جا رہی ہے۔ اُس کا اخلاق پر بہت بُرا اثر ہو رہا ہے۔

جنگ کے بعد جرمنی کی اقتصادی حالت

(جرمنی کی حالت اطالیہ کے بالکل برعکس ہے۔ سیاسی امور ترک ہو رہے ہیں اور سرکاری خزانہ خالی ہے۔ اس واسطے ترقی کی وجہ نہ تو سیاسی مقابلہ ہے۔ اور نہ سرکاری امداد۔ سرمایہ دار سے مخالفت زوروں پر ہے۔ لیکن اسکی تہ میں سخت ضرورت۔ شکست کی خلش اور اقتصادی بربادی کے ابھارے ہوئے جذبات کارفرما ہیں۔ برٹش گورنمنٹ کی رپورٹ سے واضح ہوتا ہے۔ کہ جرمنی میں

تمدنی اور اقتصادی نظام کی انتہائی تکمیل ہی نے اُس کا کام بگاڑا ہے۔ کوئی قوم یہ نہیں کر سکتی تھی کہ اپنے تمام مادی ذرائع اور تمام آبادی کو جنگ میں لگا دے ۔ مگر جب اُس کا جنگی گولہ ایک جگہ پھٹ پڑا تو ہر ایک چیز خراب ہو گئی۔ اور وہ گولہ بالکل خالی پایا گیا۔ جنگ سے پہلے ۲۵ سال میں جرمنی کی آبادی میں ۴۰ فیصدی اضافہ ہوا۔ لیکن باوجود اس کے کہ زمین انگلستان کی زمین کے مقابلہ میں ایسی اچھی نہیں ہے۔ پھر بھی جرمنی نے جدید ترقیات۔ کیمیادی کھاد۔ اور دیگر مفید زراعتی تدابیر کی اعانت سے بلا کسی بیرونی امداد کے ۶ کروڑ ۷۰ لاکھ لوگوں کے لیے خورد نوش کا بینظیر اور موثر انتظام کیا۔ اور اپنے ساکنوں کے لئے کھانے پینے کا بندوبست انگلستان۔ فرانس اور برطانیہ سے بہت بڑھ چڑھ کر کیا۔ یہ صرف نہایت اعلیٰ نظام اور زراعت میں جدید ترین آلات استعمال کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جنگ نے جرمنی کو گوناگون مصائب میں مبتلا کر دیا۔ اس پر بہت سی افتادیں آن پڑیں۔ زمین کی قوت زرخیزی ۴۰ فیصدی کم ہو گئی۔ اور مویشی ۵۵ فی صدی ضائع ہو گئے۔ اور خوردنی اشیا کی بہم رسانی نصف رہ گئی۔ مارک جس کی قیمت کبھی ایک شلنگ تھی۔ اُس کی قیمت تین فارنگ سے کم ہو گئی۔ اموات اور بیماریاں بہت بڑھ گئیں۔ اور یہ رائے ظاہر کی گئی ہے کہ جرمن قوم کا جسم اور روح دونو شکستہ ہو چکے ہیں۔

یہ امر قابل غور ہے۔ کہ باایں ہمہ مصائب جرمنی میں دس ہزار نئی سوسائیٹیاں صرف دو سال میں قائم ہو گئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امداد باہمی کس قوت کی مالک ہے۔ اور آدمی اگر اس سے فائدہ اُٹھانا چاہے تو کیا کچھ کر سکتا ہے۔

اچھا انتظام اور بنک سسٹم اخلاقی اثرات کے علاوہ اس شاندار ترقی کے دو بڑے موثر سبب مستحکم تنظیم اور اعلیٰ اصول کاروبار ہیں۔ ایک وسیع سسٹم فیڈریشن اور یونین کے ذریعہ سے جس کا ذکر باب دوم میں کیا گیا ہے۔ تجربہ۔ لیاقت۔ سرگرمی اور ضابطہ داری کی تمام قوتوں کو ایک مرکز پر اکٹھا کر دینا ہے۔

ملک کے ہر حصّہ پر نمایاں اثر ہوا ہے۔ اٹلی کی مانند یہاں بھی سینکڑوں انجمنیں جاری ہو گئی ہیں۔ لیکن بہ خلاف اٹلی یہاں یہ انتظام ہے کہ جوں ہی کوئی انجمن قائم ہوتی ہے اُس کا انتظام فوراً ہی کسی اعلیٰ نگرانِ کار انتظام کے سپرد ہو جاتا ہے۔ بنا براں جرمنی کی ترقی یقینی ہے۔ ترقی سریع بھی ہے۔ اس لئے روپیہ فوراً مل سکتا ہے۔ زراعتی ترقی دیہاتی بنکوں کی وجہ سے ہے۔ جو اس وقت قریباً ۱۹۰۰۰ ہزار ہیں۔ اٹلی اور آئرلینڈ میں دیہاتی بنک اگر زوال پذیر نہیں تو بیکار ضرور ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اجناس کی قیمتوں میں زیادتی ہونے سے کسان قرضدار کی بجائے امانت دار ہو گیا ہے۔ اور اسے امانت کا کوئی مصرف نظر نہیں آتا۔ جرمنی میں بھی جنگ کی وجہ سے کسان مالدار ہو گیا ہے۔ اور امانتیں بہت جمع ہو گئیں ہیں۔ لیکن سنٹرل بنکوں کے قابلِ تعریف سسٹم کے باعث ایک پیسہ تک وہاں جمع ہو گیا ہے۔ چنانچہ جب جدید نظام اور جدید زمانہ آیا تو سرمایہ بافراط دستیاب ہوا۔ جرمنی اپنی مدد آپ کرنے کی ایک شاندار مثال ہے۔ اٹلی کے حالات یہ ظاہر کرتے ہیں۔ کہ سرکاری امداد خوش کن چیز نہیں۔ لیکن اٹلی بھی سبق حاصل کر رہی ہے۔ اور تمام ان لوگوں کو جو بنیادی اصولوں کو ٹھکرا رہے ہیں۔ آخر کار عقل سے کام لینا ہوگا۔ جب پچھلے موسم سرما میں سرکاری امداد کی لہر دفعتاً تھم گئی تو انجمنوں کی رفتارِ ترقی بھی رک گئی۔ اور بہت سی انجمنوں نے اپنے آپ کو فالج زدہ حالت میں پایا ہے۔ لہٰذا اب دونوں اشتراکی اور کیتھولک اپنے اپنے نظام ہائے بنک کی اصلاح میں کوشاں ہیں۔ ایک بنک تو جیسا کہ جرمنی میں تھا ہر ملک کے کسانوں کا فالتو روپیہ حاصل کرنے میں مصروف ہے۔ اور دوسرا مزدوراں سے امانتیں لینے کا کام کرتا ہے۔ اگر اُن کو کامیابی ہو گئی۔ تو تحریک امداد باہمی ملک اٹلی میں بھی مضبوط ہو جائے گی۔

جرمنی کی کامیابی (الف) عام اعداد و شمار

یکم مئی ۱۹۲۱ء کو جرمن میں ۳۳۳۴۵ زراعتی

انجمنیں تھیں۔ اُن شہروں کے علاوہ جن کی آبادی بیس ہزار سے اوپر ہے۔ ۵ ۷ ۱۱ باشندوں کے واسطے ایک انجمن ہے۔ دیہاتی انجمنیں سنہ ۱۹۲۰ء کے اخیر میں بارہ ہزار سے زائد تھیں۔ اور چونکہ اُس وقت سے برابر بڑھی چلی جارہی ہیں۔ جرمنی میں اس وقت کل انجمنوں کی تعداد کم از کم ۴۷۰۰۰ ہوگی۔ ممبروں کی تعداد کا ٹھیک ٹھیک اندازہ نہیں ہوسکتا۔ زراعتی انجمنوں کے ممبر ۲۵ لاکھ ہیں اور ۱۳۰۰۰ دیہاتی گودام جن کا الحاق فیڈریشن واقعہ ہیمبرگ سے ہوچکا ہے۔ اُن کے ممبروں کی تعداد ۲۷½ لاکھ ہے۔ کل ممبروں کی تعداد اس لئے قریباً ۷ لاکھ خاندانوں پر مشتمل ہے۔ جس میں ۲½ اور ۳ کروڑ کے درمیان نفوس شامل ہیں۔ یا موجودہ آبادی جرمنی کا نصف کہو۔ اس سے عیاں ہوسکتا ہے۔ کہ جرمن میں امداد باہمی کی تحریک کیا اہمیت رکھتی ہے۔

(ب) دیہاتی بنک } شہر میں امداد باہمی سٹور اور دیہات میں دیہاتی بنک بہت اہم ہیں۔ دیہاتی بنک اب بھی بڑی تیز رفتاری سے ترقی کر رہا ہے۔ ۶۰ سالہ تجربہ کے بعد جرمنی کا اعتبار دیہاتی بنک میں ہمیشہ کے لئے پختہ ہوگیا ہے۔ اور اسے اینک بھی زراعتی امداد باہمی سسٹم کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔ اخلاقی طور پر اور مادی حیثیت سے اس سے اچھی بنیاد اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ مادی لحاظ سے اس لئے کہ کاروبار کا بنیادی پتھر اعتبار (ساکھ) ہی ہے۔ اور اخلاقی لحاظ سے اس لئے کہ دیہاتی بنک میں ساکھ کی بنیاد جہاں جائداد ہے وہاں اخلاق اور دیانت بھی ہے۔ مزید برآں یہ کہ دیہاتی بنک ایک کاروباری سکول ہے جہاں غریب سے غریب کسان سند حاصل کرسکتا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ وہاں بنک کا کام ہی ہو۔ زراعتی ضروریات مشترکاً بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ ممبروں کی پیداوار اکثر کر کے فروخت کی جاتی ہے۔ اس طرح سے دیہاتی بنک گاؤں کے کاروباری مرکز کی حیثیت حاصل کر رہا ہے۔ اور اپنے اخلاقی اثر سے دیہاتی روایات کا موید ہو رہا ہے۔ مستقبل میں اس کی نفع بخشی کے بارے میں کوئی ایسا قوی شک نہیں ظاہر

کیا جا سکتا۔ جنگ کی وجہ سے جو بہت سی اقتصادی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ اُن کے حل کے واسطے زیادہ پیداوار اور اعلیٰ نظام کی ضرورت بہت بڑھ گئی ہے۔ کھاد اور مشین اور اچھی نسل کشی اور اول درجہ کے تخم کی بیش از بیش ضرورت ہے بھاری ٹیکس دینے ہونگے۔ ان سب کے واسطے روپیہ کا ہونا لازمی ہے۔ بنابرایں دیہاتی بنکوں کا ایک جال ضروری کریڈٹ مہیا کرنے کے واسطے لازمی ہے۔ صرف ایک خطرہ ہے۔ ضلع کے سیونگ بنکوں سے بڑا بھاری مقابلہ ہے۔ اور تجارتی بنک بھی دیہات میں داخل ہو رہے ہیں یہ قرضہ دینے کے واسطے نہیں بلکہ دیہات میں سے روپیہ نکالنے کے واسطے جن کی صنعت کو ضرورت لاحق ہے سپلائی اور فروخت کا کام الگ الگ خود مختار انجمنوں کے علاوہ دیہاتی بنک بھی کرتے ہیں۔ یہ انجمن بہم رسانی اور فروخت کی انجمنیں جن کی تعداد ...۹ سے اوپر ہے۔ زراعتی انجمنوں کا دوسرا اہم حلقہ ہیں۔ یہ اس نظام کی ایک قابل تعریف مثال ہے۔ جس نے جنگ سے پہلے جرمنی کی زراعتی حالت کو بہترین بنا دیا۔ باب چہارم میں اُن کا کچھ ذکر آئیگا۔ انجمن امداد باہمی غلہ خانہ اسی ذیل میں آتی ہے۔ یہ انجمن غلہ فروخت کے واسطے جمع کرتی ہے۔ یہ انجمن اس قسم کی ہے جس کی ابتدا جرمنی میں ہوئی اور اگر یہ پنجاب میں قائم ہو سکے تجربہ پہلے بھی ہو چکا ہے۔ تو اس کا وجود زمیندار کے حق میں بہترین فائدے کا موجب ہوگا۔

(د) بالائی کے کارخانے بالائی بنانے کے کارخانے جن کی تعداد ...۳ ہے دوسری قسم کی اہم انجمنیں ہیں۔ اُن کا اس رپورٹ میں ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں اسوقت اُن کا کوئی عملی فائدہ نہیں ہے مزید براں مکھن اور دودھ پر سرکار کی نگرانی ہونے سے اُن کی حالت میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس وقت وہ زوال پذیر ہو رہی ہیں۔ اسکے برعکس امداد باہمی کے ذریعہ دودھ کی فروخت کی انجمنیں اگرچہ ابھی ان کا عالم طفولیت ہے۔ ترقی کر رہی ہیں اور چونکہ اس مسئلہ کا ہندوستان سے خاص گونہ تعلق ہے۔ اسواسطے نمونہ کے طور پر دودھ کی انجمنوں کا ذکر باب ششم میں کیا گیا ہے۔

(۵) انجمنہائے تار برقی سات ہزار سے اوپر دیہاتی انجمنیں متفرق قسم میں شمار کی گئی ہیں۔ بڑی تعداد "تار برقی" کی انجمنوں کی ہے جن کی تعداد تین ہزار سے اوپر ہے۔ ان سے عیاں ہوتا ہے۔ کہ ضرورت کس قدر طاقت اور اثر اپنے اندر رکھتی ہے اگر ضرورت ایجاد کی ماں ہے تو کہنا چاہیئے کہ ضرورت تحریک امداد باہمی کی ماں بھی ہے اور باپ بھی۔ عارضی صلح کے بعد ۱۷۰۰ سے اوپر انجمنیں جاری ہو چکی ہیں۔ جنگ کی وجہ سے کوئلہ اور تیل کی قلت نے بجلی کی روشنی کو ایسا ہی مشکل مسئلہ بنا دیا ہے۔ جیسا کہ ہندوستان میں دو تین سال ہوئے مشکل تھا۔ مویشیوں کی قلت اور بہت بھاری قیمتیں اور زیادہ خرچ کی وجہ سے لوگ مشینری سے کام کرنے کو زیادہ موزوں خیال کرتے ہیں۔ اجرتوں میں روز افزوں اضافہ کا بھی وہی اثر ہوا ہے۔ لینن نے حال میں ایک جلسہ کانگرس میں کہا کہ زراعت کا کام اگر بجلی سے کیا جائے تو روس کی تعمیر جدید کے حق میں غایت درجے کا مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ جرمنی میں یہ بھی عمل شروع ہو چکا ہے اور کچھ وقت کے بعد اُس کا اثر بہت دور ہوگا۔ اس تحریک کا اثر پنجاب کے لئے جہاں بجلی کی بہم رسانی عنقریب ہی بافراط ہونے کو ہے۔ خاص گونہ دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اس واسطے جرمنی کی اس انجمن کا مختصر ذکر باب ہشتم میں کیا گیا ہے۔

(۶) قصباتی انجمنیں قصباتی انجمنوں میں بڑی اہم قسم کی سٹور اور کاریگران اور تعمیر مکانات کی انجمن یا چھوٹے صنعتی بنک ہیں۔ فیڈریشن ہیمبرگ کے ۱۳۰۰ گودام جن کے ممبران کی تعداد ۲½ (ملین[۱]) اور گذشتہ سال ۲۰-۱۹۱۹ء میں جس کا سالانہ کاروبار ۳۰۰۰ (ملین) مارکس تھا۔ انگریزی نظام کے کامیاب حریف ہیں۔ جہاں سے کہ ان کی دراصل ابتدا ہوئی ہے۔ اُن کا اس رپورٹ میں ذکر نہیں ہے کیونکہ مطالعہ کے واسطے کوئی وقت نہ تھا۔ دوسری تینوں قسموں کا ذکر نویں دسویں گیارہویں باب میں کیا گیا ہے۔ کاریگروں کی انجمنیں اور تعمیر مکانات کی انجمنیں دونو ہی جلد جلد بڑھ

(۱) ایک ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے۔

رہی ہیں۔ ایک تو اس وجہ سے کہ خام مال نہیں ملتا اور دوسرے اس وجہ سے کہ مکانات کا سوال جرمنی میں بھی ایسی ہی مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ جیسی کہ یورپ کے دوسرے ملکوں میں اس کے باعث تکالیف درپیش ہیں۔ شیلزے کا بنک اب بھی ایک اہم عنصر ہے۔ لیکن بڑے تجارتی بنکوں کا روز افزوں مقابلہ ایک خطرہ ہے۔ اور اس کا مستقبل اسواسطے امیدافزا نہیں ہے۔ مگر اب بھی یہ ایک یا دو فی صدی کم شرح پر ان مقابل کے بنکوں کے مقابلہ میں قرضہ دے سکتا ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے کاریگر اور کم حیثیت کاروباری اشخاص اس کو سرمایہ داروں کے قلعہ ہائے اجارہ کے مقابلے میں ایک پناہ خیال کرتے ہیں۔

(۳) زمینی قرضہ باقی مضمون جس کا اسی رپورٹ میں ذکر ہے۔ جہاں تک کہ جرمنی کا تعلق ہے وہ بنک ہائے زمین اراضیات کا سوال ہے۔ اس میدان میں جرمنی ہر دوسری قوم سے آگے ہے۔ انگلستان میں اگر کوئی مالک زمین اراضی روپیہ قرض لینا چاہے تو وہ اپنے وکیل یا بنک کے پاس درخواست کرتا ہے کہ مرتہن تلاش کریں۔ اس میں کچھ وقت صرف ہو جاتا ہے۔ اور شرح سود ۶ یا ½۶ فی صدی ہوتا ہے جرمنی میں بہت سے رہن کے بنک ہیں۔ جہاں بلا کسی تاخیر اور خرچ کے قرضہ ۴ یا ½۴ فی صدی شرح پر مل سکتا ہے یہ اس شرح سود سے بھی کم ہے جو گورنمنٹ کو اپنے قرضوں پر دینی پڑتی ہے ہندوستان نے واقعی دانائی اور بیدار مغزی کا ثبوت دیا کہ اس نے دیہاتی بنکوں کا سسٹم جرمنی سے سیکھ لیا۔ لیکن مارگیج بنک کا سسٹم بھی وہیں سے لے لیا جائے تو اور بھی دانائی کی بات ہوگی۔ اس مضمون کا ذکر باب ہفتم میں کیا گیا ہے۔ جہاں دو خاص قسم کی انجمنوں کا بیان ہے۔

قومی فیڈریشن جرمنی کی ۴۷۰۰۰ انجمنوں میں سے اکثر انجمنیں پڑتال و نگرانی اور تنظیم کی غرض سے چار فیڈریشنوں میں سے کسی ایک سے پیوستہ کی گئی ہیں۔ ۱۳۰۰۰ اسٹور جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اُن کا تعلق ہیمبرگ کی انجمن

عارفین (کنٹر یومرز) سے ہے اور اکثر دوسری قصباتی انجمنوں کا فیڈریشن برلن سے تعلق ہے۔ جس کا نام جرمن فیڈریشن انجمن ہائے امداد باہمی ہے۔ اسی طرح تمام زراعتی انجمنوں کا تعلق امپیریل یا رلیفائیسن فیڈریشن سے ہے۔ دونوں کا صدر مقام برلن ہے۔ اور دونوں کا ذکر باب دوئم میں ہے۔ شاہی فیڈریشن جس میں قریباً ۲۲۰۰۰ انجمنیں ہیں۔ جرمن میں سب سے بڑی ہے۔ اور اغلباً دنیا میں سب سے بڑی فیڈریشن ہے۔ ایک دلچسپ اور حوصلہ افزا علامت یہ ہے کہ ہر چہار فیڈریشن کا میدان ایسا قریب ترہونے کا ہے اور اس مقصد کے واسطے ایک مشترکہ کمیٹی بھی قائم کی جا چکی۔

جرمنی میں تحریک کی مضبوطی

جرمن میں ۴۷۰۰۰ انجمنیں ہیں۔ لیکن سوال ہو سکتا ہے کہ کیا تحریک محفوظ ہے؟ جہاں تک زراعتی تحریک کا تعلق ہے۔ جس کا تفصیل سے مطالعہ کیا گیا تھا۔ اُس کا جواب بلا قیل و قال اثبات میں ہوگا۔ اور اس امر کی تصدیق تین حقائق سے ہوتی ہے۔ اول انجمن امداد باہمی کا ہر ممبر تھوڑی شرح سود پر بمقابلہ کسی اور شخص کے قرضہ لے سکتا ہے تجارتی بنک ۷ سے ۸ فی صدی اور دیہاتی بنک ۴½ سے ۵ فیصدی سود لیتا ہے۔ دوئم ۱۹۱۶ء میں انجمن ہائے امداد باہمی کی امانتیں سنٹرل بنکوں میں قریباً ۴۰۰۰ ملین مارک تھیں۔ اور کل قرضہ جات سنٹرل بنکوں کی ۹۰ فی صدی سے زائد تھیں۔ سوئم تخمیناً وہی رقم مختلف قرضہ جات جنگ میں لگائی گئی ہے اور اگرچہ یہ سٹاک ۲۰ دفعہ گر گیا ہے اور یہ کمی بہت حالات میں بالکل خارج کر دی گئی ہے۔ جرمنی کے کواپریٹو بنک سسٹم کی مالی حالت کے اچھا ہونے کی اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے۔

مادی لحاظ سے جرمنی کی تحریک امداد باہمی محفوظ ہے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ تحریک امداد باہمی کے بانی رلیفائیسن نے اخلاقی پہلو پر اتنا ہی زور دیا ہے۔ جتنا کہ مادی پہلو پر۔ اُس کے نزدیک امداد باہمی کے بنیادی اصول کفایت شعاری مدد ذاتی

اور امداد باہمی بڑی حد تک مذہبی عقائد کا حکم رکھتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ ہر نئی شریعت کی صورت میں ہوتا ہے۔ کامیابی کے باعث ملہمانہ جذبہ عمل کی روشنی مدہم پڑ گئی۔ جب تک کہ کسان فضول خرچ اور جاہل اور بے کس اور ساہوکار کا شکار تھا اخلاقی اپیل کا موثر ہونا بھی لازمی تھا لیکن کچھ عرصہ میں وہ اچھے تعلیم یافتہ اور مالدار ہو گئے۔ اور ساہوکار کے حلقہ سے آزاد ہو گئے۔ بنابریں ایک وسیع نظام قائم کیا گیا۔ جس میں شخصی مفاد کے گم ہو ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اور جوں جوں کام زیادہ بڑھتا گیا تجارتی پہلو زیادہ اہمیت اختیار کرتے گئے۔ بعد ازاں جنگ کا زمانہ آیا۔ جرمنی کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ تحریک امداد باہمی کے حق میں یہ شکست ایک برکت تھی۔ جس نے جذبات خفتہ و نہفتہ کو ازسرنو زندہ اور بیدار کر دیا۔ اگر جرمنوں کو فتح ہوتی تو یہ صورت نہ ہوتی۔ شکست نے جرمنی قوم کے اعلیٰ ترین جوہر نمایاں کر دئے۔ طویل سخت جانکاہانہ کشمکش کا سلسلہ ازسرنو آغاز پذیر ہو گیا ہے۔ اور اس نے جرمنوں کے قوائے عمل کو گرما دیا ہے۔

اٹلی کی رفتار ترقی (الف) اٹلی کے متعلق اب تک جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ اغلباً مدح .... کی بجائے ذم کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اٹلی کمزور ہے اور جرمنی طاقتور ہے۔ اُس کا مالی سسٹم اور اُس کا عام نظام جرمنی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن دو میدان ایسے ہیں۔ کہ اُن میں جو کچھ اُس نے حاصل کیا ہے۔ وہ درخشاں اور لاجواب ہے۔ مزرعہ ہائے امداد باہمی اور انجمن مزدوران اب اچھی طرح قائم ہو چکی ہیں۔ اور ایلپس سے آگے تک قائم ہو رہی ہیں۔ یہ وسعت تحریک کی کامیابی پر دلالت کرتی ہے۔ اور اُس کے باشندوں کی قدرتی ذکاوت کا بھی ثبوت ہے دونوں کا ذکر اس رپورٹ میں نہیں ہے۔ اس وقت انجمن مزدوران کے امکانات ترقی کی کوئی حد معلوم نہیں ہوتی۔ یہ انجمنیں ملک میں ۲۵۰۰ ہیں

معماروں اور خشت سازوں اور گودی میں کام کرنے والوں اور ترکھانوں اور دہاڑی
دار اور گاڑی بان اور بہت سی اقسام کے دستی محنت کرنے والوں نے بنا لی
ہیں۔ تاکہ ٹھیکہ دار کو راستے سے ہٹا دیں۔ اور خود ٹھیکہ دار بن جاویں۔ اریونیا میں اب
ٹھیکہ دار ایسا معدوم ہے۔ جیسے عنقا۔ اور جب میں وہاں گیا۔ تو کئی لاکھ لیرے کا کام ٹھیکہ
پر ہو رہا تھا۔ حال ہی میں وینیس ایک بیڑا روانہ ہوا اُس کو ایک جدید راستہ سے میدان پہنچنا
تھا۔ لیکن اُسی وقت ایک ایسی ہی ایک اہم میدان سے وینس کی طرف روانہ ہوئے۔
دونوں آواروں کے کارپرداز کواپریٹو تھے پیاوے کا نصف برباد شدہ رقبہ بھی ایک کواپریٹو
نظام کے ماتحت درست کیا جارہا ہے۔ یہاں تک کہ باربردار قلیوں نے بھی بڑے بڑے
مقامات میں انجمنیں بنالیں ہیں۔ تاکہ درمیانے ٹھیکہ دار سے اُن کا کوئی سروکار نہ رہے
اور وہ ریلوے سے براہ راست کاروبار کریں۔ اس میں اب شک نہیں ہے کہ مزدوران
کا نظام کواپریٹو ہوسکتا ہے۔ زیادہ مشکل سوال یہ ہے کہ صنعت کو بھی امداد باہمی کے
نظام میں لایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ کامیاب ہوگیا۔ تو اٹلی کا صنعتی سوال
حل ہو جائے گا۔

مزرعہ ہائے امداد باہمی (ب) قریباً ۵۰۰ ہیں اور اضلاع ریونیا اور برگامو
اور ریگو ایمیلا میں اُن کا کام اعلیٰ پیمانہ پر ہے۔ سسلی
میں بھی اُن کا قدم جم گیا ہے اور اب تمام ملک میں پھیل رہے ہیں۔ بعض اضلاع متذکرہ میں
وہ تجربہ کی حد سے گذر چکے ہیں۔ لیکن بہت سی مشکلات باقی ہیں۔ جن میں سے بعض گذشتہ
ایام میں بڑی سخت معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن سرکاری امداد اور جنگ میں جو کثیر منافع جات حاصل ہوئے
اُنہوں نے اُن کی سختی کو کم کر دیا۔ ریونیا کے متصل دو دیہات میں میں نے دیکھا۔ کہ خوبصورت
تماشہ گاہ مقامی کواپریٹو فارم کے منافعہ سے بنائے جارہے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سوشلسٹ
مزرعے کی کیونکہ اُن کے بڑے بڑے رقبہ جات بلاتقسیم ہیں۔ پیداوار کا اوسط فی ایکڑ

مزرعہ مملوکہ اشخاص سے زیادہ ہے۔ لیکن جو اعداد و شمار اس امر کی تائید میں پیش کئے جاتے ہیں۔ بلا تحقیق ناقابل تسلیم ہیں۔ مگر اولاً مقصود پیداوار میں اضافہ نہ تھا۔ بلکہ علاقہ لمبارڈے میں درمیانی ٹیکس کلکٹر کا قلع قمع مقصود تھا اور ایمیلا میں بیکاروں کے واسطے کام بہم پہنچانا تھا۔ یہ ہر دو اغراض بلاشبہ پوری ہو چکی ہیں اور یہی باعث ہے۔ کہ سوسائیٹیاں ترقی پذیر ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جنگ کے بعد ہر قماش اور ہر حیثیت کے اشخاص میں یہ خواہش پیدا ہو چکی ہے کہ خود مختاری حاصل کی جائے۔ شہروں میں اس کا اظہار یوں ہو رہا ہے۔ کہ انجمن ہائے مزدوران کی پرجوش حمایت کی جا رہی ہے اور دیہات میں اس طرح کہ کھیتوں میں کام کرنیوالے مزدور اور کاشتکار فارم سوسائٹی میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ یہ سوسائٹی وصول کنندۂ لگان کے وجود کو نابود قرار دیتی ہے۔ اور اگر زمین خریدی جائے تو مالک اراضی کو بھی اس خصوصیت کا اطلاق اُن انجمنوں پر ہوتا ہے۔ جو ممبران کو کاشت کی اجازت دیتی ہیں۔ اور اگر خود صاحب زمین ہوں۔ تو انہیں بعض حالات میں اپنی زمین کی کاشت کی بھی اجازت ہوتی ہے۔ لیکن اس کا اطلاق کسی حد تک سوشلسٹ انجمنوں پر بھی ہوتا ہے۔ جہاں کاشت مشتمل طریق پر کی جاتی ہے۔ کیونکہ ان انجمنوں کے ممبر زیادہ تر کھیتوں میں کام کرنے والے مزدور ہوتے ہیں۔ اور انجمن کے کام کرنے کو بمقابلہ مالک یا ٹھیکہ دار کے کام کے اچھا خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ سوسائٹی کے مالک وہ خود آپ ہوتے ہیں۔ اور مالک اراضی یا ٹھیکہ دار اُن کا غیر ہوتا ہے۔

متفرق زراعتی انجمنیں

(ج) اٹلی میں تحریک امداد باہمی کی پانچ بڑی بڑی اصولی شاخیں ہیں۔ ان میں سے اہم ترین غالباً انجمن مزدوران ہے اگرچہ ان کی تعداد بہت زیادہ نہیں ہے۔ فارم زراعتی شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انجمنیں ۱۵۰۰ بالائی اور ۱۰۰۰ اسپلائی کی ہیں۔ آخر الذکر بیکرز کی فیڈریشن میں شامل ہو گئی ہیں۔ ۱۵ یا ۲۰ انجمن اپنا کیمیاوی کھاد

نو دیہاتی ہیں۔ تو نووارا میں جو انجمنیں ہیں نے دیکھیں وہ ہر سال ۹۰۰۰ ٹن کھاد بناتی ہیں
دوسری انجمن ریونیا میں ایک کارخانہ بنا رہی ہے اور امید ہے کہ سال میں ۱۶۰۰۰ ٹن
طیار کرے گی۔ یہ بڑے کام ہیں۔ جن کی جرمنی میں کوئی مثال نہیں ہے۔

دیہاتی بنک (د) تیسرا شعبہ ۲۷۵۰ دیہاتی بنکوں کا ہے۔ جس کا مختصر ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ امانتیں بہت سی جمع ہو جاتی ہیں۔ اور
کوئی بنک سسٹم ان کو لینے کے واسطے موجود نہیں ہے اور خطرہ ہے کہ قلت سرمایہ کی
وجہ سے وہ معدوم نہ ہو جاویں۔ کیونکہ جنگ کی وجہ سے کئی ایک ملکوں کے کسان نابود
ہو گئے ہیں۔ فرقہ کیتھولک جن کے مرکزی نظام سے بہت سی ان انجمنوں کا تعلق ہے۔
اپنے فالتو روپیہ کو۔۔۔ دیگر کواپریٹو کاموں میں جہاں سرمایہ کی ضرورت ہے لگانے
کے خیال میں ہیں۔ اور اس غرض کے واسطے میدان ۔۔ قائم ہو چکا ہے۔ اگر یہ سکیم
کامیاب ہو گئی تو دیہاتی بنک میں از سر نو تازگی آجائے گی۔

پیپل بنک (ہ) باقی شاخیں بنک اور سٹورز ہیں۔ اول الذکر جن کی تعداد قریباً ۸۰۰ ہے وہ تمام شمالی اور مرکزی اٹلی میں موجود ہیں۔
نوعیت اور نظام میں وہ جرمنی کے شلزے بنکوں کے مشابہ ہیں۔ اور آخر الذکر کی طرح
اگرچہ وہ زیادہ قصباتی ہیں تاہم زراعت کا بہت کام کرتے ہیں۔ بہ حیثیت مجموعی اُنہوں نے
نمایاں کام کیا ہے۔ لیکن نہیں جرمنی کے بنکوں جیسا اتحادِ عمل نہیں ہے۔ اور اُن کا
کام ٹھیٹھ امداد باہمی کے اصولوں پر مبنی نہیں۔ لوزاٹی کا قول ہے کہ انجمن امداد باہمی
کو ہمیشہ خود مختار ہونا چاہیئے۔ لیکن کسی واحد مرکز سے کبھی علیحدہ نہیں ہونا چاہیئے۔
اُن کا اکیلا ہونا کمزوری اور بہت حد تک خطرے کا باعث ہے۔ میلان کے بڑے
سنٹرل بنک میں اُن کے الحاق کی کوشش ناکام رہی۔ دیر یا بزود ہندوستان
میں بھی قصباتی بنکوں کی ضرورت ہو گی۔ دو تین صوبوں میں کام شروع ہو چکا ہے۔

باب دوئم میں اُن کا ذکر ہے۔

گودام (و) ان پنچ نظام ہائے امداد باہمی میں سب سے بڑا اہم سٹور یا انجمن صارفین ہے۔ انگلستان اور جرمنی کے برعکس اٹلی میں یہ تحریک قصباتی بھی ہے اور دیہاتی بھی۔ فرقہ کیتھولک کی انجمنیں زیادہ تر دیہاتی ہیں۔ ملک میں ۶۰۰۰ سے زیادہ گودام ہیں۔ جن میں اغلباً نصف سے کم قصباتی ہیں۔ بہت سی انجمنیں جنگ کی وجہ سے بن گئی ہیں اور نفع جُو کے خلاف جذبہ ردِ عمل پر مبنی ہیں۔ جرمنی میں چند دیہاتی گودام بھی ہیں۔ مقامی مقابلہ تاجر کو روکتا ہے۔ اور سیاسی ہمدردیوں کا تصوّر بھی اُس کو کسان سے وابستہ کرتا ہے۔ ہندوستان میں چونکہ گاؤں کے مہاجن یا دوکاندار کی حکومت ہوتی ہے۔ اس لئے ہندوستان کے حق میں جرمنی کی بجائے اٹلی کی مثال مفید ہے۔ اس واسطے دیہاتی سٹور کا کچھ ذکر باب دوازدہم میں کیا گیا ہے۔

اٹلی میں تحریک کی مضبوطی جرمنی میں تحریک کی جڑیں مضبوط ہو گئی ہیں۔ اور اُس کے مستقبل پر اعتبار ہو سکتا ہے۔ اٹلی میں ایک بڑے بُت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جس کی چمک حیرت انگیز تھی۔ لیکن اُس کی ٹانگیں لوہے کی تھیں۔ لیکن پاؤں کی نسبت شُبہ تھا۔ کہ مٹی کے تھے۔ مگر ابھی فیصلہ کرنا جلدی ہو گا۔ پانچ سال کے بعد ممکن ہے کہ سونے سے تانبا علیحدہ ہو جائے مگر یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ جزیرہ نما کے نصف شمالی حِصّہ کے اطالویوں میں مقامی مرکزیت کا خیال بہت مستحکم ہے۔ یہ جذبہ اس قدیم اطالوی احساس کا جزیہ ہے۔ جس نے زمانہ وسطی کے اطالویوں کو اُن کی بے شمار ریاستوں اور نظاموں کے باعث شہرۂ آفاق بنا دیا تھا قدیم روایاتی جوش موجود ہے۔ فرحت اور جوش وخروش کا جو عالم میں نے اٹلی میں دیکھا۔ اُتنا کسی ملک میں نہیں دیکھا۔

یہ جنگی جوش ہے۔ کیتھولکوں اور اشتراکیوں کی رقابت باہمی کا کچھ ذکر ہو چکا ہے۔

امداد باہمی اور سیاست پارلیمنٹ میں چونکہ دونوں کی تعداد مساوی ہے۔ اس واسطے ہر ایک کی کوشش یہی ہے۔ کہ ملک میں دوسروں سے سبقت لے جائے۔ امداد باہمی کی انجمن اس جنگ میں اکثر اوقات کٹھ پتلی کا کام دیتی ہے۔ امداد باہمی اور سیاست وہاں اجزائے لاینفک تصور کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ایک بڑے سوشلسٹ کواپریٹو مصنف نے کہا ہے سیاست اہل اٹلی کی جان ہے۔ وہ جب کھانا کھاتا ہے۔ اُس وقت بھی سیاستی اور جب پانی پیتا ہے اُس وقت بھی سیاستی ہے۔ اور جب امداد باہمی پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ اُس وقت تک بھی سیاستی ہے۔ اس لئے وہاں سیاست سے الگ رہنا ناممکن ہے اور سوشلسٹ ترک سیاست کو پسند نہیں کر سکتا۔ وہ کہتا ہے کہ تمام وہ لوگ جو زندگی کے بڑے مسائل سے الگ رہتے ہیں۔ اور زندگی کو عام کاروباری سطح کے برابر لے آتے ہیں۔ وہ سچے کواپریٹو نہیں ہیں۔ ایسے ہی کیتھولک فیڈریشن کے ایک بڑے عہدہ دار نے جس کا خیال ہی ایسا تھا مصنف سے کہا کہ اہل اٹلی کے واسطے جبکہ وہ انجمن میں شامل ہو جائے ناممکن ہے کہ اپنے خیالات کوٹ کی طرح اُتار کر رکھ دیوے ممکن ہے کہ الگ رہنا اہل اٹلی کے واسطے ناممکن ہو۔ لہذا اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اٹلی کے اشتراکیوں اور کیتھولکوں نے زندگی کا مکمل دستور العمل کچھ ایسا بنا لیا ہے جس میں مفاہمت باہمی کی بہت ہی کم گنجائش ہے۔

ہر گروہ اپنے خیال میں پختہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ اپنے خیالات کا بڑے وثوق سے لوگوں کے سامنے اظہار کرتا ہے۔ اقتصادی اصول کو مقاصد حیات کی صورت میں ڈھال لیا جاتا ہے۔ اور عقائد پر فوراً عمل شروع کر دیا جاتا ہے۔ یہ صرف قانون یا انقلاب سے ہو سکتا ہے۔ کوئی سچا کواپریٹر سختی پسند نہیں کرتا اس واسطے سب کا مقصد سیاسی طاقت کا حصول ہوتا ہے۔ کیونکہ سیاسی اقتدار ہی سے ان کے مقاصد پورے ہوتے ہیں۔

سیاسی زور سے لوگوں کا روپیہ بھی آسکتا ہے۔ اور جتنا کوئی گروہ زیادہ طاقتور ہوگا۔ اُتنا ہی اُس کا حِصّہ زیادہ ہوگا۔

اٹلی کی غیر جانبدار انجمنیں

(ب) مگر یہ فرض نہیں کر لینا چاہئے کہ اٹلی میں کل تحریک تابع سیاست ہے۔ زراعتی بہمرسانی کی انجمنیں اور بہت سے کارخانہ بالائی کی انجمنیں اور تمام پیپل بنک اور والمبرگ کے ۰۰ ۵ دیہاتی بنک غیر جانبدار ہیں۔ کیونکہ اُن میں اکثر مالک خود کاشت ہوتے ہیں جو سیاسیات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے اور جو جیسا کہ اُن کے بڑے آدمی نے کہا۔ کوئی یہ نہیں چاہتا کہ آسانی سے کسی کے قابو میں آجائے۔ "قومی یونین" بھی جس سے ۲۰۰۰ انجمنیں ملحق ہیں۔ غیر جانبدار ہے۔ مزید براں ملک کے مختلف حصوں میں بہت سی انجمنیں ہیں۔ جو کسی یونین یا فیڈریشن میں شامل ہونے سے اس خیال سے گریز کرتی ہیں۔ کہ سیاسی امور میں اُن کا دخل نہ ہو جائے۔ میں نے ایلپس کے زیریں مقامات میں چند انجمنیں دیکھیں اور اُن کے ایک پریذیڈنٹ نے کہا۔ ہمیں سیاسیات کی نہیں بلکہ روٹی (روز کی روٹی) کی حاجت ہے۔ لیکن وہ سادہ پہاڑی آدمی تھا۔ اور لمبارڈ کے میدان میں رہنے والے سے بالکل مختلف تھا۔ بہر حال اس میں شک نہیں ہے کہ تحریک امداد باہمی اٹلی میں سیاسیات سے لبریز ہے اور جو کچھ بہتر سے بہتر اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ سیاسیات ایک زنجیر ہے اور سیاسی حرکات اس سے پیوستہ ۔ ۔ ۔ ہیں۔ اگر سیاسیات تحریک امداد باہمی کے واسطے مضر ہیں تو تحریک امداد باہمی اگرچہ ہمیشہ نہیں تو گاہے گاہے ضرور ایسا کرتی ہے۔ کہ سیاسیات کے جوش و خروش میں قدرے اعتدال پیدا کر دیتی ہے۔

دیگر ممالک

(ج) دوسرے ممالک میں ہم فرانس میں رائے متفق پاتے ہیں۔ لیکن انگلستان میں رائے مختلف ہے سٹراسبرگ کی

گذشتہ سال کی کانگرس کے اجلاس میں کثرت رائے یہ تھی۔ کہ سیاسیات سے بالکل الگ رہا جائے اور اس فیصلہ کی لائنز کی کانگرس کے اجلاس میں تصدیق کی گئی۔ لیکن اِس سے تھوڑا عرصہ بعد جو کانگرس سکاربرؤ میں ہوئی اس میں یہ تجویز پیش ہوئی کہ انگلستان کی قصباتی تحریک امداد باہمی کو مزدور پارٹی سے سیاسی رشتہ قائم کرنا چاہیئے ۶۸ ۴۴ ۲ رائے سے تھوڑی سی یعنی ۸۸ کی کثرت رائے سے مسترد ہو گئی۔ آئرلینڈ کے تدبر زود فہم نے امداد باہمی کو سیاسیات سے ملوث نہیں ہونے دیا۔ اور صرف اس احتیاط کے باعث آئرلینڈ میں اس تحریک کو ناکامیابی نہیں ہوئی۔ کئی سال آئرلش ایگریکلچرل ارگنیزیشنی کی مفید حمایت میں تمام خیالات کے آدمی جلسوں میں پورے اتحاد و اتفاق سے شامل ہوتے رہے ہیں۔ جرمنی میں سیاسیات اور مذہب کو انجمن ہائے امداد باہمی کی بحث میں لانا قانوناً منع ہے۔ اور اگرچہ کہیں کہیں خصوصاً گودام ہائے امداد باہمی میں سیاسیات کی طرف میلان نظر آتا ہے۔ لیکن تحریک بہ حیثیت مجموعی سیاسیات سے بالکل الگ ہے اور سیاسیات سے یہ علیحدہ رہ سکتی ہے۔ جیساکہ ۶۰ سال ہوئے رلفائیسن نے جو نظامِ عمل ایجاد کیا۔ اور اُسے زراعتی امور میں استعمال کیا آج اسے سوشل جمہوری خیال کے آدمی تجارت اور صنعت میں رائج کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ شاہی فیڈریشن کے صدر نے راقم الحروف سے کہا کہ جو انجمن سیاسیات میں حصہ لیوے اُس کا نہ ہونا ہی بہتر ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے اُس کا خیال درست ہے۔

سیاسیات سے تعلق رکھنے کے خطرات

اٹلی میں بھی اکثر نامور سوشلسٹ (اجتماعی)، اور کیتھولک لیڈروں نے میرے سامنے اعتراف کیا۔ کہ سیاسیات سے تعلق رکھنا نقصان دہ ہے۔ اُنہوں نے صرف اتنا اضافہ کیا۔ کہ اس خرابی سے چھٹکارا محال ہے۔ خود لوزیٹی سیاسیات سے تعلق رکھنے کے قطعاً خلاف تھا جو قیمت ان فوائد کے

سے ادا کرنی پڑتی ہے۔ وہ ازبس زیادہ ہے۔ دنیا کی ہر ایک چیز کی طرح اس کے بھی
فوائد ہیں۔ لیکن اوّل تو چندہ یہ اتحاد کو اس سے خدشہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ امداد باہمی
کی روح رواں اتحاد ہی ہے۔ دوئم یہ ہے کہ امداد باہمی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ اس
میں مذہب اور ذات پات کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ اور سیاسی شرکت اس کی متحمل نہیں
ہو سکتی۔ سوئم جہاں بنک کے کاروبار کا تعلق ہے وہاں سیاسیات کی مداخلت
سے ایک آدمی کا خیال دوسرے نکتہ نگاہ سے اثر پذیر ہو کر ہر معاملہ کو دوسری نظر
سے دیکھے گا۔ آخری بات یہ ہے کہ جہاں کہیں امداد باہمی اور سیاسیات پہلو بہ پہلو
کام کریں۔ وہاں ضروری ہے کہ ایک کو غلبہ حاصل ہو۔ اگر سیاسیات غالب ہوں
تو امداد باہمی کی آزادی جاتی رہے گی۔ روس اس کی نمایاں مثال ہے۔ اور امداد باہمی
کے غلبہ کی صورت میں اس امر کا قوی اندیشہ کہ سیاسی طاقت کو غیر یقینی مقاصد کی نذر کر دیا جائیگا امداد باہمی
کا مستقبل کبھی بھی ایسا شاندار نہیں تھا۔ جیسا کہ اب ہے۔ لیکن مطلع صاف نہیں ہے
بعض ملکوں میں فضا کا تکدر ایک ہاتھ کی لمبائی سے زیادہ نہیں ہے سیاسی خطرہ ہی صرف
ایسا شدید خطرہ ہے۔ جس سے تحریک امداد باہمی کو نقصان پہنچ سکتا ہے اس واسطے یہ بالکل صحیح
ہے کہ ہندوستان کو اٹلی کی نہیں بلکہ آئرلینڈ اور جرمنی کی تقلید کرنی چاہئے۔

براہِ راست فروخت ضروری ہے } جیسے سیاست امداد باہمی کے حق میں زبردست خطرے کا موجب ہے۔
ایسے ہی اہم مسئلہ یہ ہے۔ کہ مال پیدا کرنے والے اور صرف میں لانے والے کے درمیان
جو خلیج حائل ہے۔ اس کی وسعت کو کم کیا جائے۔ اس وقت اُن کے مفاد متضاد
ہیں۔ مالک چاہتا ہے۔ کہ اس کو زیادہ سے زیادہ قیمت ملے اور صارف کہتا ہے کہ
اُس کو بہت ہی کم قیمت دینی پڑے۔

مختلف نظریہ جات } (الف) بعض مصنف اس بات پر زور دیتے ہیں

کہ چونکہ تمام آدمی اشیا کے برتنے والے ہیں۔ اور سب کے سب پیدا کرنے والے نہیں ہیں۔ اس لئے امداد باہمی کی تحریک سر بسر صارفین کے مفاد پر مبنی ہونی چاہیئے یہ انگلستان میں ایک ذی اثر طبقہ کا خیال ہے اور اٹلی کے اجتماعی بھی اس کے قائل ہیں۔ بخلاف ازیں دوسری جماعت یہ کہتی ہے۔ کہ کسی چیز کو استعمال میں لانے سے بیشتر اس کو پیدا کرنا پایہ کہ اس کی بہم رسانی لازمی ہے۔ اس لئے "پیدا کرنے والوں" کے مفاد صارفین کے مفاد سے کم لائق توجہ نہیں ہیں۔ کسان کا خیال قدرتی طور پر یہی ہے

نفع جو کی پامالی

(ب) یہاں کسی کی تائید مطلوب نہیں ہے۔ اور اختلاف کا ذکر اس واسطے کیا گیا ہے۔ کہ اُس کا تعلق۔ نفع جو کے وجود سے ہے یہ واضح کر دینا۔ کہ جنگ کے بعد جو ترقی امداد باہمی کو ہوئی اس کا موثر سبب نفع جو اور اس کا نظام کار ہے اور ترقی کی تیز رفتاری سے یہ اچھی طرح قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس خرابی کا پورا اور کافی علاج امداد باہمی ہے۔ اگر تحریک امداد باہمی کی مکمل نشوونما ہوگئی اور ترقی ضرور ہوگی۔ چونکہ تحریک ابھی عالم طفولیت میں ہے۔ اس لئے یہ ایک جزدی علاج دکھائی دیتی ہے۔ نفع جو کی بیخ کنی کے لئے ضروری ہے۔ کہ بائع اور مشتری دونوں براہ راست لین دین کریں۔ اس وقت طالب نفع درمیانی شخص ہمیشہ درمیان میں آدھمکتا ہے۔ اور اُس کی دیکھا دیکھی جنس کا پیدا کرنے والا خواہ وہ کوا پریٹر ہی کیوں نہ ہو۔ مجبوراً زیادہ قیمت طلب کرتا ہے۔ اور اس واسطے جب اُس کو موقعہ ملے تو نفع کو بھی پرے پھینک دیتا ہے۔ اٹلی میں فارم ہائے امداد باہمی نے جنگ کی وجہ سے ایسا اچھا نفع حاصل کیا۔ جیسا کہ عام طور پر نفع جو حاصل کرتے ہیں میونیچ میں ۳۰ خیاطوں کی انجمن نے ان قیمتوں کے باعث جو انہیں سوٹوں سے حاصل ہوئیں ۹۰ فی صدی ڈیویڈنڈ کا اعلان کیا۔ اس قسم کی مثالیں بہت ہیں۔ اس کی ضامن تحریک امداد باہمی نہیں ہے بلکہ نفع جو یا سرمایہ دار کا طریق کار ہے جسکا کاروباری

میدان پر پورا تصرف ہے۔ اس طریق کے آدمی سے ہر ایک چیز کا فیصلہ بہم رسانی اور مطالبہ کے قانون کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اگر پیداوار مطالبہ سے زیادہ ہو تو قیمتیں کم ہوتی ہیں اور اگر دوسری صورت ہو تو زیادہ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ جنگ سے عام قحط رونما ہو گیا ہے۔ اور روپیہ کی عام کمی ہو گئی ہے۔ قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ قیمتوں میں اضافہ کے باعث نفع خوب پھول گیا ہے اور بے حیا ہو گیا ہے۔ امداد باہمی میں ایسا ہونا ناممکن ہو گا کیونکہ امداد باہمی کا کام نفع کمانا نہیں ہے بلکہ عام خدمت ہے۔ اس کا انتہائی مقصد یہ نہیں ہے کہ مال کا استعمال کرنے والا کم سے کم قیمت پر چیز حاصل کرے یا یہ کہ مال کا تیار کرنے والا زیادہ سے زیادہ قیمت حاصل کر لے۔ بلکہ یہ ہے کہ دونو کو واجبی قیمت حاصل ہو۔

علاج (ج) یہ اُسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ مالک اور خریدار براہ راست لین دین کریں اور کوئی ایسی با حیثیت ہیئت حاکمہ مقرر ہو جو کسی کی اعانت نہ کرے اور سب کی نمائندہ ہو اور مناسب قیمت کا ہر دفعہ فیصلہ کر دے۔ گورنمنٹ نے ایام جنگ میں اس مشکل ترین کام کو سر انجام دینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن سرکاری متوقع نگرانی اور تصرف کے حامی اس وقت بہت کم ہیں۔ اس وقت ضرورت ہے کہ اگر نگرانی اور تصرف ہو تو اسمیں امداد باہمی کی شان ہونی چاہیئے۔ نیز ضروری ہے کہ اس کے لئے وسائل مہیا کئے جائیں۔ تاکہ اُس کو رواج دیا جاوے۔ آئرلینڈ میں اس غرض کے لئے ایک بورڈ موجود ہے اور حامیان امداد باہمی کو توقع ہے کہ آئرلینڈ مالک شے اور خریدار شے میں بلا واسطہ تعلق قائم کر کے دنیائے امداد باہمی کی نمایاں خدمت سر انجام دے گا۔ اس اثناء میں جرمنی اور اٹلی اور آئرلینڈ میں خریدار کے ہاتھ براہ راست فروخت کا پروگرام سب سے زیادہ توجہ حاصل کر رہا ہے۔ اور اگرچہ ابھی تک معقول کام نہیں ہوا۔ تاہم کام کو ٹھوس بنیادوں پر شروع ضرور کر دیا گیا ہے۔ پیشتر اس کے کہ اس

باب میں ہندوستان میں بہت کچھ ہو جائے۔ کچھ نہ کچھ ہونا ضروری ہے اس لئے یا کہ یہاں یہ امر ابھی عالم طفولیت میں ہے۔ اور جب یہ تحریک ترقی حاصل کر گیا تو اگلا قدم مشکل نہیں ہوگا۔ کیونکہ خریدار اور مالک دونوں کا تعلق ایک ہی نظام سے ہے جو دونوں کا ثالث ہو سکتا ہے۔ یہ ہندوستان کو ایک ایسا بڑا فائدہ حاصل ہے کہ یورپ میں کسی ملک کو حاصل نہیں ہے۔ ضروری ہے کہ اس خصوصیت کو برقرار رکھا جائے اور اس سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھایا جائے۔

اغراض اور کمالات کوئی تحریک کامیابی سے ترقی نہیں کر سکتی۔ جب تک اُس کو اچھی طرح معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔

جرمنی (الف) جرمنی میں تمام طاقت نظام امداد باہمی کی تجدید میں صرف کی جا رہی ہے۔ لیکن اس بات کا عام احساس موجود ہے۔ کہ..... جمہوری طرز حکومت میں جو شکست کے ہمراہ آیا ہے خواہ وہ بُرا ہے یا اچھا۔ . تحریک کے واسطے خاص موقعہ ہے۔ اور سمجھا جا رہا ہے کہ جدید جمہوری جرمنی میں انجمن امداد باہمی جو ہمیشہ ضروری طور پر جمہوری رہی ہے۔ ملک کی اقتصادی زندگی کی تعمیر کے لئے کونے کا پتھر ہو جائے گی۔ تحریک امداد باہمی سرمایہ دار اور اشتراکی کے مابین ایک خوشگوار مفاہمت کا حکم رکھتی ہے۔ کیونکہ اس سے افراد کو پوری اقتصادی آزادی حاصل ہو جاتی ہے۔ برخلاف ازیں مذکورہ دو طریق آزادی کو کم و بیش محدود کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ... ۳۳ زراعتی انجمنیں ہیں۔ لیکن یہ بھی کافی خیال نہیں کی جاتیں۔ جیسا کہ حال ہی میں ایک رپورٹ میں مذکور ہے۔ کہ تحریک امداد باہمی کو اُسی وقت ہی پوری زندگی اور طاقت میسر آسکتی ہے۔ جبکہ اُس کا نور ہر قصبہ اور ہر قریہ میں ہی نہیں۔ بلکہ ہر دور و دراز جھونپڑی میں بھی پہنچ جائے۔

اٹلی

(ب) جرمنی کے پیش نظر مقاصد عملی حیثیت کے ہیں۔ لیکن اٹلی میں خیالی
نوعیت کے ہیں۔ غیر جانبدار انجمنیں جن کی کل تعداد کل انجمنوں کی ۱/۳ ہے
اُن کا زور اس بات پر ہے کہ اپنے ممبروں کی اقتصادی ضروریات بہم پہنچائیں۔ اس کے
برعکس اشتراکی کا نصب العین دنیا کے لئے جدید اقتصادی حیات ہے۔

متوسطین) یعنی متوسط درجہ کے مالکان امتاع و املاک علی الرغم اشتراکی
خواہش یہ ہے کہ ایک نیا معاشرتی نظام وضع کیا جائے۔ یعنی تمام ذرائع پیداوار
تقسیم اور تبادلہ کو قومی تصرف میں لایا جائے۔ ہر وہ چیز جو قومی دائرہ کے اندر نہ آسکتی
ہو۔ اُس کو نظام امداد باہمی کے ماتحت لایا جاوے۔ اس دستور کے زیر اثر درمیانی
طبقہ نہیں رہیگا سوائے اس کے کہ وہ سوشلسٹ ماسٹروں کا خادم بن کر رہے۔
اجتماعیت نہ کہ اشتراکیت ایک تخیل ہے اور اسکا رجحان کم وبیش ہر ایک
اشتراکی جمعیت میں نمایاں ہے۔ بدین لحاظ انجمن مزدوران ایک دوسری
صورت کی ٹریڈ یونین ہے۔ اور اس کے پیش نظر تیار کردہ مال کی مقدار یا خوبی
(کمیت یا کیفیت) کے بجائے زیادہ خیال یہ ہے۔ کہ ہر ایک کو مساوی خیال سونپا
جائے۔ سوشلسٹ فارم میں اجتماعی طریق کو مالکانہ طریق سے زیادہ اچھا خیال کیا جاتا
ہے۔ یعنی پیداوار کا ذخیرہ ہوتا ہے اور ممبر ذخیرہ میں سے حصہ لیتے ہیں۔ لیکن زمین
میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ بلکہ زمین کی مالک خود سوسائٹی ہوتی ہے۔ اس واسطے
بڑی انجمن کو چھوٹی پر ترجیح دیجاتی ہے۔ ہر قدم پر انفرادی اور شخصی جائداد کو کم
کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے شخصی مفاد کی پرورش ہوتی ہے۔ اور گناہ کی اصل جڑ
انفرادیت کو تصور کیا جاتا ہے۔ کیتھولک کا جواب اس بارہ میں یہ ہے کہ اگر سوشلسٹ
کو من مانی کاروائیاں کرنے کا اختیار حاصل ہوگیا۔ تو اقتدار سرمایہ کی جگہ جمہور کا دور

لہ یعنی اشتراکی یہ چاہتے ہیں۔ کہ کوئی ایک شخص کارخانے کا مالک یا پروپرائٹر نہ ہو بلکہ سب کے سب مالک ہوں۔

آجاوے گا۔ اور انفرادی نفع جوئی کی جگہ جمہور کی خود غرضی آموجود ہوگی۔ سوشلسٹ
اور کیتھولک بالکل متضاد اور مخالف راہوں پر گامزن ہیں۔ سوشاسٹ اجتماعیت کی
ہدایت کرتا ہے۔ اور کیتھولک ایسی انفرادیت کا حامی ہے۔ جسے امداد باہمی
نے اعتدال اور صفائی معاملہ پر مائل کر دیا ہو۔ سوشلسٹ کا مدعا اجتماعی ہیئت تھا کہ اور
اور کیتھولک کسان کی مالکیت کا قائل ہے۔ کیتھولک انسانی فطرت کی مخالفت سے
کنی کاٹتا ہوا اور انسانی فطرت کی موافقت کرتا ہوا ہر ایک کو خواہ کتنا ہی حقیر کیوں نہ ہو
زمین پر حق تصرف و تملیک سونپتا ہے۔ اور اس باب میں ارسطو کے اس ارشاد کا
قائل ہے کہ شریفانہ شہریت اور مالکیت میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ "ہم سب
کی خواہش اور ہمارا اصول یہ ہے" ۔ ایک بڑے حامی کا
کیتھولک نے کہا کہ ہم اپنے انفرادی ممبروں کی انجمنوں اور اُن کے نظام کے
واسطے پوری پوری آزادی اور وسعت عمل حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کا یقین ہے
کہ انفرادی سفاد کی کافی طور پر باہمی اتحاد کے رشتہ سے حدبندی ہو جائے گی۔
جو ہمارے بنیادی اصول کے عائد کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ یعنی کہ ہر ایک سب
کے واسطے اور سب ہر ایک کے واسطے ہے اور ریفائیسن کے الفاظ میں اُس نے یہ بھی کہا
کہ چونکہ عیسوی فیاضی امداد باہمی کی بناء ہے۔ اس کے اخلاقی پہلوؤں پر زور دینا چاہیئے ورنہ یہ
اپنی غرض میں ناکام رہے گی۔ نکتہ چین آزادی سے کہتے ہیں کہ مذہبی اور اخلاقی پہلوؤں
پر زور دیا جاتا ہے۔ اور یہ ضرور اسی طرح ہے کیونکہ صرف فرقہ کیتھولک کے
اچھے آدمی ہی دیہاتی بنک میں شامل کئے جاتے ہیں۔ جو شخص فرقہ کیتھولک کا
نہ ہو وہ اس پالیسی کی دانشمندی پر اعتراض کر سکتا ہے۔ جس کا تعلق صرف دیہاتی بنکوں
سے ہے۔ لیکن عیسائی کے لئے یہ ناممکن ہے کہ عیسائی برادری اور اخلاقی فرض پر جو زور
کیتھولک دیتا ہے اُس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار نہ کرے اسی طرح اگرچہ سوشاسٹ

کے جذبہ اجتماعت پر کسی کا یقین کم ہی کیوں نہ ہو لیکن یہ ناممکن ہے کہ اُس کے ارادہ کے پختہ ہونے اور اُس کی امیدوں کی سرگرمی کی مدح نہ کی جائے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ دونوں ہی امداد باہمی کے اس قول کو فراموش کر رہے ہیں کہ ضروری امور میں اتحاد۔ مشکوک امور میں آزادی اور تمام امور میں جذبہ فیاضی کا موجزن ہونا لازمی ہے +

باب اوّل

دیہاتی بنک

جرمنی طریق کی اہمیت ہندوستان کے لئے جرمنی کی تحریک امداد باہمی کا اہم پہلو وہاں کا دیہاتی بنک ہے۔ دونوں ملکوں میں اسی قسم کے کواپریٹو بنک کا اس وقت تک خاص زور ہے۔ ہندوستان میں جہاں زراعتی انجمنائے قرضہ ۹۰ فی صدی ہیں۔ اُن کی اہمیت بالکل واضح ہے۔ ہندوستان میں اس تحریک کی کامیابی معلوم کرنے کا معیار دیہاتی بنک ہے۔ جرمنی معیار سے بہتر معیار اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جو دیہاتی بنک کا مولد و مسکن ہے۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ ترقی کا ملک ہے۔ ہر شخص جس کو زراعتی تحریک امداد باہمی کا کچھ علم ہے اور وہ سسٹم کے بڑے بڑے پہلوؤں سے واقف ہے۔ کہ غیر محدود ذمہ داری رقبہ انجمن کا محدود ہونا چھوٹے چھوٹے حصص۔ ڈیویڈنڈ کا بالکل ہی نہ ہونا یا محدود ہونا۔ سرمایہ کا ناقابل تقسیم ہونا قرضہ صرف ممبروں کو مل سکنا۔ شرح سود کم ہونا۔ اور انتظام کا اعزازی ہونا اور اجلاس عام کے تصرف میں ہونا۔ اور ہر ایک ممبر کی ایک رائے سے زیادہ نہ ہونا۔ اس نظام کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک ملک یا صوبہ تفصیل میں۔ دوسری سے اختلاف ہو لیکن بنیادی اصول ہر جگہ ایک ہی ہیں۔ اور جہاں کہیں وہ ملیں اور خواہ

اُن کسی طرح سے، اخذ کیوں نہ کیا ہو۔ اُن کا مولد و مسکن جرمنی ہے اور رلفائیسن ہی اُن کا جنم داتا نظر آئے گا۔ اس واسطے جرمنی طریق کے مطالعہ کی اچھی طرح ضرورت ہے کیونکہ کسی اور طریق کا مطالعہ اتنا بار آور نہیں ہو سکتا۔ دیہاتی بنکوں کے مقابلے میں جرمنی کا تجربہ بے حد وسیع اور بے مثل ہے۔

جرمنی اور ہندوستان یہ تجربہ ۶۰ سال ہے کیونکہ موجودہ قسم کا دیہاتی بنک رلفائیسن نے ۱۸۶۲ء میں قائم کیا۔ اب (اپریل ۱۹۲۱ء) ۱۸۷۴۰ انجمنیں ہیں اور قریباً ۱۷½ لاکھ ممبر ہیں۔ لیکن جنگ میں جرمنی کا علاقہ کم نہ ہو جاتا تو انجمنوں کی تعداد ۲۰۰۰۰ سے زائد ہوتی۔ ہندوستان میں ترقی اس سے بھی زیادہ تیز رہی ہے۔ پندرہ سال میں قریباً ۴۲۰۰۰ انجمنیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور اُن کے ممبروں کی تعداد قریباً ۱۴ لاکھ ہے

ہندوستانی یہ خیال کرتے ہیں، کہ رفتار سست رہی ہے بہتر ہو گا کہ اسپر غور کریں۔ ترقی فی الحقیقت اتنی تیز رفتاری سے ہوئی کہ ہم کہہ سکتے ہیں تعداد نوبت بڑھ گئی ہے۔ لیکن اُن کا درجہ اچھا نہیں ہے۔ اس واسطے ہم فوراً کہہ سکتے ہیں

جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے (مجھے اور صوبہ کا ذاتی تجربہ نہیں ہے)، ہمارے سسٹم کی بنیادیں عمدہ اور صحیح طور پر رکھی گئیں ہیں۔ ایک دو باتوں میں ہندوستان مسلک رلفائیسن کا اتنا معتقد ہے، کہ اتنا جرمنی خود بھی نہیں ہے۔ کریڈٹ زیادہ تر شخصی ہے۔ اور انتظام بالکل ہی اعزازی ہے۔ اجلاس عام اکثر ہوتے ہیں۔ اور اتحادِ عمل جذبہ زیادہ کار فرما ہے۔ تاہم بہت سی باتوں میں مثلاً کاروبار میں پابندئ وقت روپیہ کی بابت اور چلت اور عام بنک کے کاروبار کی سہولتوں کے لحاظ سے ہندوستان کا جرمنی سے مقابلہ کرنا ناممکن ہے۔

دوسرے ممالک میں دیہاتی بنک ہندوستان میں دیہاتی

بنک کو جو بڑا فروغ ہوا ہے اُس کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ امر حوصلہ افزا ہے۔ کہ جرمنی میں دیہاتی بنک یا سیونگ یا قرضہ بنک کو جو بھی اُس کا نام ہو اب تمام دیہات میں اس تحریک کے محل کی بنیاد خیال کیا جاتا ہے۔ پچھلے دو سال میں (سنہ ۱۹۱۹-۲۰) ۱۷۶۴ بنکوں کا اجرا ہوا ہے۔ آئرلینڈ میں اُن کے مستقبل کوئی امید نہیں ہے۔ اور سو سے زیادہ بنک باقی نہیں ہیں۔ فرانس کے دیہاتی بنک ہائے قرضہ بہمینت کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اور حقیقی زندگی سے محروم ہیں۔ اٹلی میں تحریک طاقتور ہے۔ اور اُس کے ۲۷۵۰ دیہاتی بنک اب بھی تحریک امداد باہمی کا ایک جزو ہی ہیں۔ لیکن وہ بالکل ایک شاخ ہے اور زیادہ تر ایسی شاخ ہے۔ جس سے اچھے پھل پیدا نہیں ہو رہے۔

دیہاتی خوشحالی آئرلینڈ اور اٹلی دونوں میں جنگ کے دوران میں جو قیمتیں بڑھی ہیں۔ اُن سے کاشتکار اراضی اتنا صاحب ثروت ہو گیا ہے کہ اب اُس کو قرضہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جرمنی میں بھی مالکان اراضیات پہلے سے اچھی حالت میں ہیں۔ لیکن اُس کی موجودہ ثروت زیادہ تر ایک خیالی چیز ہے۔ کیونکہ نہ صرف اس کے پاس بجائے سونے کے کاغذ ہی کاغذ ہیں۔ بلکہ زمین دے کر یہ کاغذ بھی لیا گیا ہے۔ جس میں ۵-۶ سال کچھ بھی پیداوار نہیں ہوئی۔ کھاد اور مویشی اور مشینیں اور علمی فنون کے مطابق زراعتی آلات اس وقت تک بھی سوائے محدود تعداد و مقدار کے خریدے نہیں جا سکے۔ اور اب ممکن ہے کہ وہ پھر از بس گراں قیمتوں پر خریدے جائیں۔ اس کی حاصل شدہ دولت کا بہت سا حصہ زمین میں صرف جائے گا۔ امانتوں کا دریا اُتر جائے گا۔ اور قرضہ جات کا مطالبہ پھر شروع ہو گا۔ جو یقیناً اپنا رخ بدل رہا ہے۔

جرمنی کا دیہاتی بنک } بہرحال دیہاتی بنک کی اب بھی ضرورت رہے گی۔ کیونکہ یہ صرف کریڈٹ انجمن ہی نہیں۔ ہے بلکہ سیونگ بنک بھی **امداد باہمی کی تحریک** کا بھلا ہو۔ کہ اس نے امانتوں کے انجذاب کو لا محدود رنگ دیدیا ہے۔ جرمنی کا یقین ہے کہ دیہاتی بنک دیہات میں تحریک کی بہترین بنیاد ہے اور کسی قسم کی انجمن کے مقابلہ میں یہ اپنے ممبروں کو اصول امداد باہمی اور عمل سکھلانے میں زیادہ موثر ہے اس خیال سے ہندوستان والے اتفاق کریں گے اور ایسے لوگوں کیلئے جو قرضہ میں دبے ہوئے جاہل اور کام سے ناآشنا ہیں۔ دیہاتی بنک سے زیادہ اچھا مدرسہ میسر نہیں آسکتا۔ اس واسطے ہر ذریعہ سے کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ گاؤں میں اسے مستقل قیام اور امتیازی شان حاصل ہو جائے۔

امانتوں کی اہمیت } پنجاب میں انجمنوں کی کمزوری یہ ہے کہ اُن کا رجحان عام طور پر ایک ہی طرف بہت ہے۔ وہ سمجھتی ہیں۔ کہ اُن کا کام محض قرضہ دینا ہے ممبران اس بات کو فراموش کر دیتے ہیں کہ بنک کا کام امانتیں لینا اور قرضہ لینا بھی ہے۔ اس میں خطرہ یہ ہے کہ جب قرضہ بے باق ہو جاتا ہے۔ اور ممبر مالدار ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ اب بعض پرانی انجمنوں ممبروں کی حالت ہے، تو انجمن کے واسطے کوئی کام نہیں رہتا۔ جرمنی سسٹم کی یہ پائداری اُس پر مبنی ہے کہ روپیہ اس جگہ سے جہاں اس کی افراط ہے۔ دوسری جگہ جہاں اُس کی قلت ہے۔ آسانی سے جا سکتا ہے۔ یہ تحریک کی ایک نمایاں شاخ ہے...... اسپر عمل کرنے سے جرمنی میں تھوک فروش انجمنوں کو خوب فائدہ ہوا ہے۔ اس کے برعکس اطالیہ داٹلی کی حالت دگرگوں ہے جہاں سرمایہ

کمی کے باعث ترقی رُک گئی ہے۔ یہ اس لئے نہیں۔ کہ اطالیہ کے دیہاتوں میں جرمنی کے بنکوں کے مقابلے میں روپیہ کم ہے۔ نہیں یہ منشاء ہرگز نہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ جو نظام جرمنی میں ہے۔ اٹلی میں نہیں ہے۔ لین دین کا عمدہ نظام اس میں موجود نہیں ہے۔ ایک اطالوی مصنف کہتا ہے کہ جنگ سے پہلے اُن کے پاس روپیہ کی قلت تھی۔ لیکن اب اُن کے پاس روپیہ کی کثرت ہے۔ دونوں کا علاج اچھا سنٹرل بنک ہے۔ ہندوستان میں اگرچہ دیہاتی سسٹم تحریک امداد باہمی مقابلہ اٹلی کے اتنی ترقی کر گیا ہے لیکن پھر بھی جرمنی سسٹم سے بہت پیچھے ہے۔ جس کا بعد میں ذکر ہوگا۔ اور بڑی مشکل یہ بھی ہے کہ لوگوں کو امانتیں رکھنے کی بجائے زمین میں روپیہ دفن کرنے کی عام عادت ہے۔

سیونگ امانتیں

انجمنہائے امداد باہمی کے اجراء سے پہلے امانت کے خیال سے جرمنی کسان مالک ایسا ہی بےپرواہ تھا۔ جیسا کہ ہندوستانی آجکل ہے۔ تاہم اب جرمنی میں امانتیں لکھوکہا روپیہ کی ہیں پہلے دنوں میں چھوٹی چھوٹی امانتیں حاصل کرنے کا باضابطہ انتظام کیا جاتا تھا۔ لویریا میں اتوار کو سکول سے لڑکے اکیلے یا دو دو جو گیارہ بارہ سال کی عمر کے ہوتے تھے خاص علاقہ میں امانت کا روپیہ اکٹھا کرنے کے واسطے بھیجے جاتے تھے۔ اس طرح سال کے خاتمہ پر ہر ایک آدمی کے حساب میں دس یا پندرہ پونڈ جمع ہو جاتے تھے۔ کیونکہ اس طریق سے بنک کو کچھ فائدہ نہ تھا۔ امانت کے روپیہ پر چھ ماہ یا سہ ماہ تک کوئی سود نہیں آتا شروع ہوتا تھا۔ جب جنگ شروع ہوگئی تو یہ سسٹم بند ہو گیا۔ اور چونکہ انجمنیں اب ہر رقم لینے کو طیار ہیں۔ اب اس کی بڑی ضرورت بھی نہیں ہے۔ مزید براں جنگ کے بعد امانتوں میں بہت ہی زیادتی ہوگئی ہے۔

دیہاتی بنکوں میں امانتیں محفوظ ہیں ۶۰ سال کے عرصہ میں

کوئی مثال ایسی نہیں ہے کہ کسی امانت دار کا روپیہ ضائع ہو گیا ہو۔ کسی اچھے دیہاتی بنک میں روپیہ رکھنے کے مقابلہ میں اور کوئی بہتر جگہ روپیہ لگانے کی نہیں ہو سکتی۔ جنگ کے شروع ہو جانے کے وقت جب مشرقی پرشیاء پر حملہ ہوا تو مشرقی پرشیاء کے شہروں کے گرد ہوں کے گروہ لوگ تجارتی بنکوں کے باہر اپنا روپیہ لینے کیواسطے کھڑے تھے۔ دیہاتی بنکوں میں برعکس اس کے امانتیں زیادہ ہو گئیں۔ بہت سے لوگ روپیہ حفاظت کے واسطے وہاں لاکر جمع کرتے تھے۔ ۱۸۶۶ء اور ۱۸۷۰ء کے جنگ کے ایام میں بھی ایسا ہی ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو اپنے نظام پر جس کے چلانے والے کارکن اُن کے اپنے گوشت پوست ہیں۔ زیادہ بھروسہ ہے۔

امداد قرضہ اور بہمرسانی کا اجتماع اس میں شک ظاہر کیا گیا ہے کہ آیا دیہاتی بنک کو سوائے بنک کے کوئی اور کاروبار بھی کرنا چاہئے یا نہیں۔ ریفائیسن کا اپنا خود خیال یہی تھا۔ کہ ایک انجمن تمام کاروبار کرے۔ اور عام طور پر اگر کہا جائے۔ تو چند بدیہی پابندیوں کو تصور کرتے ہوئے یہی خیال عالمگیر حیثیت حاصل کئے ہوئے ہے۔ عام تصور یہ ہے کہ امداد باہمی کا مستحکم مستقبل یہی چاہتا ہے۔ کہ عام اغراض کی انجمنیں ہوں۔ یعنی گاؤں کی واحد سوسائیٹی تمام کوا پر یٹو مستعدیوں کا مرکز ہو۔ جرمنی میں اگرچہ بہت سی انجمن ہائے امداد باہمی بہمرسانی ہیں۔ لیکن بہت سے دیہاتی بنک اپنے ممبروں کی زراعتی ضروریات کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور اسی حد تک اُن کے خانگی ضروریات کا بھی اٹلی میں بہمرسانی کا انجمنوں کا بہت زور ہے۔ کاروبار کی غرض سے علیحدہ انجمنوں میں بلاشک فائدہ ہے۔ لیکن چھوٹے دیہات میں اُن کا انتظام ہو سکنا مشکل ہے اور اُن کے چلانے میں بہت خرچ ہو گا۔ متفقہ رائے یہی ہے کہ چھوٹے دیہاتی بنک اور تجارت کو علیحدہ رکھنا ناممکن ہے بویریا اور صوبہ سیکسنی اس اصول پر یہاں تک

عمل پیرا ہیں، کہ وہاں ایسی انجمنیں جو محض بہم رسانی کا کام کرتی ہیں۔ صرف معدودے چند ہیں۔

قرضہ اور فروخت کا اشتراک

یوئیریا میں بڑی لوکل یونین کا قانون ہے کہ اگر کمیٹی قابل ہو تو دیہاتی بنک کو ہر کام کرنا چاہئیے۔ بعض ایلو بیڑ کا کام بھی کرتے ہیں سیکسنی میں فروخت کا کام زیادہ ہوتا ہے۔ مثلاً ۱۹۱۸ء میں ۳۰۷ انجمنوں نے پیداوار فروخت کی خصوصاً ملیسن مارک کے آلو بیچے بہ حیثیت مجموعی فروخت کی انجمنوں نے بمقابلہ بہم رسانی کی انجمنوں کے کم ترقی کی ہے۔ اٹلی میں تو یہ کام بالکل نہیں ہوتا۔ معمولی دیہاتی انجمن کے واسطے غیر یقینی اور دور دراز منڈیوں کا وجود ایک کٹھن مشکل کا حکم رکھتا ہے اور انہیں بہت جلد بڑا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اسی مشکل کے سدباب کے لئے دیہاتی بنک کو چاہئیے کہ صوبہ کا زراعتی مرکز ہو اور انجمن (سنٹرل بنک) کے لئے مال جمع کرنے کا کام کرے جو مال فروخت کرتی ہو۔ یوئیریا میں یہ کام عام ہوتا ہے اور اُس سے کم دریائے رائن کے ساحلی علاقہ میں۔ ہندوستان میں بنک کا اور بہم رسانی کا کام علیحدہ علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ گاؤں بہت چھوٹے چھوٹے ہیں۔ اور خواندہ لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ علیحدہ علیحدہ انجمنیں چلانا مشکل ہے لیکن میرے خیال میں جب تک انجمن ہائے امداد باہمی تھوک فروشی قائم نہ ہوں۔ فروخت کا کام شروع نہیں کرنا چاہئیے۔ بہم رسانی کے مقابلہ میں فروخت کا کام بہت مشکل ہے اور اگر دونو کاموں کو واحد انجمن کے سپرد کیا جائے تو اوسط درجہ کی مقامی کمیٹی پر بہت زور پڑیگا۔ اور اس مشکل کا احساس یوئیریا میں بھی ہو رہا ہے۔

ڈسٹرکٹ کا دیہاتی بنک

اسی مضمون پر جو کچھ اوپر لکھا گیا ہے۔ اُس کو پیش نظر رکھتے ہوئے جرمنی کے دیہاتی

بنک کا ذکر خارج از بحث تصور ہوگا۔ لیکن ایسے شخص کے واسطے جس نے ہندوستان میں دیہاتی بنکوں کا ملاحظہ کیا ہو۔ اس کے لئے اس سے زیادہ قابل توجہ کوئی شے نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ ان انجمنوں کو ان کے وطن میں جا کر دیکھے کیونکہ ہندوستان میں بہت کم آدمیوں کو ایسے مواقع میسر آسکتے ہیں۔ اس واسطے اہل ہند کے لئے مندرجہ ذیل مضمون خالی از دلچسپی نہیں ہوگا۔

ڈسڈارف ایک خوش حال گاؤں ہے اور قصبہ لیون کے جو دریائے رائین کے ساحل پر آباد ہے۔ ارد گرد کے کھلے اور ہموار علاقہ میں واقع ہے۔ سبزیوں اور پھلوں کے باغات کے لحاظ سے یہ جالندھر اور امرتسر کے گرد نواح کی یاد دلاتا ہے اوسط رقبہ ملکیت تھوڑا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ۲ سے ۵ ایکڑ تک ہے۔ جب پھلوں اور سبزیات کی کاشت ہوتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ۱½ ایکڑ ایک آدمی اور اُس کے کنبہ کے واسطے کافی ہوتا ہے ویسے ۱۰ سے ۱۲ ایکڑ زمین کافی ہوتی ہے۔ یہ صورت وسطی پنجاب سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔ لیکن جرمنی کے گاؤں میں لوگوں کی طرز زندگی بمقابلہ ہندوستان اعلیٰ ہے۔ اگر اس کے باوجود اندازاً اتنا ہی رقبہ جرمنی اور پنجابی گھرانہ کے گذارے کے واسطے کافی ہوگا۔ تو اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جرمنی والے اپنی زمین سے زیادہ پیداوار حاصل کرتے ہیں۔ یہ اس واسطے نہیں کہ وہ محنت زیادہ کرتے ہیں۔ کیونکہ جالندھر کے ارائیں سے کوئی زیادہ محنتی نہیں ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہاں وسائل کی کثرت ہے اور اس کے لئے وہ بہت حد تک اپنی انجمن کا رہین منت ہے۔

بنک ہائے قرضہ جات (الف) آخر الذکر ۲۲ سال ہوئے کہ جاری کئے گئے۔ اور اب اُس کے ۲۱۰ ممبر ہیں۔ ۱۵۰۰ پونڈ بطور قرضہ دیا گیا ہے اور ۲۵۰۰ پونڈ امانتوں میں آ گیا۔ اکثر دیہاتی

بنک میں اس قسم کا بہت سا روپیہ جنگ کے بعد آ گیا ہے۔ جس کی ایک وجہ گرانی اشیاء اور دوسری خرید کی راہ میں مشکلات کا حائل ہونا ہے۔ اِسی صورت میں حقیر سے حقیر رقم بھی بطور امانت منظور کر لی جاتی ہے۔ ۱۰۰ فی صدی ممبروں کا کیش کریڈٹ حساب ہے۔ اس میں بڑا آرام ہے۔ اور اُس کے فائدہ کا بعد میں ذکر کیا جائیگا۔ اکثر قرضہ جات ضامنوں کے ذریعہ مکمل کر لئے جاتے ہیں۔ لیکن روپیہ ۶ یا ۱۰ سال کے واسطے مطلوب ہو تو متعلقہ جائداد اُس کی مالیت کی ۵۰ فیصدی تک رہن لی جائیگی۔ لیکن اگر قرضدار بہت ہی معتبر ہے تو ۷۵ فی صدی قرضہ دیا جائے گا۔ ۱۴ سال تک نہ کوئی رہن بیع قبل از وقت ہوا اور نہ ہی کسی راہن کے خلاف دعویٰ کیا گیا۔

مشینیں (ب) انجمن کی اپنی مشینیں اور آٹا کی چکی ہے۔ اور دونوں بجلی سے چلتی ہیں۔ ایک کی لاگت دو سو پچاس پونڈ ہے اور دوسری کی یکصد پونڈ ہے۔ ۱۹۱۹ء میں چکی سے ۸۰ ٹن آٹا پیسا گیا۔ اور درجن دوسری مشینیں ہیں۔ اور ممبر اُن کو کرایہ پر لے سکتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ زمین سے اس قدر پیداوار آتی ہے اور لوگوں کی بود و باش اعلیٰ پیمانہ پر ہے۔ صدر نے تسلیم کیا کہ یہ مشینیں اکثر کام کے بعد کھیتوں میں چھوڑ دی جاتی ہیں۔ اور واپس نہیں کی جاتیں۔ جب کوئی نقصان ہو جائے تو ذمہ دار کو اس کی لاگت دینی پڑتی ہے۔ سوائے اس کے کہ نقصان خفیف ہو۔

وزن کرنیکی مشین (ج) انجمن کا غیر متوقع اثاثہ وزن کرنے کی ایک مشین ہے۔ جو دو صد پونڈ کی لاگت سے ملحقہ منڈی کے بیوپاریوں کی فریب دہی کے مقابلے کے لئے رکھی گئی ہے۔ جن کا تول ایسی ہی مشتبہ تھا جیسا کہ ہندوستانی بازار کا ہوتا ہے۔

کوئی ممبر بازار میں اپنا مال لے جانے سے پہلے اپنی گاڑی ایک پیسی دے کر وزن
کرا سکتا ہے۔ جو شخص ممبر نہ ہو وہ ڈیڑھ پیسی ۔۔۔ ادا کرتا ہے۔ ہر حالت
میں تولنے والا ایک فارذنگ لیتا ہے۔ مشین سے خود بخود وزن ایک ٹکٹ پر جو خلا
میں سرکا دیا جاتا ہے لکھا جاتا ہے۔ اسواسطے وزن میں کوئی شبہ نہیں ہوتا ہے۔
کیونکہ جیسا کہ صدر نے کہا مشین کبھی جھوٹ نہیں بولتی اور کم نہیں تولتی گاڑی والا ٹکٹ منڈی میں
لے جاتا ہے اور وزن جو اس پر ہوتا ہے اس کی پڑتال کبھی نہیں ہوئی ہے ۱۹۱۹ء
میں ۱۱، ۳ گاڑیوں کا وزن ہوا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وزن کے اس طریق
کو لوگ پسند کرتے ہیں۔ میں نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے کیونکہ چھوٹے اوزان
ہندوستان میں چھوٹے تاجروں کے واسطے لعنت کا حکم رکھتے ہیں۔

صدر (د) جیسا کہ اکثر ہندوستان میں ہوتا ہے۔ انجمن کی کامیابی کا دارومدار
صدر کے اخلاق پر ہوتا ہے۔ جو صدر خوش قسمتی سے مجھے ملا وہ کئی ایک صدور
کے مقابلے میں بہت ہی عجیب و غریب شخص تھا۔ وہ ہمارے ملک کے کاشتکاروں
کا بہترین نمونہ تھا۔ اگرچہ جوانی اس کی گذر چکی تھی لیکن اب بھی وہ مستعد سمجھدار بہت قابل
خوش مزاج اور راست گو تھا وہ ۲۴ سال سے صدر ہے اور تمام عمر ایک سو
ایکڑ زمین کاشت کرتا رہا ہے۔ اس کے پانچ بیٹوں میں سے چار کو یہی کام سکھلایا
گیا ہے۔ جو وہ خود صبح سے شام تک کرتا رہتا ہے۔ اور پانچواں وکیل بننے کے
واسطے باہر چلا گیا ہے۔ یہ دوسرا امر ہے۔ جو جرمنی اور ہندوستان کی بہت مشابہت
پر دلالت کرتا ہے۔

کفالت رہن جرمنی اور ہندوستان کے نظام میں جو بڑا فرق ہے
وہ دستور انجمن سے واضح ہوتا ہے۔ یعنی رہن کی
کفالت کا حصول ہندوستان اور جرمنی دونوں میں قرضہ کی ابتدائی اور لازمی کفالت

مقروض کی دیانتداری ہے۔ لیکن مزاج اور طبیعت کے تغیرات اور قسمت کے ہیر پھیر
کو ملحوظ رکھ کر مادی کفالت بھی لی جاتی ہے۔ ہندوستان میں تقریباً ہر ایک قرضہ پر اور جرمنی
میں بھی بہت حد تک ضمانت ضامن کی صورت میں لی جاتی ہے۔ جرمنی کے بعض حصوں
میں عموماً بلکہ صوبہ رائن اور بویریا میں خصوصاً ضامن کی بجائے رہن کی کفالت لیجاتی
ہے۔ اس کو اور طویل المیعاد رہنی قرضہ کو جدا جدا سمجھنا چاہیئے اور مرادف نہیں تصور کرنا
چاہیئے۔ کیونکہ طویل المیعاد رہنی قرضہ کے لئے کفالت زمین مرہونہ ہی ہوتی ہے۔ میں
نے ایک بڑا دیہاتی بنک دیکھا جو یہ کام بھی کرتا تھا لیکن یہ شاذ ہے اور ضروری بھی نہیں
ہے۔ کیونکہ بہت سے بنک خاص اسی غرض کے واسطے موجود ہیں۔ بطور مادی کفالت
کے رہن اکثر حالات میں بہت آرام دہ ہے۔ خصوصاً صنعتی حلقوں میں جہاں عام تعلقات
کمزور ہوتے ہیں اور ضامن ہمیشہ آسانی سے نہیں ملتے۔ بہت سی انجمنوں کو خیال
ہوتا ہے کہ جب کفالت میں زمین ہو تو اُن کے قرضہ جات محفوظ ہوتے ہیں۔ ایک
شخص نے جو ریفائیسن کو جانتا تھا اور اُس کے ساتھ اُس نے کام کیا تھا۔ مجھے مطلع کیا
کہ وہ زمین کو مادی کفالت کے طور پر استعمال میں لانے کے خلاف نہ تھا۔ اور ساتھ
ہی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کے نظام قرضہ کی بنیاد قرضخواہ کی سیرت ہے۔ اور
میرے خیال میں یہ لابدی ہے۔ کہ جب اس قسم کی کفالت عام ہو تو قرضدار کی سیرت
کے مقابلہ میں جائداد کا زیادہ خیال کیا جائے ۔ اور کچھ عرصہ میں محض اچھی سیرت
والے کے مقابلہ میں صاحب جائداد کو قابل ترجیح خیال کیا جائیگا۔ لیکن وہ لوگ
جو کفالت رہن کی حمایت میں ہیں یہ کہتے ہیں کہ جائداد اور سیرت دونوں کا لحاظ
کیا جاتا ہے۔ لیکن متعدد انجمنیں جو میں نے دیکھیں اُن میں یہ بات دکھائی نہ دی۔ ایک
بڑی ریفائیسن یونین کے سیکرٹری نے یہاں تک کہا کہ غیر منقولہ جائداد کے بغیر کوئی
دیہاتی قرضہ قابلِ اعتبار نہیں۔ اور اسی وجہ سے جرمنی میں اُن لوگوں کے لئے جن کے

پاس کوئی زمین نہیں ہے۔ کوئی انجمن امداد باہمی قرضہ نہیں ہے۔ پنجاب میں ساکھ کا آخری
معیار۔ سیرت کو قرار دیکر ہم نے سو سے زائد انجمنیں گاؤں کے کمیوں کے واسطے
جن کے پاس کوئی زمین نہیں ہے جاری کیں ہیں اور بلاشک وشبہ ان میں سے اکثر انجمنوں
نے اس تجربہ کی خوبی کا عملی ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ ڈسٹرکٹ انجمن کے صدر نے اس نکتہ
پر خاص زور دیتے ہوئے کہا کہ میرے سب بال سفید ہوگئے ہیں۔ اگرچہ نہ میں
تعلیم یافتہ ہوں اور نہ عالم ہوں۔ لیکن میں کئی سال کے تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا
ہوں۔ کہ سیرت سے بڑھ کر کوئی چیز قابل اعتماد نہیں ہے۔ ریفائیسن نے اس
سچے اصول کو دیہاتی نظام قرضہ میں برتا۔ اور اقتصادی ترقی کے حق میں اس کا یہ مفید کارنامہ
خاص شان رکھتا ہے۔ اور کوئی کام ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ جس سے اس کا اثر کم ہو
جائے۔ جرمنی میں بیشک قرضہ دیتے وقت سیرت کا بڑا خیال کیا جاتا ہے لیکن
جس شخص نے ہندوستان میں بہت کام کیا ہے۔ اُس کو معلوم ہے کہ یہاں حیثیت کو
سیرت سے زیادہ قابل اعتماد خیال کرتے ہیں کس قدر زبردست رغبت پائی جاتی
ہے مزید برآں جرمنی جیسے ملک میں جہاں نادہندگی عملاً نایاب ہے۔ رہن کی کفالت
کوئی ایسی قابل اعتراض شئے نہیں ہے۔ لیکن ہندوستان میں جہاں نادہندگی عام
ہے۔ اس صورت میں بڑی مشکل پیش آئے گی۔ ہندوستان کے واسطے بہتر مشورہ
یہی ہوگا۔ کہ وہ جرمنی نظام کی اس خصوصیت کی پیروی نہ کرے۔

ضامنان } جرمنی اور ہندوستان میں یہ عام اصول ہے کہ ایک پائی بھی بغیر کفالت کے نہ دی جائے۔ اس بارے میں صوبہ سیکسنی
ایک استثنےٰ کا حکم رکھتا ہے لیکن اُس کا بعد میں ذکر کیا جائیگا۔ وہاں حالات
خاص ہیں۔ اٹلی میں یا تو کفالت بالکل ہی نہیں لی جاتی۔ یا اگر لی جاتی ہے تو خاص
مقررہ حد سے زیادہ قرضہ جات کے واسطے بر خلاف ازیں آئرلینڈ جرمنی کے دستور

کار بند ہے۔ عام کفالت ضامن ہوتا ہے۔ ایک اچھا ضامن کافی ہے۔ لیکن دو زیادہ بہتر تصور کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ایک ممکن ہے مر جائے۔ سیکسنی میں جیسا کہ پنجاب میں ہے صرف ممبر ہی ضامن لئے جاتے ہیں۔ لیکن جرمنی میں ممبر کے سوا اگر دوسرا آدمی بھی ضامن ہو تو اسے قابل اعتراض نہیں تصور کیا جاتا بشرطیکہ وہ اُسی گاؤں کا رہنے والا ہو اور مشہور ہو۔ شخصی اور رہنی کفالت کے علاوہ بیچک یا پالیسی ہائے بیمہ کی کفالت بھی منظور کر لی جاوے گی۔ لیکن دوسری صورتوں کے مقابلے میں اُس پر بہت کم عمل کیا جاتا ہے۔

پُلر کی انجمن ہندوستان میں سب سے پُرانا دیہاتی بنک ۱۴-۱۵ سال کا ہے۔ جرمنی میں ۵۰ سالہ انجمنیں بھی ہیں۔ ان میں سے ایک پُلر ہے جو ۱۸۶۹ء میں قائم ہوئی ہیں نے اُسے دیکھا یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو رائین لینڈ کے اوپر کے علاقہ میں واقعہ ہے۔ اور وہاں سے روہر کی خوبصورت وادی نظر آتی ہے۔ ۵۱ سال میں اسکے صرف دو صدر ہوئے ہیں ایک باپ اور دوسرا اسکا بیٹا اور دو سیکرٹری موجودہ سیکرٹری ۴۰ سال سے ہے۔ اور اچھی قسم کا مالک کاشتکار ہے۔ اُس نے مجھے تفصیلات بتلائیں۔ جن کا میں اعادہ کرتا ہوں۔ کیونکہ اُن سے دیہاتی بنک کے طریق کار کے متعلق بہت سے جزوی امور کی وضاحت ہوتی ہے۔

سود خوار (الف) اس انجمن کا اجرا یہودیوں کے اثر کو کم کرنے کے لئے ہوا تھا۔ جو دیہاتی لوگوں کے پاس مویشی بہت ہی گراں قیمت پر فروخت کیا کرتے تھے۔ نقدی کی بجائے پرامیسری نوٹ لکھا لیتے تھے۔ تاکہ لوگ اُن کے پنجہ میں پھنس جائیں۔ پنجابی اس حرکت سے کافی طور پر آشنا ہیں۔ ایک اور طریق جس سے مویشی بلا کسی تکلیف کے موٹے ہو سکتے

ہیں۔ وہ یہ تھا کہ جب کمزور ہوں تو اُن کو کسی مفلس زمیندار کے پاس فروخت کر دیا جاتا تھا۔ اور ایک دو سال بعد اگر وہ زمیندار اپنا قرضہ ادا نہ کر سکے تو اُن کو قرق کرا لیا جاتا۔ یا جب زمین نیلام ہوتی تو ساہوکار بولی دینے کیواسطے آجاتا۔ اور قیمت کا ۵ یا ۱۰ فی صدی اس طرح اُڑا لے جاتا۔ پچھلے دنوں یہ طریقے عام تھے۔ لیکن تحریک امداد باہمی نے اِن کا قلع قمع کر دیا ہے۔ ہندوستان میں بھی بتدریج ان طریقوں کو پامال کیا جا رہا ہے۔

(ب) انجمن کے ۱۴۸ ممبر ہیں اور سوائے چند کاریگروں کے جو سب چھوٹے چھوٹے مالکان خود کاشت ہیں۔ اکثر اپنے حصص کے ۱۰ یا ۱۲ ایکڑ کے رقبہ جات میں گندم اور آلو اور جئی اور دیو گندم کاشت کرتے ہیں۔ ہر ممبر ایک سو مارک کا حصّہ لیتا ہے۔ اور چونکہ ذمہ داری غیر محدود ہوتی ہے اس واسطے ایک ہی حصّہ لیا جا سکتا ہے۔ جنگ سے پہلے حصّہ کی قیمت اُس قیمت سے بہت ہی زیادہ تھی۔ جو ریفائیسن یا اُس کا فیڈریشن منظور کرتا۔ تاہم یہ انجمن شاہی فیڈریشن سے تعلق رکھتی ہے۔ جو ہمیشہ ہی اچھی مالیت کے حصّوں کے حق میں رہی ہے۔ یہ خفیف سا تفاوت دونوں فیڈریشنوں میں ہے اور اُس کا ذکر باب ۱۵ میں زیادہ وضاحت سے کیا جاوے گا۔

قرضہ جات

(ج) قرضہ جات ۴½ فی صدی شرح پر دئے جاتے ہیں۔ اور یہ شرح بالکل واجبی ہے۔ جرمنی کے کل علاقہ میں یہ شرح ۵ فی صدی دیہاتی بنکوں کی عام شرح ہے۔ اور بعض ۴ فی صدی تک بھی لیتے ہیں۔ اور چند ایک ۵½ فی صدی۔ لیکن یہ بیرونی شرحیں ہیں۔ جب سے تحریک کا اجرا ہوا۔ شرحوں میں کچھ زیادہ تغیر نہیں ہوا۔ مثلاً ۱۸۸۵ء میں اوسط شرح ۴½ فی صدی سے زیادہ نہ تھی۔ چونکہ اب روپیہ نہیں

ملتا۔ اس واسطے ضروری ہے کہ شرح پھر زیادہ کی جائے۔ اس اثناء میں دیہاتی
بنک کا ممبر ۵½ یا ۶ فی صدی شرح پر آسانی سے قرضہ لے سکتا ہے۔ جو گورنمنٹ
کی شرح سے بھی کم ہے۔ اور وہ جو کمرشل بنک سے بھی قریباً ۳ فی صدی کم
ہے۔ قرضہ جات بمقابلہ پنجاب کے جرمنی میں بھاری ہوتے ہیں۔ حد سے زیادہ
بڑے بڑے قرضہ جات کو روکنے کے لئے ہر سال اجلاس عام میں یہ طے کیا
جاتا ہے۔ کہ مجلس نگرانی کنندگان کی منظوری کے بغیر کمیٹی ایک ممبر کو کس حد
تک قرضہ دے سکتی ہے۔ اور یہ کہ کس حد تک مجلس نگرانی کنندگان اجلاس
عام کی منظوری کے بغیر قرضہ جات دے سکتی ہے۔ یہ حد ہر ایک انجمن کی مختلف
ہوتی ہے۔ ایک بنک میں جس کا میں نے معائنہ کیا کمیٹی کی حد سو پونڈ تھی۔ اور
دوسری میں ۷ پونڈ ۱۰ شلنگ تھی۔

شرح امانت (۵) ہر انجمن کے پاس ۳۰۰۰ پونڈ بمد امانات
ہیں۔ اور اس کی شرح سود ۳½ سے ۴ فیصدی ہے کیونکہ
روپیہ عندالطلب واجب الادا ہوتا ہے یا مقررہ میعاد کے لئے بطور امانت واجب الادا
ہوتا ہے۔ جرمنی میں عندالطلب امانت کی شرح سود زیادہ دینی بہتر خیال کی
جاتی ہے۔ کیونکہ یہ اچھا اندوختہ روپیہ ہوتا ہے۔ اسی سے بلاشبہ امانت میں روپیہ
رکھنے کی عادت ترقی پکڑ گئی ہے۔ جس کا ہمارے اچھے دیہاتی بنکوں میں بھی
تجربہ کیا جا سکتا ہے اور اس میں شرط یہ ہے جو سب انگریزی بنکوں میں ہوتی
ہے۔ لیکن اس پر عملدارآمد شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ کہ اگر ضرورت ہو تو ۱۴ یوم کا نوٹس
ضرور دیا جاوے گا۔ میرے خیال میں بہت سے ایسے زمیندار ہیں جو عندالطلب
واجب الادا امانت کے طور پر روپیہ جمع کرانے کو تیار ہیں۔ اگرچہ ان کو ۶ ماہ
یا سال بھر کے لئے روپیہ بطور امانت رکھنے پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا۔

شرحوں میں گنجائش

(ھ) امانتوں پر سود بحساب ۳¾ فیصدی دے کر اور قرضہ جات پر ۴½ فی صدی لے کر اخراجات کے واسطے بہت تھوڑی گنجائش رہ جاتی ہے۔ جرمنی کے تمام دیہاتی بنکوں کی یہ عام خصوصیت ہے۔ اور یہ ہندوستان کی عام شرح تین یا چار فی صدی سے نمایاں طور پر متفاوت ہے۔ آخرالذکر اکثر اوقات مضبوط سرمایہ محفوظ کے قیام کا موجب بنتی ہے اور انجمن مالی لحاظ سے جلد تر اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اٹلی اور آئرلینڈ کی حالت دونوں ممالک کے بین بین ہے۔ امانتوں پر قریباً ۴ فی صدی اور قرضہ جات پر ۶½ فی صدی سود دیا لیا جاتا ہے۔ جرمنی میں تھوڑا منافعہ رکھا گیا ہے کچھ تو ممبروں کے فائدے کے واسطے اور کچھ مقامی سیونگ بنکوں کا مقابلہ کرنے کی غرض سے۔ لیکن اب کم از کم ۱½ فی صدی منافع کی سفارش کی جاتی ہے۔ نہ صرف جنگ کی وجہ سے بلکہ مصارف انتظام میں جو زیادتی ہو گئی ہے۔ اس کو پورا کرنے کیواسطے نیز اس کے لئے کہ ان کا سرمایہ محفوظ مستحکم ہو جائے گا۔ تو وہ مستقبل میں حوادث پیش آمدہ کا مقابلہ زیادہ سہولت سے کر سکیں گے۔

نادہندگان

(و) بڑا انجمن میں چالیس سال کے عرصہ میں نہ تو کوئی ممبر خارج ہوا ہے اور نہ ہی کسی نادہند پر نالش ہوئی ہے۔ میں نے ۱۵ دیہاتی بنکوں کا مطالعہ کیا۔ نادہندگان کی تعداد کے لحاظ سے اُس میں ایک بھی ہمارے "ج" اور "د" انجمنوں کی مشابہ نہ تھا۔ اس سے اس امر کی ایک حد تک کافی وضاحت ہوتی ہے۔ کہ جرمنی کے بنک ہندوستان کے بنکوں کے مقابلہ میں تھوڑے سے منافعہ پر کام کر سکتے ہیں۔ جب تک کہ وصولی ہندوستان میں اسی درجہ پر رہے گی تو یہ تفاوت بھی رہے گی۔ اور زیادہ اہم امر یہ ہے۔

کہ ہندوستان سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ تحریک امداد باہمی کے دیگر میدانوں میں جلیبا کام کر کے دکھائے۔ کیونکہ موجودہ کاروبار کی بنیاد پابندیٔ ادائیگی پر مبنی ہے۔

اجلاس عام (ی) بلر کے بارہ میں صرف یہ کہنا باقی ہے کہ ۱۹۱۹ء میں کمیٹی کے چار اجلاس ہوئے۔ اور بورڈ نگران کے دو۔ اور اجلاس عام کا ایک۔ یہ اوسط سے کم ہے۔ دیہاتی بنک کی کمیٹی مہینہ میں عموماً ایک اجلاس کرے گی اور بورڈ نگران سہ ماہی میں ایک اجلاس اور اجلاس عام سال میں ایک یا دو دفعہ منعقد ہوگا۔ بلر میں اب دلچسپی کم ہو رہی ہے۔ کیونکہ انجمن کی ان دنوں جلیبا کبھی پہلے تھی۔ ضرورت نہیں ہے۔ پہلے اجلاس عام میں جو ۱۸۶۹ء میں ہوا یہ ریزولیوشن پاس ہوا کہ جو ممبر اجلاس عام سے بلا وجہ غیر حاضر ہوں وہ تین پنس جرمانہ دلویں۔ بہت سی انجمنوں میں اس قسم کا قاعدہ ہے۔ بعض عمل پیرا بھی نہیں۔ لیکن اس صورت میں جلیباکہ اکثر میں ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ محض دھمکی ہی تھا۔ بعض انجمنیں اپنے ممبران کو اجلاس عام کی طرف راغب کرنے کے لئے کھانے پینے کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ یا لاٹری کا اہتمام کرتی ہیں۔ جن میں آلات کشاورزی بطور انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ لاٹری جنگ سے پہلے علاقہ رائن لینڈ میں بہت مقبول تھی۔ اور ایک انجمن میں میں نے دیکھا کہ ۵۰ ۷ پونڈ اس طرح خرچ کر دئے گئے۔ لیکن قرضہ جات جنگ میں اتنا روپیہ ضائع ہو چکا ہے کہ اسی قسم کے شغل ترک کرنے پڑے ہیں یہ حیثیت مجموعی میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ کہ جرمنی میں اجلاس عام بمقابلہ پنجاب کے کم کام ہوتا ہے جہاں سال میں نصف درجن اجلاس غیر معمولی نہیں ہیں۔ یہ شائد ایک بات ہے جس میں ہم ریفائیسن کی تعلیم اور نظام سے زیادہ قریب ہیں۔ اور یہ امر موجب مبارکباد

ہے۔ کیونکہ امداد باہمی کا جذبۂ عمل پیدا کرنے کے لئے خود جرمنوں سے زیادہ اجلاس عام اکثر منعقد کرنے کے سوائے اور کوئی بہتر طریقہ نہیں ہے۔ پنجاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ انجمنیں بمقابلہ جرمنی بہت چھوٹی ہیں۔ اوسط تعداد ممبروں کی دونوں صورتوں میں ۲۷ اور ۹۹ کے درمیان ہے اور بظاہر ۲۷ ممبروں کو اکٹھا کرنا بمقابلہ سو کے زیادہ آسان ہے۔ ہندوستان میں بورڈ نگران کا نہ ہونا جو کہ ہر ایک جرمنی انجمن میں قانوناً ہوتا ہے۔ اجلاس عام کی خاص نگرانی کو لابدی قرار دیتا ہے

عورتوں کا حق رائے دہندگی عورتوں کو اجلاس عام میں رائے دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ یہ مقابلتاً حال کی ایجاد ہے۔ طریق معاشرت پرانا یہ تھا کہ عورتیں صرف بچوں کی پرورش اور باورچی خانہ اور گرجا کا کام ہی کریں لیکن قیصر جرمنی کو ترمیم کرنی پڑی۔ جنگ میں جبکہ تمام مرد بھرتی کر لئے گئے تو بہت سی انجمنیں صرف عورتیں ہی چلاتی رہیں اور کام ایسا اچھا کیا گیا کہ بہت سی عورتیں اس وقت تک بھی سیکرٹری ہیں۔ اس واسطے اب ناممکن ہے کہ اجلاس عام میں اُن کو شرکت سے روکا جائے۔ اور پرانے خیال کی ریفائیسن فیڈریشن بھی عورتوں کے حق رائے دہندگی کے باب میں مجبور ہو گئی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ ہندوستان کچھ عرصہ میں یہ کام کرے گا۔ لیکن یہ حقیقت معنی خیز ہے کہ پنجاب کی جدید رپورٹ میں کسان مالکان کی انجمن کی پریذیڈنٹ ایک بیوہ عورت ہے۔

محدود ذمہ داری کی انجمنیں ریفائیسن انجمن کی بنیاد غیر محدود ذمہ داری پر ہے۔ اور یہ اصول جہاں کہیں بھی دیہاتی انجمن ہائے امداد باہمی کا اجرا ہوا ہے عام طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ مثلاً اٹلی میں سو سے کم انجمنیں محدود ذمہ داری کی نہیں۔ مگر پرشیا کے

دو صوبوں میں محدود ذمہ داری کا رواج ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ ان
دو صوبوں میں مالکان اراضی کا وجود ہے۔ ایک طرف تو مالک اراضی اپنی تمام
جائداد رہن کرنے کو تیار نہیں ہے۔ کیونکہ اُس کے پاس زمین بہت زیادہ ہے
اور دوسری طرف مالک خود کاشت کرنے پر مجبور و معذور ہے۔ اور اُس کو اندیشہ
ہے کہ ایک یا دو مالکان زمین کی نادہندگی سے اُس کی لہر برباد ہو
جائے گی۔ اگر دونوں ایک ہی انجمن میں شامل ہوں تو محدود ذمہ داری فائدہ مند
ہوگی۔ سیکسنی کے مشہور فاضل کا خیال ہے کہ دونوں ذمہ داریوں میں
تفاوت زیادہ تر خیالی ہے۔ برلن کے ماہرین بالاتفاق غیر محدود ذمہ داری
کے حق میں تھے۔ اور ساتھ ہی انہیں سیکسنی اور لوبیر یا کی انجمنوں میں
بھی کوئی خاص نقص نظر نہیں آتا تھا۔ میرا اپنا خیال جو سیکسنی میں تھوڑے
عرصہ کے لئے جاکر ہوا یہ ہے کہ اگرچہ خاص حالات کی بناء پر ہو سکتا ہے۔
کہ محدود ذمہ داری ضروری ہو لیکن یہ امداد باہمی کی اصلی روح کی اتنی تائید
نہیں کرتی۔ رقبہ ہائے عمل کے باب میں زیادہ تر رجحان بڑے بڑے
رقبوں کی جانب ہے۔ اور یہ اس امر کے مراوف ہے کہ یکجہتی کی روح کم
ہے اور منتظمان کے لئے کام زیادہ ہے۔ ایک کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اجلاس عام
میں حاضری کم ہوگی اور دوسری میں یہ کہ بجائے اعزازی کارکنان کے تنخواہ دار
عملہ رکھنا پڑے گا۔ مالک زمین بھی جس کو امداد باہمی کی مالک خود کاشت کے
مقابلہ میں کم ضرورت ہے۔ انجمن میں غالباً کم دلچسپی لے گا۔ میرے خیال میں
عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ امداد باہمی کا مادی پہلو بجائے اخلاقی پہلو
کے زیادہ جاذب توجہ ہے۔ اُس کی ایک اچھی مثال یہ ہے کہ مرکب سود لینے کا
خیال جو غیر امداد باہمی بنکوں کا خاصہ ہے۔ میں نے سوائے دیہاتی بنکوں کے اور کہیں

نہیں دیکھا۔

مالی کمزوری

(ب) مالی نقطۂ خیال سے محدود ذمہ داری کی کمزوری سرکاری کفالت نامہ جات میں بڑی بھاری کمی کے باعث آشکار ہو گئی ہے۔ جنگ کے مختلف قرضہ جات میں دیہاتی بنکوں نے بڑی رقمیں دیں جس کے باعث ان بنکوں کو کروڑوں مارکس کا نقصان برداشت کرنا پڑا اور ۸۰ فی صدی انجمنیں اس نقصان کی زد میں آ گئیں۔ صرف بویریا میں ۳۰۰۰ انجمنوں کا ۲۴ ملین نقصان ہو گیا۔ جن انجمنوں کی ذمہ داری غیر محدود ہوتی ہے وہ مجبوراً سرمایہ ہائے محفوظ رکھتی ہیں تاکہ اُن کے ممبر اُسکی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے قابل ہو سکیں برخلاف ازیں محدود ذمہ داری کی انجمنیں اپنے سرمایہ ہائے حصص پر ...... (ڈیویڈنڈ) کی صورت میں زیادہ منافعہ جات کی طالب رہتی ہیں۔ ان میں سے بعض انجمنوں کی حالت بہت ہی مخدوش ہے۔ لیکن صرف اس قانون کی وجہ سے کہ صرف ایک فیصدی سالانہ بے باق کیا جاوے۔ اُن کی حالت بگڑنے نہیں پاتی۔ بویریا میں معلوم ہوتا ہے کہ اِس رعایت سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا گیا۔ جرمنی کے دیہاتی بنک کے عمدہ انتظام کے مالی استحکام کی اس سے بہتر مثال نہیں ہو سکتی۔

غیر محدود ذمہ داری کا خدشہ

(ج) اگرچہ غیر محدود ذمہ داری انجمن کی استقامت کا ذریعہ ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ممبروں کو اس میں خطرہ بھی ہے۔ ۱۹۱۹ء میں بھی خطرہ بالکل دور نہ ہوا۔ بلکہ اکثر کا خیال تھا کہ جرمنی گورنمنٹ کا دیوالہ نکل جائے گا وہ اپنا قرضہ ادا نہیں کر سکے گی۔ اگر ایسا ہوتا تو اکثر انجمنیں مجبور ہوتیں کہ اپنے ممبروں میں غیر محدود ذمہ داری کو نافذ کرتیں۔ اس خدشہ اور دقت کے

اور دیگر غیر یقینی احوال کی بنا پر بہت سے کارکنان امداد باہمی نے غیر محدود ذمہ واری کے مفید ہونے کے بارہ میں شک کا اظہار کیا ہے اور بہت سی انجمنیں یہاں تک پہنچ گئی ہیں کہ اُنہوں نے غیر محدود ذمہ واری کی بجائے محدود ذمہ واری اختیار کر لی ہے۔ یہ رجحان اٹلی میں بھی نمایاں ہے جہاں کہ کاشتکار اتنا مال دار ہو گیا ہے کہ وہ اب نہیں چاہتا کہ اپنی کل جائداد مکفول کر دے۔ لیکن کسی ملک میں بھی یہ بات نمایاں نہیں ہے۔ اور جرمنی میں ۱۰ میں سے ۹ دیہاتی بنکوں کی ذمہ واری اب بھی غیر محدود ہے سیکسنی اور پومیرنیا کے علاوہ سب کا اتفاق ہے کہ دیہاتی بنک میں ذمہ واری غیر محدود ہونی چاہئے۔ ویسا ہی جیساکہ تجارتی انجمن میں اس کے برعکس ہونا چاہیئے۔

دو محدود ذمہ واری کی انجمنوں کا ذکر

میں نے سیکسنی میں قرضہ کی دو انجمنیں معائنہ کیں چند باتیں اُن کے متعلق قابل ذکر ہیں۔ دونوں کا دائرہ عمل بڑا تھا۔ ایک میں تو دس مقامات مختلف۔ ایک گنجان آبادی میں شامل تھے اور دوسری کا حلقہ ۱۲ میل تھا۔ ان میں سے بڑی کے ۳۰۰ ممبر تھے اور وہ تمام مالکان اراضیات تھے۔ یہ انجمن قرضہ فروخت اور بہم رسانی کا کام کرتی تھی۔ اس کا مال گودام اپنا تھا۔ جو ریلوے کے ایک طرف بنا ہوا تھا۔ جہاں بہم رسانی مال کے واسطے جمع ہوتا تھا۔ اور پیداوار فروخت کے واسطے موجود رہتی تھی۔ اس کا ایک برانچ مال گودام ضلع میں بھی تھا۔ انجمن کی دوسری خصوصیت یہ تھی۔ کہ اس کے ممبر مختلف قماشں کے تھے۔ ۳۱ مالکان اراضیات تھے۔ جن کے کھاتہ جات ۷۵ ایکڑ تک تھے۔ علاوہ ازیں اس کے ممبران میں باغبان منڈی یا دری دوکاندار۔ قصاب۔ لوہار۔ گاڑیبان۔ موچی۔ حجام نیز ایک ڈاکٹر ایک اُستاد

ایک مالک کارخانہ اور سوداگر اور دوکان دار - اور معمار اور ملازم ریلوے اور کاتنے والا اور پولیس کا سپاہی تھے یعنی کل ۵۷ ممبران تھے۔ یہ اجتماع خوشگوار شاندار اور نادر ہے۔ لیکن ایک ایسا اجتماع صرف کسی محدود ذمہ واری والی انجمن میں ہی ممکن ہے۔

غیر اداشدہ ذمہ واری (الف) دونوں انجمنوں میں حصے صرف ۲۰ مارک تھے لیکن ہر ایک حصّہ کی ذمہ واری دو سو مارک کی تھی۔ اب رجحان بڑی غیر اداشدہ ذمہ واری کے برخلاف ہے۔ حصّہ سے چار یا پانچ گنا رقم عموماً کافی خیال کی جاتی ہے۔ لیکن چند بنک کے عہدہ دار جن سے میں نے مشورہ کیا ایک مقررہ رقم مقرر کرنے کے واسطے تیار تھے۔ اکثر کا خیال تھا کہ ہر معاملہ کا فیصلہ متعلقہ محاسن کی بنا پر ہونا چاہئے اور ہر قسم کی انجمن کا یہ اصول تھا کہ ممبران کے ذرائع اُن کے قرضہ سے بہت زیادہ کافی ہونے چاہئیں اور اُس کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک انسان بنک کے لئے بہ حیثیت کفالت اپنی قیمت کے ایک جزو کیلئے ہی کافی ضمانت ہے۔

کفالت (ب) ممبر کو قرضہ جات بقدر اس کے $\frac{3}{4}$ حصّہ ذمہ واری کے بلاضمانت دئے جاتے ہیں۔ یہ قاعدہ سیکنی بن ہے۔ مگر ہندوستان میں اس قاعدہ پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ اس حد کے باہر قرضہ کھلم کھلا دیا جاتا ہے۔ لیکن اُسی صورت میں ضمانت ضرور ہونی چاہئے۔ ۱۲ سال کے عرصہ میں دونوں میں سے چھوٹی انجمن کے صرف ایک ممبر پر نالش کی گئی۔

سیکرٹری (ج) دونوں انجمنوں کا سیکرٹری تنخواہ دار ہے اور کمیٹی کا ممبر بھی ہے۔ یہ صرف بویریا میں ہے اور اُن انجمنوں میں جن کا الحاق ریفائیسن فیڈریشن سے ہو چکا ہے ایسا نہیں ہے۔ پنجاب میں ہمارا

عمل آخرالذکر کے مطابق ہے اور میرے خیال میں صحیح ہے۔

کیش کریڈٹ حسابات

(د) چھوٹی انجمن کی ایک خاص بات یہ ہے۔ کہ ہر ایک ممبر کا کیش کریڈٹ حساب ہے اور چک بک ہے۔ یہ ترقی کی بات ہے۔ جو صرف تھوڑے دیہاتی بنکوں کو حاصل ہو چکی ہے۔ مثلاً اٹلی میں کیش کریڈٹ حساب شاذ و نادر ہوتا ہے اور جرمنی میں چھوٹی انجمنوں میں ۱۰ فی صدی سے زیادہ ممبروں کے کیش کریڈٹ حساب نہیں ہوتے ہیں۔ بڑی انجمنوں میں خصوصاً صنعتی حلقوں میں اوسط تعداد ۲۰ یا ۳۰ فی صدی ہے۔ بہت تھوڑے مالک خود کاشت ایسے ہیں جو کیش کریڈٹ کو سمجھتے ہیں لیکن اب ان میں رجحان اس طرف ہے کہ کیش کریڈٹ کا استعمال زیادہ ہو لیکن انگلستان اور جرمنی کے شہری بنکوں کے کاروبار کا یہ اب خاص ذریعہ ہو گیا ہے۔ بظاہر تجارت میں اس سے آسانی ہے۔ اگر کاروبار کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کی عادت ہو جائے۔ تو اس میں کوئی امر قابل اعتراض نہیں ہے۔ لیکن جیسا کہ ہندوستان میں جہاں کے لوگ کاہل اور کوتاہ اندیش واقع ہوئے ہیں۔ اس کا رواج احتیاط سے ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ اصول انجمن کو ممبران کے اخراجات پر تصرف اور نگرانی سے محروم کر دیتا ہے۔

دیہاتی بنکوں کے مختلف اقسام

اس باب میں جرمنی کے بنک ہائے بچت و قرضہ کو بطور دیہاتی بنکوں کے بیان کیا گیا ہے اس لئے کہ ان میں سے اکثر کی اس کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن یہ یاد رہے۔ کہ ان میں سے بعض چھوٹے صنعتی مرکزوں میں ہیں یا ایسے دیہات میں ہیں جو قصبات کے برابر بڑے ہیں۔ مثلاً میں نے ایک چھوٹے قصبہ میں جس کی آبادی ۲۵۰۰ تھی ملاحظہ کیا جس کے ۲۵ کارخانے تھے۔ اس کا صدر

ایک قصاب تھا اور اس کے مالکان میں چھوٹے چھوٹے اہلکار اور کاریگر شامل تھے۔ ایک اور بنک تھا جس کے ۳۵۰ ممبر تھے اور امانت کا روپیہ ۲ ملین مارک سے اوپر تھا یہ بنک ایک چھوٹے سے قصبے میں تھا۔ اور نصف ہوٹل والے اُس کے ممبر تھے۔ یہ دونوں انجمنیں زیادہ تر قصباتی بنک کے مشابہ تھیں جن کا ان دیہاتی بنکوں کے بعد ذکر کیا جائے گا۔ جن سے ہم ہندوستان میں آشنا ہیں۔

اٹلی دیہاتی بنکوں کے اس ذکر کے ختم کرنے سے پہلے اٹلی اور آئرلینڈ کا کچھ اور ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اٹلی کے متعلق ہمارے پاس کچھ اور ذکر کرنے کے واسطے موجود نہیں ہے۔ شمال میں یہ تحریک یکدم پیدا ہوگئی ہے۔ لیکن جزیرہ کے جنوبی نصف حصّہ میں لوگوں کی اپنی کوشش کمزور رہی ہے۔ اور زراعتی انجمن ہائے قرضہ اٹلی میں دیہاتی بنک جن کو کیسی رورالی Casse Rurali کہتے ہیں دو قسم کے ہیں۔ کیتھولک نظام جس میں ۲۲۵۰ انجمنیں شامل ہیں اور دولمبرگ فیڈریشن جس میں ۵۰۴ انجمنیں ہیں۔ . . . . اول الذکر ۵۷ آڈٹ یونین پر مشتمل ہے۔ لیکن اٹلی میں تمام نظام ڈھیلا ڈھالا سا ہے اور نو قائم شدہ ہے۔ یہ دونوں حلقہ جات جرمن کے ریفائیسن نظام انجمن ہائے امداد باہمی کے مشابہ ہیں۔ جرمنی اور اٹلی کے بیان کردہ اختلافات بطور خلاصہ درج ذیل ہیں۔

(۱) اٹلی میں حصص نہیں ہیں اور جرمنی میں ہر ایک انجمن کا قانوناً ایک لازمی حصہ ہوتا ہے۔

(۲) کیتھولک انجمنوں میں ضمانت نہیں لی جاتی۔ اور دوسری انجمنوں میں صرف بڑے قرضہ جات کے وقت ضمانت لی جاتی ہے۔ رہن کی کفالت

نہیں لی جاتی کیونکہ اس کی بیباقی مشکل ہوتی ہے۔
(۳) شرح ہائے سود جرمنی کے مقابلہ میں زیادہ نہیں کبھی ½ ۸ فی صدی تک ہوتی ہے۔ قرضہ کے لین دین کی شرح میں بھی زیادہ گنجائش ہے۔
۲ سے ½ ۲ فی صدی تک۔
(۴) کیش کریڈٹ کا حساب بہت کم ہے۔
(۵) بنک اور بہم رسانی کا کام جرمنی کی مانند مشترکہ ہے۔ لیکن امداد باہمی کے طرز پر فروخت بہت کم ہے۔
(۶) کیتھولک انجمنوں کا اصول ایک مذہبی عقیدہ کے رنگ کا ہے۔ کیونکہ کیتھولک کے سوا اُن کا کوئی ممبر نہیں ہوسکتا۔ برخلاف ازیں ایسے ملک میں یہاں مذہب اور سیاسیات کا آپس میں گہرا تعلق ہو۔ وہاں یہ بڑا فرق خاص اہمیت رکھتا ہے۔ وولبرگ بنک غیر جانبدار ہیں اور جرمنی کے ریفائین انجمنوں کی طرح ہیں لیکن عام رشتۂ عیسائیت پر زور دینا اُن کا مدّعا ہے۔

اٹلی کی طرح آئرلینڈ میں بھی ریفائین سسٹم جاری ہے۔ اور وہاں کچھ زیادہ امتیازات خصوصی نہیں ہیں۔ جرمنی کے مقابلہ میں قرضہ جات کی رقوم بہ حیثیت مجموعی تھوڑی تھوڑی ہوتی ہیں۔ اور اُن کی میعاد بھی تھوڑی ہے عموماً سال سے زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ جب تک پہلا قرضہ ادا نہ کردیا جائے اور قرضہ نہیں دیا جاتا۔ مگر پنجاب میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ اس احتیاط کو لے اثر کرنے کے وسائل موجود ہیں۔ دو ضامن ہر ایک قرضہ کے واسطے طلب کئے جاتے ہیں لیکن باوصف اس کے قرضہ جات کا صحیح مصرف نہیں ہوتا اور نہ ہی وصولی ہمیشہ صحیح ہوتی ہے۔ قرضہ جات کا سود ۵ سے ۷ فی صدی ہوتا ہے اور امانتوں پر ۴ فی صدی سود دیا جاتا ہے۔ جو کہ عموماً عند الطلب اور ایک ماہ کے

نوٹس پر واجب الادا ہوتی ہیں۔ اگر امانتوں کا روپیہ کافی نہ ہو تو اوور ڈرافٹ جس کی کفیل مشترکاً اور منفرداً کمیٹی ہوتی ہے مقامی جائنٹ سٹاک بنک سے حاصل کیا جاتا ہے جیسا کہ پنجاب میں ہے یہ کفالت بعض اوقات ایک زحمت ہوتی ہے کیونکہ کفیل کو آسانی سے کمیٹی سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ اجلاس عام سال میں صرف ایک دفعہ ہوتا ہے اور حاضری ممبران بہت ہی تھوڑی ہوتی ہے۔ تین انجمنیں جو میں نے دیکھیں اُن میں اوسط حاضری دس فی صدی سے کبھی کم تھی۔ آئرلینڈ میں ان انجمنوں کے تنزل کا ایک باعث یہ بھی ہے۔ تاہم ممبر دل کو ان انجمن کا ممنون ہونا چاہئے۔ کیونکہ میں نے ایک مزارع کو دیکھا جس کے پاس ۱۲ ایکڑ زمین تھی اور جو دس سال ہوئے ۷۰ پونڈ کا قرضدار تھا اور اب اُس کا ۷۰۰ پونڈ امانت میں موجود ہے۔

اٹلی اور آئرلینڈ میں سنٹرل بنکوں کی ضرورت جرمنی میں بنک ہائے

دیہاتی کی اہمیت اور روز افزوں ترقی کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اٹلی میں وہ فی الحقیقت معطل سے ہو گئے ہیں اور آئرلینڈ میں روبہ تنزل ہیں آخر الذکر ملک میں صرف ۱۰۰ کے قریب موجود ہیں۔ ان میں صرف نصف شاندار کام کر رہے ہیں۔ اٹلی اور آئرلینڈ میں ان کے زوال کا ایک ہی سبب کارفرما ہے۔ سطحی طور پر اگر دیکھا جائے تو اس کا باعث کسان کی آسودہ حالی ہے۔ جس کو اب قرضہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اصلی وجہ سنٹرل بنکوں کا نہ ہونا ہے اور اسی وجہ سے کفایت شعاری کے جذبہ میں ترقی نہیں ہو سکی۔ جیسا باب اول کے ابتدائی حصّہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ سنٹرل بنکوں کا قابل تعریف نظام کارہی ہے۔ جس کے باعث دیہاتی بنک دیہات سے روپیہ حاصل کرنے اور کھینچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

اور وہ روپیہ تحریک امداد باہمی کے دیگر شعبہ ہائے عمل کو سرمایہ بہم پہنچانے میں استعمال کیا گیا ہے۔ اٹلی میں صدہا غیر قرضہ انجمنیں سرمایہ کی محتاج ہیں اور آئرلینڈ میں پچھلے سال زرعی تھوک فروشی کی انجمن بھی اُسی حالت خستہ میں تھی۔ دونوں ممالک میں سرمایہ اغلباً دستیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن کوئی نظام نہیں ہے جس کے ذریعہ جہاں اُس کی ضرورت ہے اُسے استعمال میں لایا جاوے حال ہی میں صرف فرقہ کیتھولک کے لوگوں نے میلان میں ایک سنٹرل بنک جاری کیا ہے۔ لیکن ابھی اس کا لین دین دیہاتی بنکوں کے ساتھ نہیں ہے نہ ہی شائد اس کو ان کے امکانات کا پورے طور پر احساس ہے۔ آئرلینڈ میں سنٹرل بنک قائم کرنے کی کوشش ناکام رہی۔ نتیجہ یہ ہے کہ دیہاتی بنک قدرتی طور پر فنا ہو رہے ہیں۔ اور کوئی کوشش اُن کے بچاؤ کے لئے نہیں کی جا رہی ہے۔ یہ بنک بہت کم جاذب توجہ ہیں۔ اس لئے عام تجارتی اغراض کی انجمن اس کی جگہ بنائی جا رہی ہے۔ ہندوستان کے لئے یہ امر باعث مبارک باد ہے۔ کہ اس نے جرمنی کی پیروی کرتے ہوئے سنٹرل بنکوں کا جال پھیلا دیا ہے اگر صرف امانت میں روپیہ رکھنے کا جذبہ عوام میں پیدا کر دیا جائے تو دیہاتی بنکوں کا مستقبل یقینی طور پر محفوظ ہو سکتا ہے۔

تعلیم کی اہمیّت یہ واضح رہے کہ جرمنی کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے ہندوستان کے لئے یہ جائے تاسف نہیں ہے کہ اُس کی کوشش کا مرجع دیہاتی بنک ہی رہے ہیں۔ کئی سال تک اور جب تک تحریک امداد باہمی اس کی متحمل ہو سکے گی یہ بنک اس تحریک کی بنیاد بنے رہیں گے۔ لہٰذا ہماری یہ اُمید معقول ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد اس تحریک میں ہندوستان کے کئی لاکھ آدمی شامل ہو جائیں گے اس

واسطے بنیاد مضبوط ہونی چاہیئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ایسی بنیاد جس کا انحصار عوام کی جہالت پر ہو۔ محفوظ ہو سکتی ہے؟ لیکن ہندوستان کی کثیر جہالت اسے جرمنی سے بیّن طور پر متمیز کرتی ہے۔ بنابریں بہت سے حامیان امداد باہمی یہ سمجھتے ہیں کہ اس خرابی کا علاج بہت سے مدرسے قائم کرنا ہے اور دوسروں کا خیال یہ ہے۔ کہ دیکھنا یہ ہے۔ کہ آیا ابتدائی مدارس کچھ تعلیم بھی دے رہے ہیں یا نہیں؟ اگر یہ خیال درست ہے تو ضروری علاج صرف یہ ہے کہ سکولوں کی اصلاح کی جائے۔ اس وقت ایک اسکول جو سوائے اچھی باتوں کے اور کچھ نہیں سکھلاتا ہے۔ وہ خود دیہاتی بنک ہے۔ اس سکول میں وہ باتیں جن کی تمام دنیا میں ضرورت ہے۔ یعنی محنت اور کفایت شعاری اور اپنی مدد آپ کرنا اور امداد باہمی روزانہ ابتدائی صورت میں سکھلائی جاتی ہیں۔ کیونکہ تحریک امداد باہمی کے بنیادی اصول یہی ہیں۔ جرمنی میں بڑا زور تعلیم پر دیا جاتا ہے۔ اور ملک بھر میں امداد باہمی کے اصول اور طریقوں کی تعلیم کے لئے مختصر جماعتیں ہمیشہ منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن اب تک اُن کا کچھ اثر لوگوں پر نہیں ہوا تاہم اب اس امر کے آثار ضرور پائے جاتے ہیں کہ باقاعدہ کوشش اُن کو تعلیم دینے کیلئے کی جائے گی۔ یہ اُس ملک میں ازبس معنی خیز ہے جسکا تعلیمی نظام نہایت ہی عمدہ ہے ہندوستان میں جہاں ۱۰ میں سے ۹ کوآپریٹر لکھ پڑھ نہیں سکتے ہیں نتیجہ ظاہر ہے ہمارا سب سے ضروری فرض ممبران کو تعلیم دینا ہے اور لگاتار تعلیم دینا ہے اور چونکہ چھوٹی جماعت کو بمقابلہ بڑی جماعت تعلیم دینا آسان ہے۔ اسلئے ہمارے لئے بہتر طریق یہی ہوگا۔ کہ ہماری انجمنیں چھوٹی رہیں۔ اگر ہندوستان اسی راستہ پر چلے تو اس کی بنیاد مضبوط ہوگی۔
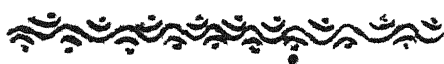
۴۳۔ اب ہم ایک خشک مگر اہم مضمون کا ذکر کرتے ہیں۔ اس میدان میں جرمنی سب سے آگے ہے۔

تمہید جنگ سے پہلے زراعت کے بابمیں انگلستان پر جو فوقیت اس کو حاصل تھی۔ اُس کی وجہ اچھی کاشت نہ تھی، بلکہ اچھا انتظام تھا۔ ایسے ہی اسے امداد باہمی کے میدان میں بھی بہتر نظام کے باعث زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے جرمنی کے نظام کار کا ذکر ضروری ہے لیکن مضمون چونکہ پیچیدہ ہے۔ اس واسطے میں تحریک کے زراعتی پہلو کا ہی ذکر کروں گا۔

فیڈریشن ۴۴۔ جب ایک دیہاتی انجمن قائم ہوتی ہے تو وہ فوراً ہی تین ادارہ ہائے امداد باہمی سے ملحق ہو جاتی ہے۔ سنٹرل بنک سے سرمایہ کے واسطے اور زرعی تھوک فروشی انجمن سے حصول ضروریات زرعی کے واسطے اور لوکل پراونشل یونین سے پڑتال اور معائنہ اور نگرانی کی غرض سے اور یونین ہائے امداد باہمی چنیدہ : جشتیات کے قومی فیڈریشن

واقعہ برلن سے ملحق ہو جاتی ہے۔ برلن میں دو متقابل جماعتیں ہیں۔ ریفائیسن فیڈریشن اور شاہی فیڈریشن۔ پہلی فیڈریشن ریفائیسن نے ۱۸۷۷ء میں قائم کی تھی۔ اور ۱۹۲۰ء کے آخیر میں اس میں ۱۹۲ انجمنیں تھیں۔ شاہی فیڈریشن ڈاکٹر ہس نے ۱۸۸۳ء میں قائم کی۔ یہ بہت بڑی ہے۔ اور ۱۹۲۰ء کے آخیر میں اس میں ۲۱۲۹۷ انجمنیں یعنی جرمنی کی کل زراعتی انجمنہائے امداد باہمی کی دو تہائی شامل تھیں۔ جنگ سے پہلے (۱۹۰۵ء-۱۳) تھوڑے عرصہ کے لئے یہ دونوں فیڈریشن آپس میں مل گئی تھیں۔ لیکن ان کا الحاق کبھی بھی حقیقی نہ تھا اور جب ۱۹۱۳ء میں تحریک کی رہنمائی کا ذاتی سوال پیدا ہوا تو وہ علیحدہ ہو گئیں۔ تب سے جرمنی کی بنیادیں متزلزل ہو گئی ہیں اور اتحاد کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ اس واسطے اتحاد کی طرف پھر عام رجحان ہے۔ لیکن دودھ کا جلا ہوا چھاچھ کو بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ ۱۹۰۵ء میں اتحاد خارجی اثرات کی بنا پر ہوا۔ اب اندرونی ضروریات کی بنا پر ہوگا۔

امتیازی فرق (الف) دونوں فیڈریشن میں بڑے اختلافات مرکزیت اور سرکاری امداد کے سوال پر مبنی ہیں۔ ریفائیسن فیڈریشن ایک کی پرستش اور دوسرے کی مذمت کرتی ہے مثلاً اس کے بنک کا سسٹم ایک ہی سنٹرل بنک واقعہ برلن پر مبنی ہے۔ جو ۱۳ مقامی بنکوں کے ذریعہ جرمنی بھر میں کام کرتا ہے۔ شاہی فیڈریشن کا سسٹم بالکل مختلف ہے۔ اور اس کا ذکر آئندہ باب میں کیا جاوے گا۔ اس میں بالکل یکجہتی نہیں ہے اور برلن کے ایک بڑے بنک پر اس کا انحصار ہے۔ جس کے ساتھ ریفائیسن سسٹم کا کوئی سروکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ سرکار کا قائم کیا ہوا ہے۔ مگر حال میں جو ترقیاں ہوئی ہیں ان سے دونوں فیڈریشن

میں اختلاف کی گنجائش بہت کچھ کم ہوگئی ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو بعد از جنگ گورنمنٹ کی مالی کمزوری نے حکومت پر انحصار رکھنے کے خطرہ کو نمایاں کردیا ہے اور دوسری طرف انجمنوں کی تعداد میں اس قدر جلد اضافہ ہوگیا ہے۔ کہ یکجہتی بہت ہی مشکل ہوگئی ہے۔ اس واسطے ریفائیسن فیڈریشن کا رجحان مرکزیت کے خلاف ہے اور شاہی فیڈریشن زیادہ تر اپنے ذرائع و وسائل پر اعتماد کرنے کی طالب ہے۔

چھوٹے چھوٹے اختلافات

(ب) دیگر اختلافات دونوں فیڈریشن میں بڑے نہیں ہیں مختصر طور پر وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ریفائیسن فیڈریشن اسی بات پر مصّر ہے کہ اُس کے تمام دیہاتی بنکوں کی ذمہ واری غیر محدود ہو۔ اور شاہی فیڈریشن اگرچہ عام اصول سے اُس کا اتفاق ہے۔ اپنی انجمنوں کو اس باب میں زیادہ اختیار دینے کی حامی ہے۔

۲۔ دیہاتی بنکوں میں شاہی فیڈریشن بڑے حصص پر زور دیتا ہے۔ اور ریفائیسن فیڈریشن اُس کے برعکس ہے۔ ایک جماعت کا مقصد تو مالی استقامت ہے۔ اور دوسری کا مدعا غربا کو شامل کرنا ہے۔

۳۔ ریفائیسن کی انجمنوں میں سیکرٹری شاذ ونادر ہی کمیٹی کا ممبر ہوتا ہے۔ البتہ غیر قرضہ کی انجمنوں میں جہاں ماہرانہ نگرانی و تصرّف کی ضرورت ہو۔ وقتاً فوقتاً سیکرٹری کا کمیٹی ممبر ہونا گوارا کرلیا جاتا ہے۔ انتظامیہ کمیٹی ساری کی ساری بہت حد تک اعزازی ہوتی ہے۔

یونین ہائے پڑتال اور اُن کی حریف انجمنیں

۲۵۔ یہ واضح رہے کہ ان اختلافات

ہیں کوئی بھی اصولی نہیں ہے اور اب یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ پالیسی یا اصول کے
لحاظ سے دونوں فیڈریشن میں کوئی ضروری تفاوت نہیں ہے۔ الحاق میں بڑی
رکاوٹ حریف یونین ہائے پڑتال کا وجود ہے۔ جو اپنے طور پر برلن کی
دونوں میں سے کسی ایک فیڈریشن سے ملحق ہو جاتی ہیں۔ مقامی پڑتال کی یونین جرمنی
بھر میں عموماً ملتی ہیں۔ ان کے تعلقات ہمیشہ دوستانہ نہیں بلکہ حریفانہ ہوتے ہیں
پرشیا کے ۱۳ صوبوں میں صرف دو میں یونین ہے۔ رائین لینڈ میں چار ہیں۔ اور
بویریا میں بھی چار ہیں۔ کل یونین پڑتال تمام انجمنہائے امداد باہمی کے واسطے ۵۰ ہیں
جن میں سے ۱۳ کا الحاق رفیائیسن فیڈریشن سے ہے اور ۲۷ کا شاہی سے۔ باقی
دس خود مختار ہیں۔ لیکن وہ بڑی مشہور نہیں ہیں۔

اگرچہ ان کے باعث مقابلہ تیز ہو گیا ہے۔ لیکن ایک ہی حلقہ میں ایک سے
زیادہ یونین کا ہونا نقصان کا موجب ہے۔ ایک گاؤں میں جہاں میں گیا ۶ انجمنوں
کا الحاق تین مختلف یونین سے ہوا تھا۔ اور اُن میں لوکر ہال بنانے والی
حریف انجمنیں اور بنک بھی شامل تھے۔ اور نگرانی میں اس کا بڑا خرچ ہوتا
ہے اور گا ہے گا ہے دیگر امور پر بھی زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ایک دفعہ جب دو یونین میں بڑی مخالفت
ہو گئی تو مخالف فریقین کے افراد چاقوؤں سے مسلح ہو کر اجلاس عام میں آئے ایک کواپریٹر
نے جو گاؤں کی دو انجمنوں کا پریذیڈنٹ اور تیسری کا منیجر تھا۔ جن میں سے ہر ایک مختلف
یونین سے تعلق رکھتے ہیں کہا کہ اس وقت اُس کی پوزیشن بڑی نازک تھی۔ اس
قسم کی مثال اگرچہ شاذ ہے۔ لیکن اس سے حریفانہ اختلافات کے خطرات ظاہر ہوتے
ہیں۔ اب ان کا احساس ہو گیا ہے اور امداد باہمی کی روح بیش از بیش پیدا ہو رہی
ہے۔ برینڈنبرگ اور سیلیسیا میں مقامی یونین نے مشترکہ کمیٹیاں بنا رکھی ہیں
جو عام پالیسی اور عام مفاد کے معاملات کا فیصلہ کرتی ہیں۔ اور رائن لینڈ میں ان میں سے

۳ یونینیں ایک مشترکہ تھوک فروشی زراعتی انجمن کل صوبہ کے واسطے بنانے کے لئے مل گئی ہیں۔ یہ علامات امید افزا ہیں۔ اور اس سے امید پڑتی ہے۔ کہ دونوں قومی فیڈریشن آخرکار ملحق ہو جائیں گی۔

زراعتی اور قصباتی انجمنوں کا الحاق

۲۶۔ اگر ایسا ہو بھی گیا تب بھی زراعتی اور قصباتی انجمن ہائے امداد باہمی کو ایک نظام میں پرونے کا بڑا مشکل مسئلہ قائم رہے گا۔ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ علاوہ دو زراعتی انجمنوں کے دو قصباتی یا یونین ہائے قومی فیڈریشن ہیں۔ ایک ہیمبرگ میں ہے جو انجمن ہائے گاہکان یا صرف کنندگان اجناس (کنزیومرز) کی یونین ہے اور دوسری برلن میں قصباتی بنکوں اور صنعتی انجمنوں کے لئے ہے۔ یہ وقت کی بات ہے کہ ۱۹۱۶ء میں ایک مشترکہ مجلس شورائی جس کو فرائیر اسلس کہتے ہیں۔ چار قومی فیڈریشن کی قائم ہوئی تھی۔ تاکہ اپنے عام مفاد کی حفاظت اور حمایت کرے یہ کمیٹی جو مہینہ میں ایک یا دو دفعہ اجلاس کرتی ہے۔ بالکل خلاف ضابطہ ہے۔ اور قانوناً اسے کوئی حیثیت یا اختیار حاصل نہیں ہے۔ لیکن یہ چار فیڈریشن کے درمیان یہ ایک پل کا کام دیتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ کچھ عرصہ میں ترقی کر کے اسے اچھی خاصی عزت حاصل ہو جائے۔

ہندوستان

۲۷۔ ہندوستان کے حامیان امداد باہمی مستحق مبارکباد ہیں۔ کہ انہیں سرکاری نظام تصرف نے ہر ایک صوبہ میں ایک غیر منقسمہ اور قریباً قومی نظام مرحمت کر رکھا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ زراعتی انجمنوں کے میدان میں باہمی حریفانہ عناصر سرگرم عمل نہیں ہیں بلکہ قصباتی اور دیہاتی انجمنیں ہر جگہ ایک ہی فیڈریشن یا یونین سے ملحق ہو گئی ہیں۔ اسکی

کچھ تو یہ وجہ ہے کہ قصباتی انجمنیں تھوڑی ہیں اور یہ بات نمایاں ہے کہ ایک صوبہ میں جہاں کہ وہ بڑی جلدی بڑھ رہی ہیں۔ وہاں علیحدگی کے علامات ظاہر ہیں۔ اس جذبۂ افتراق پسندی کی بڑے زور سے مخالفت ہونی چاہیے۔ کیونکہ ہندوستان کے حق میں اس سے زیادہ فائدہ بخش نعمت اور کوئی نہیں۔ کہ قصباتی اور دیہاتی تحریک کا آپس میں اتحاد ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے یہ فائدہ یورپ کے ہر بڑے ملک کو حاصل نہیں ہے۔

ریفائیسن فیڈریشن کا نظام

۲۸۔ اب کچھ ذکر جرمنی نظام کا کرنا چاہیے۔ شاہی فیڈریشن کے مقابلہ میں ریفائیسن سسٹم کا زیادہ ذکر کیا جائے گا۔ کیونکہ شاہی نظام اگرچہ بڑا ہے لیکن ریفائیسن کا نظام اچھا ہے اور اس لحاظ سے زیادہ موثر ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا اچھا ہو سکتا ہے کہ اس کی برلن میں ایک قومی فیڈریشن مرتب ہوگئی ہے۔ اگرچہ نظام پر بحث ایک غیر دلچسپ اور خشک مضمون ہے تاہم یہ بحث اس لئے بھی توجہ کی مستحق ہے۔ کہ جرمنی نظام کی مدبرانہ خوش اسلوبی نے اس مشکل کو کہ جو نظام جمہوریت پر مبنی ہو اس میں قابلیت کا عنصر بھی ہو۔ ایک ٹیڑھی کھیر ہے۔ حل کرنے میں کامیاب کوشش کی ہے۔ ممبری صرف (الف) لوکل یونین (۱۳) (ب) مرکزی انجمن ہائے بنکنگ و تجارت کا عنصر لازمی ہے۔ (۱۲) (ج) اور ہر قسم کی ابتدائی انجمنیں بشرطیکہ اُن کا الحاق مقامی یونین سے ہو چکا ہو۔ شامل ہو سکتی ہیں۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں اُن کی تعداد ۲۰۰،۷ تھی۔

۵۱ ممبروں کی ایک بڑی عام مجلس ہے اور اس سے چھوٹی انتظامیہ کمیٹی ہے جو ۱۴ ممبران کی ہے۔ پہلی مجلس تو سال میں دو دفعہ اجلاس کرتی ہے۔

اور اس کا بڑا کام نگرانی ہے جو ظاہر ہے کہ یہ کام ۲۰۰ ممبران فیڈریشن سے نہیں ہو سکتا۔ مجلس انتظامیہ مہینہ میں ایک دفعہ اجلاس کرتی ہے۔ اور ضروری اور پیچیدہ کام کے واسطے اس کی ایک سب کمیٹی ۴ ممبران کی ہے جو ۳ سال کے واسطے منتخب ہوتی ہے۔ اس میں فیڈریشن کا صدر اور ۱۳ الحاق شدہ یونین کے صدر ہوتے ہیں۔ مجلس عامہ کے ممبر یونین اور سنٹرل انجمنوں کے درحقیقت نمائندے ہوتے ہیں۔ جن سے وہ مقررہ معیار نمائندگی کے مطابق منتخب کئے جاتے ہیں۔ اس واسطے وہ مجالس جمہوری ہونے کے مقابلے میں زیادہ تر نمائندہ مجالس ہونے کی شان رکھتی ہیں۔ اور چھوٹی کمیٹی مزید براں بڑی ماہر ہے۔ ان دو مجالس کو اکٹھا کرنے کے واسطے مجلس انتظامیہ کے تمام ممبر مجلس عامہ کے ممبر ہوتے ہیں۔ اور مختلف مضامین کے غور کے واسطے ہر ایک انجمن امداد باہمی کی بڑی بڑی قسم کے لئے ایک خاص مجلس ہے۔ خاص مجالس کا رابطہ ضبط انتظامیہ کمیٹی کے ساتھ رکھنے کے واسطے ہر ایک کا مجلس عامہ میں نمائندہ ہوتا ہے۔ فیڈریشن کا صدر مجلس عامہ و ریلفائیسن سنٹرل بنک کمیٹی کی مشترکہ مجلس میں منتخب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ آگے بتلائی گئی ہے۔ فیڈریشن میں اختیار اعلےٰ برائے نام طور پر جنرل اسمبلی کے سپرد ہوتا ہے۔ جس میں ہر ایک ممبر سوسائٹی یا یونین ایک نمائندہ بھیج سکتی ہے۔ لیکن اس کا اجلاس سال میں ایک ہی دفعہ ہوتا ہے۔ اور اگرچہ اُس کو مقررہ اختیارات حاصل نہیں لیکن یہ سوائے اس کے یہ اور کچھ کام نہیں کرتی کہ جو تجویز سامنے آئے اُسے منظور کرلے۔ اُس کو انتخاب کا کوئی حق نہیں ہے اور فی الحقیقت بجائے پارلیمنٹ کے ایک کانگرس ہے۔ اور ساتھ ہی یہ جمہوری بنیاد قائم کرتی ہے پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے مناقشات کا سدباب کرتی ہے۔

شاہی فیڈریشن کا نظام بالکل ہی مختلف نہیں ہے۔ ریفائیسن فیڈریشن کی بنیاد جمہوری ہے۔ اس کی نگرانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور نظم و نسق قابل ہاتھوں میں ہے۔ ۔ ۔ ۔ بڑے نظام کے واسطے یہ اصول نہایت ضروری ہیں ا۔ جمہوریت اور قابلیت کو ملانے کا اس سے موثر اور کوئی طریق نہیں ہے

یونین پر پڑتال (الف) ابتدائی انجمن کی نمائندگی

۲۹۔ یہ دو بڑے قومی فیڈریشن اپنے وقت پر بہت مفید نمونہ ثابت ہونگے کیونکہ ضروری ہے۔ کہ تمام ہندوستان کے لئے واحد فیڈریشن یا یونین بن جائے۔ فی الحال پراونشل فیڈریشن یا یونین ہی کافی ہوں گی ۔ جرمنی میں ان کا بدل لوکل اوٹ یونین ہیں ۔ بڑا فرق یہ ہے کہ یونین کا حلقہ ہندوستانی صوبہ سے بہت چھوٹا ہوتا ہے۔ اور عموماً کمشنر کے ڈویژن سے بڑا نہیں ہوتا دوسرا فرق جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے یہ ہے کہ جرمنی میں ابتدائی انجمن کا یونین سے براہ راست الحاق ہوتا ہے۔ میرے خیال میں پنجاب یونین کے نظام کی یہ خامی ہے کہ اس میں بہت دیہاتی انجمنوں کی نمائندگی بذریعہ سنٹرل بنک ہوتی ہے۔ جن کے مفاد باہمی ہمیشہ کیلئے یکساں نہیں ہوتے یہ چیز بے شک مشکل ہے کہ ۸۰ ہزار سے اوپر انجمنوں کے تعلقہ کی براہ راست نمائندگی ہو اور جن کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے سب سے بڑی یونین میں ۳۳۰۰ انجمنیں ہیں۔ برعکس شاہی فیڈریشن کے قریباً ۲۲۰۰ انجمنوں کو جو کل جرمنی میں پھیلی ہوئی ہیں براہ راست علیحدہ نمائندگی حاصل ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ ہی تعداد اور نہ ہی فاصلہ کوئی بھاری مزاحمت ہے

(۱) اسوقت انکی تعداد ۰۰ ہزار کے قریب ہے مترجم ۱۲

اگرچہ ان میں بہت سی انجمنیں اجلاس عام میں اپنے نمائندے بھیجنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتیں تو بھی حاضری اکثر اوقات ایک ہزار سے زیادہ ہوتی ہے۔ چونکہ یہ اجلاس ملک کے مختلف حصوں میں ہوتے ہیں۔ اس لئے زود یا بدیر ہر جگہ کی انجمنوں کو ہر وقت جلسہ میں شمولیت کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اور یہ سہولت تمام تصور کیا جا سکتا ہے کہ ایسے جلسوں کا اثر بمقابلہ ان اجلاسوں کے جہاں سنٹرل انجمنوں کے نمائندے محدود تعداد میں ہوں بہت زیادہ ہوگا۔ اس مشکل کا ایک حل یہ ہے کہ ضلعدار یا حصہ ضلعدار یونین کا نظام قائم کیا جائے اور یہ یونین پراونشل یونین کے ممبر ہو جائیں گے۔ جہاں وہ اپنی ملحقہ انجمنوں کے مفاد کی نمائندگی کرینگے۔ جرمنی میں جو کسی قدر مشابہ یونین ہائے امداد باہمی موجود ہیں۔ ابھی اُن کا ذکر کیا جائے گا۔

انکا نظام (ب) جہاں بہت سی یونین ہوں وہاں اُن کے نظام میں بھی بہت اختلاف ہوگا۔ مثلاً بون یونین جس میں ۵۵۰ انجمنیں ہیں۔ وہ عام انجمن ہائے امداد باہمی کے اصولوں پہ عمل پیرا ہیں۔ یعنے اس کی دو کمیٹیاں ہیں ایک بڑی اور دوسری چھوٹی اور ایک صدر جس کا انتخاب جنرل اسمبلی کرتی ہے۔ برعکس اس کے ریفائیسن یونین کا بلنز نے جس میں ۶۰۰ انجمنیں ہیں۔ ریفائیسن نظام کی کمیٹی نے اپنی امتیازی خصوصیت کے مطابق صدر کو بڑے اختیارات سونپ رکھے ہیں۔ جو کم از کم چھ سال کے واسطے مقرر ہوتا ہے۔ اُس کا کام ایک ہی کمیٹی سے تعلق رکھتا ہے اور یہ اتنی بڑی ہوتی ہے کہ سوائے نگرانی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ اُس کا منصب بڑی آزادی اور ذمہ داری کا ہے۔ اس واسطے اُس کا انتخاب عام اجلاس میں نہیں ہوتا بلکہ انتظامیہ کمیٹی کرتی ہے۔ جس پر یہ اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ اپنی پسند کے مطابق جیسا صدر چاہے منتخب کرے۔

فرائض اور ذرائع

(ج) یہ تمام یونین ہائے امداد باہمی زیادہ تر پڑتال اور نگرانی اور رفتار ترقی سے سروکار رکھتی ہیں۔ اور اس غرض کے لئے اس کے ہاں اچھا خاصہ عملہ آڈیٹران و انسپکٹران مقرر ہے۔ کبھی کبھی خاص مقررہ نصابوں کے ذریعہ کارکنان امداد باہمی کو تعلیم دی جاتی ہے۔ جلسوں کا انتظام کیا جاتا ہے اور نقشہ جات مرتب کئے جاتے ہیں۔ اور ماہوار رسالہ شائع کیا جاتا ہے۔ نصب العین اور دائرہ عمل اور فرائض کے لحاظ سے وہ ہمارے پراونشل یونین کے بالکل مطابق ہیں۔ مگر بڑا فرق یہ ہے کہ وہ بالکل غیر سرکاری ہیں۔ جنگ سے پہلے اکثر کو سرکار سے مالی امداد ملی اور اب چونکہ سرکاری خزانہ خالی ہے اس واسطے اُن کو اپنے ذرائع پر انحصار کرنا پڑا ہے۔ جیسا کہ ہمارے ہاں دستور ہے۔ ہر ایک ملحقہ انجمن کچھ سالانہ چندہ دیتی ہے۔ جو عموماً بطریق ذیل عائد کیا جاتا ہے۔

ہر ایک انجمن سے (بلا لحاظ وسعت انجمن)

(الف) ایک مقررہ فیس (ب) کل آمدنی پر مقررہ فی صدی ادائگی یا بعض اوقات خالص منافعہ پر بھی (ج) فیس پڑتال جو جتنا پڑتال کا کام ہو اُس کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔

سال کے کاروبار میں جو کمی ہو وہ عموماً لوکل سنٹرل بنک سے پوری کی جاتی ہے۔ اور جرمنی میں سنٹرل بنک کو اس امر کا کامل احساس ہے۔ کہ عملہ از بس قابل ہونا چاہیئے۔

ایک ملک کے اخراجات کا دوسرے ملک کے اخراجات سے مقابلہ کرنا مشکل ہے میرا خیال یہ ہے۔ کہ انجمن ہائے ہمسائی کو مستثنےٰ قرار دیکر جرمنی میں بمقابلہ پنجاب سالانہ چندہ جات زیادہ ہیں۔ اور ایسا ہونا ناگزیر ہے۔۔۔۔

کیونکہ یونین اپنا خرچ خود ادا کرتی ہے۔ حالانکہ ہندوستان میں مصارف کا بہت بڑا حصہ گورنمنٹ دیتی ہے۔ دو قومی فیڈریشن بھی اپنا خرچ خود نکالتے ہیں۔ اور اپنی ملحقہ انجمنوں کے چندوں سے اپنا کام چلاتے ہیں۔ وہ آخرالذکر کیواسطے وہی کام کرتے ہیں جو لوکل یونین ہائے امداد باہمی اپنی ابتدائی انجمنوں کے واسطے کرتی ہیں۔ لیکن اُن کا بڑا کام زراعتی تحریک امداد باہمی میں مزید اتحاد اور طاقت پیدا کرنا نصب العین اور طریق عمل کا فیصلہ کرنا اور اُس کے مفاد کی حفاظت اور اس کے کارناموں کی تشہیر ہے۔

سنٹرل بنکوں کا تعلق نگرانی سے

۳۰۔ ہندوستان میں ابتدائی انجمنوں

کی پڑتال اور معائنہ کے ساتھ سنٹرل بنکوں کے تعلق پر ہمیشہ ہی بحث مباحثہ ہوتا رہا ہے۔ بعض تو سنٹرل بنک کو پورا اختیار دیتے ہیں۔ اور دوسرے بالکل اختیار نہیں دیتے۔ جرمنی میں یہ رائے بہت قوت رکھتی ہے کہ سنٹرل بنک اور نگران کار یونین یا فیڈریشن علیحدہ علیحدہ ہونے چاہئیے۔ لیکن جیساکہ ظاہر ہے اگر وہ مختلف اطراف میں چلنے کی کوشش کریں ہیکار ہوں گی۔ اس لئے یہ امر لازمی ہے۔ کہ اُن میں گہری وابستگی ہو یہ مقصد ان کے نمائندے کے ایک دوسرے کے جلسوں میں شامل ہونے سے ہو سکتا ہے۔ ریفائیسن نظام میں جہاں کہ ایک سنٹرل بنک کل جرمنی کے واسطے ہے۔ قومی فیڈریشن کا صدر سنٹرل بنک کا بھی صدر ہوتا ہے۔ اور دونوں جماعتوں کی عام مجالس کے مشترکہ اجلاس میں اُس کا انتخاب ہوتا ہے۔ اسی طرح صوبوں میں ریفائیسن یونین کا صدر ہمیشہ ہی ریفائیسن سنٹرل بنک کی مقامی شاخ کا مینجنگ ڈائرکٹر بھی ہوتا ہے اسی طریق سے آخرالذکر جرمنی بھر میں ریفائیسن فیڈریشن سسٹم سے مربوط ہے۔ اور

سب کی پالیسی مشترکہ ہے۔ وہی پالیسی زراعتی تھوک فروشی انجمنوں میں رائج ہے کیونکہ یونین کا صدر یا تو تھوک فروش انجمن کا صدر ہوتا ہے۔ یا اُس کا ڈائرکٹر ہوتا ہے۔ شاہی فیڈریشن میں یہ مسلمہ اصول ہے کہ فیڈریشن اور اُس کی مرکزی انجمنیں اگرچہ اپنے اپنے نظام کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ نہیں۔ لیکن بہ حیثیت مجموعی وہ ایک واحد نظام کارہیں۔ اٹلی میں بھی اصول اختیار کیا جارہا ہے۔ اور اگر ہندوستان بھی ایسا کرے تو یہ ایک عاقلانہ فعل ہوگا۔

ماتحت ضلع یونین

۱۳۔ ریفائیسن کے کل نظام میں زنجیر کی پہلی کڑی جو دیہاتی انجمن کو قومی فیڈریشن سے بہردوجانب جوڑتی ہے وہ چھوٹے حصہ ضلع کی یونین ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔ اس کو لوکل آڈٹ یونین سے خلط ملط نہیں کرنا چاہئے۔ جس کا حلقہ بہت بڑا ہوتا ہے اور اُس کے فرائض بہت مختلف ہوتے ہیں۔ جرمنی کا ہر علاقہ انتظامی حلقوں میں تقسیم ہے۔ جو وسیع نقطہ نگاہ کی رو سے ہندوستان کے مطابق ہیں۔ اس طرح کہ صوبہ پرشیا یا اس کے علاوہ کوئی اور اتحادی (فیڈرل) انداز آریاست کی کمشنری کے برابر ہے اور نبراک ہندوستانی ضلع کے مشابہہ ہے اور کرلیس ماتحت ضلع کے۔ کربس کی انجمنوں سے جن کی تعداد عموماً ۱۵ یا ۲۰ ہوتی ہے ماتحت ضلع کی یونین بنتی ہے۔

اُنکے اغراض

(الف) ان کے اغراض یہ ہیں۔

(۱) ممبر انجمنوں اور لوکل آڈٹ یونین کے درمیان بطور کڑی کے کام کرنا اور دونوں کے مفاد کو پیوستہ کردینا۔

(۲) سب ڈویژن میں تحریک امداد باہمی کو فروغ دینا۔

(۳) ممبر انجمنوں کے پورے دباؤ سے مسائل زراعتی کو حل کرنا۔

(۴) لوکل آڈٹ یونین کے اجلاس عام میں شامل ہونے کے واسطے نمائندے کا انتخاب کرنا۔ عملی حیثیت سے یہ فرض سب سے اہم ہے۔

بعض لحاظ سے یہ چھوٹے ماتحت ضلع کی یونین ہمارے بنک یونین کے مطابق ہیں لیکن وہاں بنیادی تفاوت یہ ہے۔ کہ نہ اُنکی کوئی مالی ذمہ واریاں ہیں اور نہ کوئی بنک کے فرائض اُن کے ذمے ہیں۔ اُن کا وجود صرف نظام کی غرض سے ہوتا ہے۔ اور اُن کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ بہت سی متفرق انجمنوں کی بڑی تعداد کے لئے لوکل آڈٹ یونین میں اچھی خاصی نمائندگی کے آسان وسائل بہم پہونچاتی ہیں شاہی فیڈریشن سسٹم میں بمقابلہ ریفائیسن نظام کے وہ کم کام کرتی ہیں۔ لیکن وہاں بھی رجحان یہی ہے کہ اُن میں وسعت ہو۔ خصوصاً بڑے صوبوں میں جہاں کہ وسعت ایک ضرورت خیال کی جاتی ہے۔ بویریا میں وہ کل عمارت کے حق میں گویا کہ بنیادی اینٹ خیال کی جاتی ہے اور بویریا کی زراعتی آڈٹ یونین نے نہ صرف اپنی ۳۰۰۰ انجمنوں کو ۱۴۶ ماتحت ضلع کی یونین میں اکٹھا کر دیا ہے بلکہ آخر الذکر کی سات یونین ضلع بنا دی ہیں۔ مگر اُن میں اُتنی ہی روح ہے جتنی کہ لوکل انسپکٹر نے اُن میں ڈالدی ہے۔

قدر و قیمت (ب) نظام کی قدر و قیمت کے متعلق سوال ہو سکتا ہے کامیابی کا دار و مدار اچھے مقامی رہنماؤں پر ہے۔ اور جرمنی اور پنجاب دونوں میں ہی ان کا ملنا مشکل ہے۔ کیونکہ دونوں ملکوں کا انحصار زیادہ تر چھوٹے یا متوسط زمینداروں پر ہے۔ جن کو پیش پیش ہونے کی چنداں خواہش نہیں ہوتی ہے۔ مرکزی ضلع کی بہت ہی ماتحت یونین ہائے امداد باہمی سال میں شاذ و نادر ہی ایک سے زیادہ جلسہ کرتی ہیں۔ اور بہت سی اتنا بھی نہیں کرتیں۔ ریفائیسن نظام کی ۳۱۰ یونین میں سے بمشکل نصف نے سنہ ۱۹۱۹ء میں اجلاس کئے۔

بعض صوبوں میں وہ اچھا کام کرتی ہیں اور بعض میں خراب۔ رائن لینڈ میں اُن میں کوئی جان نہیں ہے۔ لیکن تھورنجیا میں سکول کے خیر خواہان عوام استادوں کی کوشش سے انجمنوں کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ بویریا میں جہاں نظام عمل اعلیٰ پیمانہ پر ہے۔ ۶۰ فی صدی بہتر کہی جاتی ہیں اور اُن میں سے بہترین سال میں ۵ - ۶ دفعہ اجلاس منعقد کرتی ہیں۔ لیکن وہاں بھی مسلمہ طور پر بعض انجمنیں ایسی ہیں۔ جن کا وجود صرف کاغذوں پر دکھائی دیتا ہے۔ اگر کام اچھا ہو تو ضلع کی ماتحت یونین بظاہر ایک بہت بڑا قیمتی اثاثہ ہے۔ اور بدترین صورت میں بھی اتنی بات ضرور ہے کہ لوکل آڈٹ یونین کے جلسوں میں اُس کے ذریعہ گاؤں کی انجمن اپنی آواز پہنچا سکتی ہے۔ کیونکہ آخر الذکر کی مجلس عامہ کی زیادہ تعداد یونین کے . . . پریذیڈنٹوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ اگر آدمی یونین کا نمائندہ ہو تو زیادہ وثوق سے اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔ بمقابلہ اُس کے کہ وہ ایک ہی انجمن کا نمائندہ ہو اور جب زیادہ وثوق سے وہ بولنے کے قابل ہو تو وہ چھوٹی انجمنوں کے مفاد کی حفاظت بھی بہتر طریق پر کر سکتا ہے۔ جو بصورت دیگر نظر انداز ہو سکتی ہیں۔ خطرہ ہے۔ کہ اس نظام کی روز افزوں ترقی اور ترویج کی صورت میں کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ بڑے بڑے صاحب اختیار اور زیرک طبقہ کی مجالس میں زمیندار کی آواز لپیٹ ہو کر رہ جائے۔ حالانکہ زمیندار کی ہستی سارے نظام کے جسم میں ریڑھ کی ہڈی کا حکم رکھتی ہے۔ اس لئے ضرور ہے۔ کہ زمیندار کو اپنی رائے کے اظہار کا ہر ممکن موقع بہم پہنچایا جائے۔ جرمنی میں سب ڈویژنل یونین کی زیادہ شان اسی کے باعث ہے۔ اور پنجاب میں اس کو رواج دینے کی ایک دلیل ہے۔

تاہم میں یہ کہوں گا کہ جب تک اس معاملہ پر پورا بحث مباحثہ نہ ہوے۔ ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہم اپنی انجمنوں کے نظام کو بالکل سادہ رکھیں تاہم جہاں اچھے رہنما ملجائیں وہاں ایسی یونین بڑی قیمتی چیز ثابت ہو سکتی ہے

رہنما ۳۲۔۔ کل تحریک کے لئے رہنما کا سوال بڑا ضروری ہے۔ رہنما کیلئے تعلیم لازمی ہے اور ہندوستان میں ہم کو اس کے واسطے قصبہ جات میں جانا پڑتا ہے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ شہریوں کو تحریک امداد باہمی سے بہت کم رغبت ہے۔ مزید براں شہر اور گاؤں میں باہمی لگاڑ کارفرما ہے۔ اس لئے کسی شہری کا گاؤں میں کاروبار کر سکتا۔ اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ جرمنی میں جنگ کے بعد اسی نوعیت کا کسی قدر بگاڑ پیدا ہو گیا ہے۔ دیہاتی اپنی پیداوار کو اچھے داموں فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ نیم فاقہ قصباتی اسپر برافروختہ ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بات حال ہی میں پیدا ہوئی ہے اور اغلباً صرف عارضی ہے۔ عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جرمنی میں زراعتی تحریک کے منتظم شہری لوگ ہوتے ہیں۔ اور ڈائرکٹر اور نگران دیہاتی لوگ ہوتے ہیں بڑے بڑے بنکوں اور تجارتی جماعتوں کے منیجر شہر کے تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ لیکن فیڈریشن اور یونین اور سنٹرل ایجنسیوں کے ڈائرکٹر زیادہ تر دیہاتی ہوتے ہیں۔ تاہم یہ امتیاز کوئی کلی رنگ نہیں رکھتا۔ ۲۷ آڈٹ یونین کے صدر جن کا امتحان شاہی فیڈریشن سے ہوا ۱۹ ایسے اشخاص ہیں جنہوں نے شہر میں پیدا ہو کر پرورش پائی۔ ان میں سے دو کاروباری آدمی اور ایک وکیل اور ایک پادری اور ایک سرکاری افسر تھا۔ جرمنی نے مطلوبہ اوصاف کے آدمیوں کو حاصل کرنے کے لئے ہر ایک جماعت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اور وہ اسی سے کامیاب ہوا ہے۔

تحریک امداد باہمی جیسی عالمگیر تحریک میں بہ لاکلام بہترین حکمت عملی ہے پنجاب میں اب تک بھی تعلیم یافتہ شہری آدمیوں کی سنٹرل بنکوں سے باہر کھپت نہیں ہو سکی۔ لیکن جب تحریک کے تجارتی اور قصباتی پہلو ترقی کریں گے تو لاکلام زیادہ مواقع ہونگے۔ تحریک امداد باہمی کے مسائل زیادہ پیچدار ہو رہے ہیں اور آخرکار جو قابل آدمی بھی دستیاب ہوں۔ خواہ وہ شہر کے ہوں یا گاؤں کے اُن کے حل کیلئے قابل اشخاص درکار ہوں گے۔ جو اعلیٰ پیمانہ کی ذہانت اور فہم اور ذکاوت جرمنی کے کل نظام میں پائی جاتی ہے۔ اُس سے کوئی آدمی اثرپذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہندوستان میں بھی ہر کوشش اس باب میں صرف کر دینی چاہیئے۔ کہ امداد باہمی کو ہر مطلوبہ قابل شخص کی خدمات حاصل ہوں۔

آڈیٹران۔ اُنکی اہمیت اور تعلیم

۳۳۔ جرمنی کی آڈٹ یونین کا سب سے بڑا کام جیساکہ ہمارے پنجاب میں یونین کا ہے اپنی ملحقہ انجمنوں کی پڑتال ہے۔ قانوناً ہر انجمن کی پڑتال ہر ۲۸ ماہ میں ضرور ہونی چاہیئے۔ اس غرض کے واسطے ہر یونین کے پاس عملہ آڈیٹران ہوتا ہے۔ جن کا درجہ اور کام سب انسپکٹروں کے برابر ہوتا ہے۔ جیساکہ پنجاب میں ہے۔ جرمنی میں بھی یہی آڈیٹر مشین کا پرزہ ہے۔ حال کی شاہی فیڈریشن کی سالانہ رپورٹ میں ذکر ہے۔ کہ آڈیٹر کی اہمیت میں جس قدر مبالغہ کیا جائے اُتنا ہی تھوڑا ہے۔ وہ تمام نظام کا خادم ہے اور آڈٹ یونین اور الحاق شدہ انجمنوں کے درمیان ایک شخصی کڑی ہے۔ اُس کی تعلیم میں اس واسطے خاص توجہ درکار ہے۔ جرمنی کی سب سے بڑی آڈٹ یونین نے ...

کہاکہ یہ اُن کا سب سے اہم اور ضروری طریقہ ہے۔ اُنکی تعلیم کا نصاب ہر جگہ مختلف ہے۔ لیکن عام سسٹم کا اندازہ ذیل کے نصاب سے جو ریفائین یونین نے کولبنز میں اپنے نو آموز طلباء کے واسطے مقرر کیا ہے۔ ہو سکتا ہے۔

(الف) صدر مقام میں چھ ماہ تک نظام امداد باہمی کے یومیہ کاروبار کی تعلیم۔

(ب) تین یا تین سے زیادہ ماہ تک ماہر کار آڈیٹر کے ساتھ مل کر کام کرنا یہاں تک کہ وہ تین یا چار آڈٹ اپنے آپ دوسرے کی مدد کے بغیر تسلی بخش طریق پر کر لے۔

(ج) برلن میں چھ ماہ کی تعلیم تاکہ اسے حسابات، اور تحریک امداد باہمی کے دستور اور اصول کی پوری واقفیت حاصل ہو جاوے۔

(د) تین یا چار ماہ تک ایک چھوٹے سے حلقہ میں کسی کی زیر نگرانی ضروری فرائض کی انجام دہی۔ بعد ازاں میدان میں امداد باہمی کے نظام عمل کے متعلق عملی امتحان اور صدر مقام میں امداد باہمی کے اصولوں کا عملی امتحان اگر یہ تسلی بخش ہو تو اسے پانچ سال کے واسطے آزمائشی آڈیٹر مقرر کیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ کورس قریباً ۱۸ ماہ کا ہے اور ہمارے کورس سے تین گنا زیادہ ہے۔ اور بڑا فرق یہ ہے کہ کوئی آڈیٹر لگا اور پورا آڈیٹر اس وقت تک مقرر نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کی عمر ۲۱ یا ۲۲ سال کی نہ ہو ہمارے سب انسپکٹر میرے خیال میں بہت چھوٹی عمر میں ملازم ہو جاتے ہیں۔

آڈٹ

(ب) ایک آڈیٹر کے لئے عموماً ۵۰ یا ۶۰ انجمنیں کافی تصور ہوتی ہیں۔ لیکن تنخواہیں اب اس قدر زیادہ ہیں کہ اس پیمانہ کے مطابق بہت تھوڑی فیڈریشن کام کرا سکتی ہیں۔ سب سے بڑی بوئیریا کی یونین کے ایک آڈیٹر کے پاس ۸۰ انجمنیں ہیں اور سیکسنی کے صوبہ میں تناسب ایک اور سو کا ہے۔ بہت سی انجمنوں کی پڑتال ۱۸ ماہ یا دو سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے۔ لیکن پیش نظر مقصد یہ ہے۔ کہ سال میں ایکدفعہ ضرور ہو۔ آڈٹ بے شمار فوائد پر مشتمل ہے۔ فوائد کا پومیریا کی سالانہ رپورٹ میں بڑے جوش سے ذکر کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں درج ہے۔ کہ باقاعدہ پڑتال سے سیکرٹری اور کمیٹی میں نئی جان آتی ہے۔ اور ناموزوں ممبروں کا اخراج ہو جاتا ہے۔ اور امداد باہمی مضبوط ہو جاتی ہے اور تعلیم کا قابل تعریف موقعہ حاصل ہوتا ہے۔ پنجاب میں اس کا تجربہ متذکرہ حقیقت کی یقیناً تصدیق کرے گا۔ پڑتال کا عرصہ قدرتاً مختلف ہوتا ہے۔ ایک یونین کی ۱۹۱۹ء کی رپورٹ میں مذکور ہے کہ کم سے کم وقت پڑتال میں ۴ گھنٹہ صرف ہوا۔ اور زیادہ سے زیادہ ۵۴ گھنٹہ ہر دوسرے سال اگر آڈٹ ہو تو ۵-۶ یوم اوسط پڑتال کا وقت ہوتا ہے۔ تاکہ کام اچھا ہو۔ بہت سی یونین ہائے امداد باہمی پڑتال نے چند ایک انجمنوں کے حسابات کی دوبارہ پڑتال کرائی۔ یہ ایسے آدمی کرتے ہیں۔ جو ہمارے انسپکٹروں کے عموماً مشابہ ہوتے ہیں۔

آڈیٹران کی بھرتی

(ج) باہر کا عملہ جیسا کہ پنجاب میں دستور ہے۔ بالکل دیہاتی لوگوں میں سے منتخب نہیں کیا جاتا۔ تحریک کے کاروباری اور تجارتی پہلو کے لئے زود فہم

ارباب دانش کی زیادہ ضرورت ہے۔ لیکن یہ مسلمہ امر ہے کہ دیہاتی آدمی کسان کو بہتر سمجھتا ہے۔ آخر الذکر امر میں بویریا پنجاب کے مشابہ ہے۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ دیہاتیوں کی ذہنیت شہریوں سے بالکل جداگانہ نوعیت کی واقع ہوتی ہے۔ اور جس شخص نے شہر میں پرورش پائی ہو وہ دیہاتی کام میں کم مفید ہوتا ہے۔ جب تک کہ وہ زمینداروں کی افتاد طبیعت سے آگاہ نہ ہو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی واضح ہے کہ پیشہ، مذہب اور ذات کے اختلافات نے پنجاب کے قصبات و دیہات میں کوئی نمایاں فرق پیدا نہیں کیا۔ بویریا میں جیسا کہ اور جگہ جرمنی میں بھی ہے۔ دیہات سے شہر میں متواتر نقل مکانی کے باعث اختلاف باہمی رو بہ تخفیف ہے۔ بہت سے شہریوں کی رگوں میں دیہات کا خون موجزن ہے۔ جب وہ دیہات میں واپس جاتے ہیں۔ تو اُن کا خون از سر نو حرکت میں آجاتا ہے۔

آڈیٹر کے تعلیمی اوصاف

(د) آڈیٹر کے تعلیمی اوصاف کے بارہ میں کچھ ذکر کرنا فائدہ خالی نہیں ہوگا۔ بہ حیثیت مجموعی جرمنی کا تجربہ اس عمل کی تائید کرتا ہے۔ جس پر ہم پنجاب میں گامزن ہیں۔ آڈٹ کا عملہ زیادہ تر ہائی سکولوں سے بھرتی کیا جاتا ہے اور یونیورسٹیوں سے نسبتاً بہت کم۔ پڑتال کے عملی کام کے واسطے ہائی سکول کی تعلیم کافی سے زیادہ ہے۔ لیکن انجمن ہائے امداد باہمی کا آڈیٹر محض حسابات کے آڈیٹر سے بلند و برتر ہوتا ہے۔ ہمارے سب انسپکٹروں کی مانند وہ انجمنوں کا رہنما اور فلاسفر اور دوست ہوتا ہے۔ پایہ کہ اسے ہونا چاہئے اس کے لئے یونیورسٹی کی تعلیم۔ وسیع النظری اور فراست اعلیٰ درجے کی خوبی میں داخل ہے۔ بدیں لحاظ دونوں قسم کے

آدمی بھرتی کئے جاتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ ترقی کا خواہاں ہوتا ہے۔ اور اس ملازمت میں بہت دیر تک نہیں رہتا۔ اُس کا میلان اعلیٰ درجہ کی ملازمت میں جانے کا زیادہ ہوتا ہے۔

بہت سے لوگوں کو وہ امور جن کا میں نے آڈیٹران کے متعلق ذکر کیا ہے کچھ زیادہ اہم معلوم نہیں ہونگے۔ لیکن اُن کے لئے جن کو ہندوستان میں تحریک کے کام کا عملی تجربہ ہو چکا ہے۔ ان کے لئے سوالات جو جرمنی اور تحریک ہندوستان جیسے مختلف الحیثیت ملکوں میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اچھی خاصی دلچسپی کا باعث ہونگے۔

تعلیم کا نصاب

۴۳۔ اس باب کے آخر میں ذکر کیا گیا تھا کہ صحیح نظام امداد باہمی کی محکم بنیاد تعلیم ہے۔ اس واسطے قدرتی بات ہے کہ تحریک کی ترقی کے ساتھ ساتھ کارکنان امداد باہمی کے تعلیمی نصاب کو زیادہ اہمیت دی جاوے۔ ان کا انتظام آڈٹ یونین کرتی ہے۔ اور عموماً ۴۔۵ یوم تک رہتا ہے۔ ہر قسم کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ تعلیم حاصل کرنے والوں میں زیادہ تر مالک خود کاشت ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ مالکان اراضیات پادری سکول ماسٹر چھوٹے چھوٹے عہدہ دار سرائے والے تاجر کاریگر بھی ہوتے ہیں اور کافی تعداد میں ہوتے ہیں۔ عورتوں کیلئے بھی جو اکثر کمیٹی کے ممبروں کی بیویاں اور لڑکیاں ہوتی ہیں۔ پچھلے سال کابلنز میں نیا تجربہ کیا گیا انہیں مالیات امداد باہمی کے ابتدائی اصول سکھلانے کے واسطے ایک یومیہ نصاب کا سلسلہ جاری کیا گیا اور اس میں ایسی کامیابی ہوئی کہ اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ بلاشک و شبہ یہ تعلیمی نصاب بڑے مفید ہیں۔ اور وہ آدمی جو اُس کے اثر کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اُنہوں نے اُن کا

ذکر ویسی ہی سرگرمی سے کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے پنجاب میں اپنے انسپکٹروں کو کرتے ہوئے سُنا ہے۔ اٹلی میں بھی جہاں اُن کا رواج ہو رہا ہے۔ اُن کی قدر و قیمت کافی طور پر محسوس کی گئی ہے۔ یہی نہیں کہ اُن کی بدولت کام اعلیٰ پیمانہ پر ہوتا ہو بلکہ یہ بھی ہے۔ کہ مختلف انجمنوں کے ممبروں کو اکٹھا کر کے وہ کارکنان امداد باہمی کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہیں اور تبادلہ خیالات کا موجب ہوتے ہیں اور یکجہتی کے احساس اور سرگرمی کو جو حقیقی تحریک امداد باہمی کے لیے لازمی ہیں فروغ دیتے ہیں۔

اٹلی ۵۳۔ اٹلی کے نظام کے متعلق کچھ ذکر کئے بغیر میں اس باب کو ختم نہیں کروں گا۔ جرمنی سے کوئی بڑی بات مقابلہ کی نہیں ہے۔ جنگ سے پہلے اس کا وجود بھی نہ تھا۔ لیکن اب بے شمار یونین ہائے آڈٹ بن رہی ہیں۔ اور اشتراکی کیتھولک۔ بڑی سرگرمی سے کوشاں ہیں کہ ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں۔ ان میں سے چند ایک کی مدت صرف ایک سال ہے۔ اور بہت سے صرف برائے نام ہیں۔ تنظیم کے باب میں ہندوستان کو اٹلی سے کچھ سبق حاصل کرنا نہیں ہے۔ بلکہ عام لحاظ سے یہ کہنا صحیح اور ضروری ہے۔ کہ جرمنی نظام کی پیروی کی جا رہی ہے۔ صرف دو باتوں میں بڑا اختلاف ہے۔ جرمنی میں زراعتی نظام ہائے امداد باہمی کا آپس میں اگرچہ کسی قدر مقابلہ بھی ہے۔ لیکن عموی خصوصیت یہ ہے کہ دیہاتی انجمنیں ایک طرف ہیں۔ اور قصباتی دوسری طرف۔ برخلاف ازیں الحاق شدہ انجمنوں کا باہمی اختلاف اقتصادی ہے مثلاً کیتھولک یونین اور فیڈریشن اگرچہ زیادہ تر زراعتی ہیں۔ اُن میں قصبہ جات اور دیہات بھی شامل ہیں۔ اور اشتراکی نظام کی انجمنیں اگرچہ خصوصیت کے ساتھ قصباتی ہیں۔ اُن میں دیہات اور قصبات دونوں شامل ہیں۔ بہت بہتر ہو کہ انہیں سیاسیات

کے اثرات سے بالکل محفوظ رہیں اختلاف کی دوسری بات یہ ہے کہ جرمنی کا زراعتی آڈٹ یونین یا فیڈریشن میں ہر قسم کی دیہاتی انجمن شامل ہوتی ہے۔ اور اٹلی میں تحریک امداد باہمی کی مختلف جزئیات کے لئے جداگانہ یونین اور فیڈریشن بنائی جاتی ہیں۔ یعنی خورد و نوش اور پیداوار اور قرضہ کے لئے جداگانہ یونین اور فیڈریشن ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نظام میں کوئی مرکزیت نہیں ہے۔ بلکہ مطلق العنانی پائی جاتی ہے۔ ہر ضلع میں اشتراکی اور کیتھولک اپنے اپنے طرز کی انجمنیں قائم کر رہے ہیں۔ اور اٹلی میں چونکہ ۷۰ مختلف اضلاع ہیں۔ اس لئے یونین کی تعداد جلد ہی کئی سو تک پہنچ جائے گی۔ صرف کیتھولک کی یونین ۲۱۷ ہیں۔ ہر ایک یونین متقابل کے ضلع فیڈریشن سے ملحق ہوتی ہے۔ اور یہ فیڈریشن روما کے مرکزی فیڈریشن سے ملحق ہوتے ہیں۔ روما کے دیگر فیڈریشن قومی کیتھولک یا قومی اشتراکی فیڈریشن سے ملحق ہوتے ہیں۔ یہ قومی فیڈریشن تحریک امداد باہمی کی عمارت کے بنیادی کام پر منحصر ہیں۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک کا مدعا امداد باہمی کے دیوتا کی پوجا کرنا ہے۔ لیکن ان کے درمیان امداد باہمی کی خصوصیت رکھنے والا کوئی رشتہ نہیں ہے۔ ان کے بیچ میں ایک الگ نظام انہیں بنیادوں پر مرتب شدہ ہے لیکن ملک میں اس کا اثر بہت کم ہے۔ یہ جماعت بھی ضلع کی یونین کے بڑھتے ہوئے اثر کو زیادہ کرنے میں حتی الامکان کوشاں ہے۔ چونکہ یہ نظام اٹلی میں حال ہی میں قائم ہوا ہے اسلئے تعجب کی بات نہیں ہے کہ پڑتال اور معائنہ اور نگرانی کا کام ابھی ابتدائی حالت میں ہو۔ اس کا کسی قدر ذمہ دار قانون بھی ہے۔ کیونکہ پڑتال لازمی نہیں ہے۔ اور صرف کیتھولک انجمنیں اس پر عمل پیرا ہیں۔ اب میں تبدیلی ہونے والی ہے۔ دیگر کئی ایک

اعتبارات سے اٹلی میں تحریک امداد باہمی روبہ اصلاح ہے۔
لیکن وثوق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ آیا اس کا نظام جرمنی کے نظام
جیسا کامیاب ہوسکے گا یا نہیں اس لئے کہ اعلیٰ ترین پیمانہ کا نظام اہل اٹلی
کے لئے انوکھی اور اہل جرمنی کے لئے قدرتی بات ہے *

۳۶۔ فیڈریشن سے سنٹرل بنک کی طرف تبدیلی قدرتی ہے۔ کیونکہ نگرانی اور سرمایہ نظام امداد باہمی کے روح رواں ہیں۔ یہ امر خصوصاً زرعی امداد باہمی کے متعلق صحیح ہے۔ کیونکہ زمیندار دنیا میں سب سے زیادہ پیداوار پیدا کرنے والا ہے اور پیداوار کی بناء سرمایہ ہے۔ اس واسطے بنک سسٹم کا اچھا ہونا ضروری ہے اور یہ سسٹم تب ہی صحیح ہو سکتا ہے اگر اس میں امداد باہمی کی روح جلوہ گر ہو۔ بنک مشارک النصاب (جائنٹ سٹاک بنک) اس مدعا کو پورا نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کا نصب العین خدمت نہیں بلکہ منافع جوئی ہے۔ جرمنی کے برابر کسی ملک کا نظام امداد باہمی اچھا نہیں ہے۔ سنہ ۱۹۱۹ء کے آخیر میں ۲۵ زرعی سنٹرل بنک تھے۔ جن میں سے ۲۴ کا الحاق شاہی فیڈریشن سے ہو گیا تھا۔ اور ایک کا جو بڑا زرعی کواپریٹو سنٹرل قرضہ بنک ہے۔ ریفائیسن فیڈریشن سے الحاق ہو چکا ہے۔ پچھلے باب میں یہ بتلایا گیا تھا۔ کہ کس طرح کل ریفائیسن سسٹم ایک

ہی بنک پر مبنی ہے جو جرمنی بھر میں کام کرتا ہے۔ اسی بنک کا ابھی ذکر کیا گیا۔ اور اُس کا صدر مقام برلن ہے اور ایک برانچ اُس جگہ ہے جہاں ریفائیسن آڈٹ یونین ہے۔ شاہی فیڈریشن کا سسٹم بالکل مختلف ہے۔ اور اس کی بناء جیسی بھی صورت ہو مقامی حلقہ یا صوبہ یا ریاست پر ہے۔ اس کا اپنا سنٹرل بنک اور یونین بھی ہے۔ گویا ۲۷ یونین اور ۴۴ سنٹرل بنک ہیں۔ آخر الذکر کے واسطے سرکاری بنک موسومہ پرشیا سنٹرل کوا پریٹو بنک اعلیٰ بنک کا کام دیتا ہے۔

ہندوستانی سسٹم کا مقابلہ

۳۷۔ یہ امر ظاہر ہے کہ شاہی فیڈریشن سسٹم بمقابلہ ریفائیسن سسٹم ہندوستان سے زیادہ مشابہ ہے مگر یہ مشابہت واقعی مشابہت یا مماثلت نہیں ہے۔ مثلاً ہندوستان بھر کے لئے یہاں کوئی اعلیٰ بنک نہیں ہے۔ بہت سے ہندوستان کے صوبوں میں سنٹرل اور پراونشل بنک دونوں ہیں۔ ہندوستانی سنٹرل بنکوں کا رقبہ بمقابلہ جرمنی بنکوں کے عموماً چھوٹا ہوتا ہے۔ اور پراونشل بنکوں کا رقبہ بڑا ہوتا ہے۔ جرمنی سنٹرل بنک کا علاقہ بالعموم فیڈرل سٹیٹ یا پرشیا کے ملک میں ایک صوبہ ہوتا ہے۔ جو علاقہ اور اہمیت کے لحاظ سے تخمیناً کمشنری قسمت کے برابر ہوتا ہے۔ میرے خیال میں یہ امر محتاج ثبوت ہے۔ کہ ہمارے سنٹرل بنکوں کا حلقہ اگر بڑا ہو تو اچھا ہے۔ ایک اور تفاوت یہ ہے کہ سنٹرل بنک کی ممبری میں اب بالکل انجمنیں ہی ہوتی ہیں۔ اگرچہ ابتدا میں اُس میں بہت سے اشخاص حصہ دار بھی شامل ہوتے تھے۔ وہاں ۱۹۲۲ء میں شخصی حصہ دار ۷ فیصدی سے کم تھے

اور ہندوستان میں ۶۷ فی صدی ہیں۔ جرمنی کے بہت سے سنٹرل بنکوں میں صرف کمیٹی کے ممبر اور بورڈ نگران کے ممبر ہی ممبری میں داخل ہو سکتے ہیں۔ دونوں میں سے یہ عمل بہتر ہے۔ کیونکہ شخصی حصہ دار کی صورت میں ڈر ہے کہ اس کے ذریعہ سے ایسا عنصر داخل ہو جائے جسکی ہستی امداد باہمی کے صریحاً منافی ہو۔ اور چونکہ کریڈٹ کی نگرانی زیادہ ضروری ہو جاتی ہے۔ اس واسطے نظام کے عین مرکز میں ایسے عنصر کا موجود ہونا ممکن ہے کہ کسی وقت خطرہ کا موجب بن جائے۔ پچھلے باب میں یہ ذکر ہوا تھا کہ بنک اور نگرانی اگرچہ بلحاظ نظام کے علیحدہ ہیں لیکن انہیں بالکل پیوستہ ہونا چاہیئے۔ اس سے مقصد کی یگانگت ثابت ہوتی ہے۔ شخصی حصہ دار ممکن ہے کہ اس میں مشکل پیدا کر دے۔ سوائے اس کے جب اُن کی تعداد تھوڑی ہو۔ پنجاب میں خطرہ اتنا زیادہ نہیں ہے جتنا کہ ہندوستان کے بعض حصوں میں ہے۔ کیونکہ صرف ۲۵ فی صدی حصہ دار اشخاص ہیں۔ لیکن بعض بنکوں کی تعداد اب بھی بہت زیادہ ہے

کیا سنٹرل بنکوں کو تجارت کرنی چاہیئے؟

۸۴۔ پنجاب میں بعض اوقات سنٹرل بنکوں کو تجارت کرنے کا خیال ہوتا ہے۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے کوئی مقررہ پالیسی اس بارہ میں نہیں ہے۔ جرمنی میں اب یہ مسلمہ اصول ہے کہ سنٹرل بنک صرف روپیہ کا لین دین ہی کرے۔ اور تجارت کا کام علیحدہ زراعتی تھوک فروشی انجمن کے ذمہ رکھا جاوے۔ بویریا میں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہاں لین دین اور تجارت کا پُرانا دستور اب بھی مشترکہ ہے۔ اشتراک عمل کی جماعت اس اصول پر کیجاتی ہے۔ کہ بنک اور شعبۂ تجارت کو ایک دوسرے کا معاون ہونا ضروری ہے

کیونکہ نخوک فروشں انجمن کا کلیتہً آزاد اور خود مختار ہو جانا یقینی ہے۔ اس لئے نقطہ خیال کا کچھ ذکر کرنا ضروری ہے۔ اس کی بہترین مثال بویریا کا سنٹرل بنک واقع مونیخ ہے۔ جرمنی میں یہ سب سے بڑا سنٹرل بنک دوسرے درجہ پر ہے۔ جس کے ۹۰۷ ممبر ہیں۔ اس کے ۱۷ گودام ہیں۔ جن میں سے اکثر مرتفع غلہ خانے ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں اس کے کاروبار فروخت و بہم رسانی کا میزانیہ ۹۰۰۰۰۰ پونڈ تھا۔ یہ جرمنی کی ایک سب سے بڑی انجمن فروخت ہے۔ اس کے ڈائرکٹر نظام اشتراک کے بہت بڑے حامی ہیں۔ لیکن اس کے خطرات کم کرنے کے واسطے ہر احتیاط برتی جاتی ہے۔ کیونکہ ہر کام کے واسطے بنک کا ہر علیحدہ محکمہ ایک ماہر کی تحویل میں ہے۔

اشتراک پر دو بڑے اعتراض ہیں۔ اول یہ کہتے ہیں کہ بنک کا کام بنک کو کرنا چاہیئے۔ اور تجارت کا کام تاجر کو کرنا چاہیئے۔ بویریا کا سنٹرل بنک بتلاتا ہے کہ اس اعتراض کا جواب کیا ہو سکتا ہے۔ دوسرا اعتراض زیادہ وزن دار ہے۔ بنک کا کام زور سے کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں بنک کا کام بہت نازک ہے اور یہ کام ایسا نہیں ہے کہ اس کو تجارت کے ساتھ وابستہ کر دیا جاوے۔ اور تجارت بھی ایسا پُر خطر کام ہے کہ اس کو بنک کے کام سے نہیں ملانا چاہیئے۔ یہ دونو بالکل علیحدہ علیحدہ کام ہیں۔ اولاً ریفائیسن بنک میں اُن کا اشتراک کیا گیا تھا۔ لیکن ۱۹۱۱ء میں آخرکار علیحدگی ہو گئی۔ زیادہ اس وجہ سے کہ شرقی جرمنی کے تجارتی حلقوں نے ان نقصانات کے خلاف جو غرب میں ہوئے۔ صدائے احتجاج بلند کی۔ بنک اور تجارت کے اشتراک کی صورت میں اس خیال کو روکنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ کہ

بنک کو تجارت کے اغراض پر قربان کر دیا جائے۔ لیکن جہاں وہ علیحدہ ہیں وہاں فروخت تھوک کے کریڈٹ کی حد مقرر ہوتی ہے۔ اور اگر حد سے تجاوز کیا جائے تو باز پرس کی جاتی ہے۔ بوئیریا سے باہر سوسائٹی فرینک فرٹ کے علیحدگی اب عام قاعدہ ہے۔ آخری باب کا یہ تذکرہ یاد ہوگا کہ پالیسی اور مفاد کے اتحاد کا مقصد لوکل یونین اور سنٹرل بنک اور تھوک فروشی کو اُن کے ڈائرکٹروں کے ذریعہ ملانے سے حاصل ہوجاتا ہے۔ اس انتظام سے علیحدگی کے فوائد اشتراک کے نقصانات کے بغیر حاصل ہوجاتے ہیں۔ ہندوستان میں کچھ میرا خیال یہ ہے کہ گاؤں سے باہر بنک اور تجارت کے کام کو علیحدہ رکھا جاوے۔ کیونکہ ہمارے سنٹرل بنکوں کا انحصار زیادہ تر ایک ہی آدمی پر ہوتا ہے۔ جس پر ذمہ داریاں ڈالنا نامناسب اور بعید از دانشمندی ہوگا۔ لیکن اگر اشتراک کیا بھی جائے تو جیسا کہ ہوتا ہے کے سنٹرل بنک میں ہے شاخیں ہمیشہ علیحدہ ہونی چاہیئے اور ہر ایک کے دفاتر اور حسابات علیحدہ ہونے چاہیئے۔

ح۔ قرضہ (الف) غیر محدود ذمہ واری کی انجمنیں

۹۳۔ بنک کا سب سے بڑا مشکل کام قرضہ کی تعیین ہے۔ یعنے کہ فلاں ممبر کو کس قدر قرضہ دینا دور اندیشی پر مبنی ہوگا۔ ایک معمولی بنک کا جو تمام قسم کے آدمیوں سے لین دین کرتا ہو۔ فرض ہے کہ ہر امیدوار کا فیصلہ اس کی دیانت استطاعت کو ملحوظ رکھ کر کرے۔ اور سنٹرل بنک کے لئے جو انجمنوں سے لین دین کرتا ہے۔ جو ایک وسیع رقبہ پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایسا کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ایسا کرنا کوئی ضروری

نہیں ہے۔ کیونکہ انجمنیں مقررہ قسم کی ہیں۔ اور ہر ایک قسم کی انجمن کو روپیہ اپنے مخصوص اغراض کے واسطے مطلوب ہوتا ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ قرضہ جات مقررہ اور موزوں معیار کے مطابق دیئے جاویں۔ بڑی تمیز جو ہو سکتی ہے وہ محدود اور غیر محدود ذمہ داری کی انجمنوں کی ہے۔ پچھلی قسم کی انجمنوں کے واسطے جو طریق دیفائیین سنٹرل بنک نے جو جرمنی میں سب سے بڑا سنٹرل بنک ہے اختیار کیا ہے حسب ذیل ہے۔

انجمن کے ممبروں کی کل جائداد کی مالیت کا اندازہ (الف) سنٹرل بنک کا حیثیت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ٹیکس کے مطابق لگاتا۔ جیسے ہر جرمن لگاتا ہے (ب) انجمن کی انتظامیہ کمیٹی مالیت کا اندازہ اپنے معیار پر لگاتی ہے۔ عام طور پر زیادہ سے زیادہ رقم جو کسی انجمن کو قرضہ دی جائے وہ (الف) کی دس فی صدی (الف) اور (ب) کے مابین اگر کوئی فرق ہو اس کے پانچ فی صدی تک ہوتی ہے۔ اس کو عام حد قرضہ کہتے ہیں قرضہ خاص حالات کی صورت میں ۵۰ فی صدی تک اور دیا جا سکتا ہے اسے خاص قرضہ کہتے ہیں۔ اس کی شرح سود کسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔

واضح ہو سکتا ہے کہ حدود قرضہ کی تعیین میں صرف ممبروں کی جائداد کا ہی لحاظ کیا جاتا ہے۔ چلن کا خیال نہیں کیا جاتا۔ اور نہ ہی اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ انجمن اچھی ہے یا بری ہے۔ یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ انجمن کا چلن قرضہ کی قطعی بنیاد نہیں ٹھیرایا جا سکتا۔ ہاں کے سنٹرل بنک میں بھی وہی طریق جاری ہے۔ انجمن کے چلن کا اس حد تک ضرور لحاظ کیا جاتا ہے۔ کہ قرضہ دینے سے پہلے انجمن کی گذشتہ رپورٹ پڑتال کو دیکھا جاتا ہے۔ اور اگر رپورٹ تسلی بخش نہ ہو اور انجمن کے معاملات درست نہ ہوں تو قرضہ نہیں

سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ بویریا کا سنٹرل بنک زیادہ محتاط ہے۔ وہاں چلن کا لحاظ بہت احتیاط سے کیا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ اسکے مینیجر نے کہا "ہم چاہتے ہیں کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر وہ اچھا کام کریں گے تو اُن کو زیادہ روپیہ ملے گا"۔ یہی طریق پنجاب میں جاری ہے اور دونوں سے مجھے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔

محدود ذمہ واری کی انجمنیں (ب) وہ انجمنیں جنکی ذمہ واری محدود ہوتی ہے۔ اُس کو ان کی ذمہ واری کی کل مالیت کے ۷۵ فی صدی تک قرضہ دیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ جن ممبران پر ذمہ واری کا بار ہو وہ اچھے ہوں۔ اس واسطے انجمن صرف اپنی ذمہ واری کو بڑھانے سے زیادہ قرضہ نہیں دے سکتی۔ جب تک کہ یہ بنک کا اطمینان نہ کرے کہ اس کے پیچھے کافی جائداد موجود ہے۔ یہ احتیاط ضروری ہے۔ کیونکہ پنجاب کی انجمنیں خیال کرتی ہیں۔ کہ اگر اُن کو زیادہ روپیہ درکار ہو تو اپنی ذمہ واری کو بڑھا دینا ہی کافی ہوگا۔ اور ممبروں کی حیثیت کا کوئی لحاظ نہیں ہوگا۔

سنٹرل بنک کے فرائض ۴۰۔ ہندوستان میں سنٹرل بنکوں کا اجرا اس واسطے ہوا تھا۔ کہ نادار دیہاتی انجمنوں کو بوقت ضرورت روپیہ مل جائے۔ اس کے برعکس جرمنی میں اگرچہ یہ ایک بڑا مقصد ہے۔ لیکن سب سے اہم مدعا یہ تھا۔ کہ زیادہ آسودہ دیہاتی بنکوں کی امانتوں کا وافر روپیہ زیادہ حاجتمند انجمنوں میں تقسیم کیا جائے۔ جرمنی کے مغربی بنکوں میں ہمیشہ ضرورت سے زیادہ روپیہ رہا ہے اور مشرق میں بہت تھوڑا لہذا ایک دوسرے کو روپیہ

دیتا ہے۔ جنگ سے شروع کر کے سنٹرل بنکوں کا بڑا فریضہ قرضہ کی تقسیم سے بڑھ کر حصول امانات رہا ہے۔ جو جرمنی کے ہر حصے سے بہت بڑی تعداد میں وصول ہو رہی ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں ۲۵ سنٹرل بنکوں میں ۲ کروڑ پونڈ اٹھارہ ہزار اُن کی ممبر انجمنوں کا امانت تھا۔ اور جو قرضہ اُنہوں نے دیا وہ ۲۵ لاکھ پونڈ سے زیادہ نہیں تھا۔ صرف اول درجہ کے نظام والا بنک ہے۔ اتنی بڑی رقوم امانت کی لے سکتا ہے۔ اور اس کی سمائی بھی اسی میں ہو سکتی ہے۔ اب ہوا کا رُخ پلٹ گیا ہے اور روپیہ کا زیادہ مطالبہ ہو رہا ہے لہذا امانتوں کا بے شمار ذخیرہ اقتصادی مضبوطی کا موثر ذریعہ اور ترقی کا پختہ وسیلہ ثابت ہوگا۔ دیہاتی بنک کے لئے اس کی اہمیت کی نسبت پہلے ہی ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس کا اطلاق ہر قسم کی دیہاتی انجمن پر ہوتا ہے۔ کیونکہ سنٹرل بنک تمام زراعتی نظام امداد باہمی کے لئے خون کی نالیوں کا حکم رکھتے ہیں۔

سرمایۂ حصص اور سرمایۂ محفوظ

۴۱۔ چونکہ امانتوں میں بھاری زیادتی ہوگئی ہے۔ اس لئے سرمایہ حصص اور سرمایہ محفوظ کا امانتوں سے تناسب سنٹرل بنکوں میں بقدر دو فی صدی کم ہوگیا ہے۔ جرمنی کے تجارتی بنکوں میں کہتے ہیں ۴ - ۵ فی صدی زیادہ نہیں ہے۔ اور انگریزی بنکوں میں جو نسبت جنگ سے پہلے تھی۔ اُس سے اب بہت کم ہے۔ اُس کا علاج یہ ہے۔ کہ سرمایہ حصص اور محفوظ میں زیادتی کر دی جائے اور اکثر صورتوں میں اب ایسا ہو بھی رہا ہے۔ بہت سے سنٹرل بنک کے کارکناں جن سے میں نے یہ مشورہ کیا کہتے ہیں کہ تناسب ۱۰ فی صدی سے کم نہیں ہونا چاہیے

موجودہ صورت حالات اُن کے لئے کسی قدر اندیشہ ناک ہے۔ لیکن ریزرو بینک آف انڈیا کے سنٹرل بنک کے وائس پریذیڈنٹ ڈاکٹر سیلمین جیسے تجربہ کار آدمی کے نزدیک خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ کیونکہ ذرائع حصول..... (فلوئیڈ ریسورسز) کافی ہیں۔ اور کواپریٹو بنک بوجہ اُس اعتماد کے جو اُسے حاصل ہے۔ بہت کم خطرہ میں ہے۔ اس واسطے اُس نے اُس کو بہت ضروری خیال کیا کہ سنٹرل بنک میں کمرشل بنک کی طرح اتنا بڑا تناسب قائم رکھا جائے۔ یہ اب حالات پنجاب کے سنٹرل بنک جس میں تناسب ۲۴ فی صدی ہے۔ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ کہ اُن کی حالت کافی استوار ہے۔

ذرائع حصولِ زر ۲۴۔ امانتیں بھی زیادہ ہیں اور ذرائع حصول زر بھی کثیر ہیں۔ جنگ کے خاص حالات کی وجہ سے اس معاملہ میں معمولی عمل کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ لیکن میری تحقیقات ظاہر کرتی ہیں کہ اس ضمن میں میکلیگن کمیٹی کی سفارشات کی تائید نہیں ہونی چاہئے تھی۔ ڈاکٹر سیلمین کے خیال میں امانتوں کی رقم کے ۲۵ فی صدی حصہ کو فوری مطالبات کی تکمیل کے لئے بطور فلوئڈ رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ کواپریٹو امانتیں محفوظ پڑی رہتی ہیں۔ ایک اور بڑے آدمی کا خیال تھا۔ کہ حالات اور موسم میں حد سے زیادہ تبدیلیوں کے باعث اس باب میں کوئی خاص تناسب تجویز نہیں کیا جا سکتا۔ بہت حد تک دارومدار اس پر ہے۔ کہ ذرائع حصول زر (فلوئڈ) میں کیا کچھ داخل ہے۔ پنجاب میں ہم سرکاری کفالت بھی اس میں شامل کر لیتے ہیں۔ ہمارا یہ طریق

میں خیال کرتا ہوں کہ یہ برطانی بنکنگ کے خلاف ہے۔ کیونکہ بنک انگلستان
خدشہ کی صورت میں سرکاری کفالت پر قرضہ دینا ضروری نہیں خیال کرتا۔
اگر ہندوستان میں اس معاملہ میں کوئی شبہ ہو تو شائد بہتر ہوگا۔ کہ
امپیریل بنک سے قطعی سمجھوتہ کر لیا جائے۔ جرمنی اور ہندوستان
کا مقابلہ کرتے ہوئے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر جرمنی سنٹرل بنک کے عین
قرب میں ایک یا دو بڑے کمرشل بنک ہوتے ہیں۔ جہاں سے بوقت
اشد ضرورت یہ امداد لے سکتا ہے۔ ہندوستان میں دوسروں پر
اعتماد کی گنجائش بہت کم ہے۔ یہاں بنکوں کو مجبوراً اپنا ہی انتظام کرنا
پڑتا ہے۔

متفرق امور ۳۴۔ میں نے جرمنی میں ۴ سنٹرل بنک دیکھے
لیکن اُن کا بالتفصیل ذکر کرنا غیر ضروری ہے۔
کیونکہ مسٹر کاہل نے جرمنی میں زراعتی امداد باہمی کے باب میں جو رپورٹ
سپرد قلم کی ہے۔ اس میں بہت سی نمایاں مثالیں جرمنی میں۔ تحریک امداد باہمی
کے بارے میں دی ہیں تاہم مندرجہ ذیل امور یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

(۱) ڈیویڈنڈ کی شرح بالعموم ۵ فی صدی تک ہے۔

(۲) انجمنوں کو قرضہ بشرح ۴½ سے ۵½ تک فی صدی دیا جاتا ہے۔
دیہاتی بنکوں کی صورت میں قرضہ دینے اور لینے کی شرح میں باہمی فرق
اتنا نہیں ہے۔ اور عموماً ایک فی صدی سے زیادہ نہیں ہوتا۔ ہندوستان
میں یہ فرق (مارجن) ۱½ سے لے کر ۵ فی صدی تک ہے۔

(۳) بہت سی انجمنوں کا جن کا لین دین سنٹرل بنک سے ہوتا ہے۔ کیش
کریڈٹ ہوتا ہے۔ اُس حالت میں قرضہ صرف خاص مقصد کے واسطے

ہی لیا جائے گا۔

(۴) حسب ضرورت سود مرکب لیا جاتا ہے۔ اس باب میں پنجاب کے سنٹرل بنکوں میں جرمنی کے سنٹرل بنکوں کے مقابلہ میں امداد باہمی کی روح زیادہ پائی جاتی ہے۔

(۵) ممبروں اور انجمنوں دونوں کے واسطے چکوں کا روپیہ وصول کیا جاتا ہے۔

(۶) ممبر انجمنوں کی کوئی متصرفانہ نگرانی نہیں کی جاتی اور یہ کام بالکل لوکل آڈٹ یونین پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(۷) تمام بنکوں کے مینجر اچھی طرح کام سیکھے ہوئے ہوتے ہیں ہمارے سنٹرل بنکوں میں یہ کمزوری ہے کہ ملازم عملہ کو بینک کے کاروبار کا بہت کم علم ہوتا ہے۔ زیادہ بڑے اور آسودہ بنک موجودہ عملہ سے بہتر عملہ ملازم رکھ سکتے ہیں۔

(۸) انجمنوں کے پرامیسری نوٹوں پر کوئی کٹوتی نہیں ہوتی۔ اٹلی میں کسی حد تک کٹوتی ہوتی ہے۔ لیکن معمولی جائنٹ سٹاک بنکوں میں بلکہ صرف کواپریٹو یا نیم کواپریٹو بنکوں میں ایسا ہوتا ہے۔

اعلیٰ بنک ۴۴۔ جرمن کے سنٹرل بنکوں کے ذکر کو ختم کرنے سے پہلے اعلیٰ یا مرکزی بنک کا ذکر لازمی ہے تمام بنکوں کو امداد کی ضرورت ہے۔ انگلستان میں بڑے بڑے جائنٹ سٹاک بنک انگلستان کی مدد کے طالب ہوتے ہیں۔ جرمنی کے شلمز ڈیلش بنکوں نے ڈریسڈن بنک سے خاص انتظام کیا ہوا ہے۔ جو جرمنی کے ۵ بڑے کمرشل بنکوں میں سے ایک ہے۔ ۴۲ سنٹرل بنک جن کا الحاق

امپیریل فیڈریشن سے ہو چکا ہے اُن کا اعلیٰ بنک پرشیا کا کواپریٹو سنٹرل بنک ہے اور یہ سرکاری بنک ہے۔ ریفائیسن سنٹرل بنک کا بھی اس سے لین دین تھا۔ لیکن اختلاف آراء کی وجہ سے اور اس سبب سے کہ ریفائیسن انجمن سرکار سے مدد لینا نہیں گوارا کرتی۔ اس نے اپنا کاروباری رشتہ ڈریسڈن بنک سے وابستہ کر لیا۔ ہندوستان میں آخرکار اعلیٰ یا مرکزی بنک درکار ہوگا۔ لیکن اس بارے میں آراء کا اختلاف ہے۔ کہ اُس کی صورت کیا ہونی چاہیئے۔ جرمنی کا تجربہ اس بارے میں . . . مفید ہوگا۔

پرشیا کا سنٹرل کواپریٹو بنک

۴۵۔ اگرچہ میں نے پرشیا کا سنٹرل کواپریٹو بنک واقعہ برلن دیکھا۔ لیکن میں اُس کا تفصیل سے ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس کا کسی اور مقام پر ذکر کیا جا چکا ہے۔ مگر چند باتیں خالی از دلچسپی نہ ہوں گیں۔ ۲/۱ ۷ لاکھ پونڈ یا کل سرمایہ پرشیا کی گورنمنٹ کا مہیا کردہ ہے۔ اور اگرچہ بنک کو قانونی طور پر خود مختارانہ حیثیت حاصل ہے۔ مگر فی الحقیقت یہ سرکاری بنک ہے۔ اور اُس کے تمام ۴۰۰ عہدہ داران سرکاری ملازم ہیں۔ ۴۵ سنٹرل بنک اور جمعیتیں جو ۱۵۰۰۰ سے زیادہ انجمن ہائے امداد باہمی ۱۲۵۰۰۰۰ کواپریٹروں پر مشتمل ہیں۔ اس سے لین دین کرتی ہیں۔ اور اُس کے علاوہ ۵۰۰ کے قریب تھوک فروشی کی انجمنیں ہیں۔ اس کی امانتوں کا کل سرمایہ ۲۵ لاکھ پونڈ ہے۔ اور قریباً اتنی رقم خزانہ کی ہنڈیات اور تبادلہ کی ہنڈیات میں لگی ہوئی ہے۔ ان اعداد سے کافی طور پر ظاہر ہوتا ہے

کام کی وسعت کا کیا عالم ہے ۔ اور تحریک امداد باہمی کے حق میں اس کی اہمیت کیا ہے۔ بنک آف فرانس کے برعکس جس کا گورنمنٹ سے معاہدہ ہے۔کہ وہ انجمن ہائے امداد باہمی کو برائے نام شرح سود پہ قرضہ دیوے۔ پرشیا کا بنک میرے خیال میں اسمیں بڑا اونا واقع ہوا ہے وہ قرضہ جات پر ۵ سے ۷ فی صدی سود لیتا ہے۔ بہ خلاف ازیں اگر کوئی شخص انتظام تحریک امداد باہمی کے حق میں دلیل کا خواہاں ہو تو اسے بتایا جا سکتا ہے۔ ریفائیسن سنٹرل بنک میں زیادہ سے زیادہ شرح سود ۵ فی صدی ہے۔ باوجودیکہ پرشین ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بنک میں شرح سود زیادہ ہے۔ پھر بھی بنک نے کافی ترقی کی ہے۔ پنجاب میں جو گذشتہ تین سال میں اسقدر سریع ترقی ہوئی ہے۔ اس کی بڑی وجہ زیادہ آسودہ حال بنکوں کی فیاضانہ مالی امداد ہے۔ تحریک کے ابتدائی ایام میں جبکہ مالی اعتبار سے اس کی حالت کمزور تھی۔ بہت سی انجمنوں کے پاس اپنے ممبران کی غیر محدود ذمہ داری کے سوا اور کوئی کفالت نہیں تھی۔ چونکہ اس قسم کی کفالت کمرشل بنکوں کی سمجھ میں نہ آئی اس لئے پرشیا کا بنک ۱۸۹۳ء میں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے قائم کیا گیا۔ تمام انجمنوں کی مالی ضرورت کو اس نے پورا کر دیا ہے۔ لہذا اس نے اس غرض کو پورا کر دیا ہے۔ جس کے لئے اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ چونکہ جرمنی گورنمنٹ کی مالی حالت اس وقت مخدوش ہے۔ اس لئے اُسپر اعتبار کرنا ایک بین خطرے کا حکم رکھتا ہے۔ اس واسطے یہ تجویز پیش کی جاتی ہے۔ کہ اس کا الحاق ریفائیسن سنٹرل بنک سے کر دیا جائے۔ اگر یہ ہو جائے تو جرمنی میں تحریک امداد باہمی کو ایک مکمل اور اعلٰے آئیڈیل (تمثیلی) بنک حاصل ہو جائیگا

سرکاری بنک

۴۶۔ میں نے اس اثناء میں شاہی فیڈریشن کے کارکنان میں سرکاری بنک کے لئے کوئی بڑی سرگرمی نہیں دیکھی۔ یہ صاف طور پر تسلیم کیا گیا تھا کہ مالی امداد گورنمنٹ سے صرف ضرورت کے وقت لینی چاہیئے۔ اس لئے کہ سرکاری بنک کا میلان سختی اور مستبدانہ حکومت کی طرف ہوتا ہے اور ہمیشہ یہ احتمال دامنگیر رہتا ہے۔ کہ وہ امداد باہمی کے امور میں جس کی اسے کچھ سمجھ نہیں مداخلت نہ کرتا رہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سرکاری عہدہ دار امداد باہمی کے حقیقی احساس سے بے بہرہ ہوتے ہیں اور چھوٹے لوگوں سے اُن کو ہمدردی نہیں ہوتی حالانکہ تحریک کی جان یہی کم حیثیت افراد ہوتے ہیں یہ نکتہ چینی میرے خیال میں بجا ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ سرکاری ملازم محض ملازم ہونے یا اپنی آئینی حیثیت کے اعتبار سے تحریک امداد باہمی کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس وہم کے خلاف ہندوستان ایک روشن مثال پیش کرتا ہے۔ لیکن یہ صحیح ہے۔ کہ امداد باہمی کے عقائد اور اصول اور طریقہ ہائے عمل کو سمجھنے اور جاننے کے لئے گہری تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔ اور امداد باہمی کی نشوو نما کے لئے فضا کا امداد باہمی سے پُر ہونا ضروری ہے۔ سرکاری بنک کو یہ نعمت مشکل سے میسّر آسکتی ہے۔ جرمنی میں یہ مقصد یونین اور سنٹرل بنک اور تھوک فروشی کو ایک ہی نظام کے ماتحت لانے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ بڑا انتظام نہایت مہتم بالشان ہے ہندوستان میں بھی اسے اختیار کرنا چاہیئے

ہندوستان کے واسطے اعلیٰ بنک

۴۷۔ جہاں تک سرکاری بنک

کا ہندوستان سے تعلق ہے۔ سردست اس کے متعلق قطعی رائے کا اظہار کرنا غیر ضروری ہے۔ جرمنی کے تجربہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے خلاف بہت کچھ کہا جا سکتا ہے اٹلی کا تجربہ جسکی کیفیت ابھی منکشف ہوجائیگی۔ اس سے بھی زیادہ ناخوشگوار ہے۔ اس کا بدل یہ ہے کہ جائنٹ سٹاک بنک سے لین دین کیا جائے۔ لیکن یہ امر بھی قابل اعتراض ہے کیونکہ۔ جائنٹ سٹاک سرمایہ دارانہ نظام ہے۔ سرمایہ داری اور تحریک امداد باہمی آپس میں ہمنوا نہیں ہو سکتے اس مشکل کا آسان حل یہ ہے کہ ہندوستان کے لئے ایک اعلےٰ کواپریٹو بنک ہو۔ اور اُس کو گورنمنٹ کی نگرانی میں امپیریل بنک سے پیوستہ کر دیا جائے۔

اٹلی ۴۸۔ مالی نظام کے علاوہ عام نظام کے اعتبار سے بھی اٹلی کی تحریک جرمنی کی تحریک کی ضد واقع ہوئی ہے۔ کوئی نمایاں امور ایسے نہیں ہیں جن میں جرمنی کا سسٹم زیادہ استوار ہو اور اٹلی کا سسٹم کمزور ہو یہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اٹلی میں سنٹرل بنک کا اچھا نظام نہ ہونے کے لحاظ سے ترقی کچھ رُک گئی ہے۔ جرمنی یا ہندوستانی طرز کے سنٹرل بنک اٹلی میں موجود نہیں ہیں اطالوی سوشلسٹ نے ۱۹۰۴ء میں ایک بنک قائم کیا جس کا دائرہ عمل ضلع میلان تک محدود ہے۔ کیتھولکوں نے حال ہی میں ۱۹۱۹ء میں اٹلی بھر میں اپنی تمام انجمنوں کو روپیہ دینے کے لئے بنک مزدوران امداد باہمی قائم کیا ہے۔ اس بنک کے متعلق ابھی سے کچھ کہنا زود کاری ہوگا۔ لیکن اس نے کام بڑی مستعدی سے شروع کیا ہے۔ اور بھی بہت سے بنک امداد باہمی یا نیم امداد باہمی شمالی اور وسط اٹلی میں متفرق طور پر موجود ہیں مثلاً مشہور پیپلز بنک جو ان انجمن ہائے امداد باہمی کی مدد کرتا ہے۔

جو اُس کے قرب وجوار میں ہیں۔ لیکن بہ جرمنی کے سنٹرل بنکوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے جو ایک اچھے نظام آبپاشی کے مطابق روپیہ کو جہاں ضرورت ہو رواں کر سکتا ہے۔ اس کا ایک اہم اثر یہ ہے کہ جرمن دیہاتی بنک اپنے ممبروں سے ۶ فی صدی سے زیادہ سود نہیں لیتا۔ اور اٹلی میں شرح ۸ یا ½ ۸ فی صدی ہے۔ تجارتی بنکوں میں شرح سود دونوں ممالک میں تخمیناً یکساں ہے

قومی ادارہ قرضہ (الف) اُس کا نظام

۹۴۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے قومی بنک موسومہ قومی ادارۂ قرضہ ... ۱۹۱۳ء میں بلا لحاظ جماعت و فرقہ کل تحریک امداد باہمی کو سرمایہ بہم پہونچانے کی غرض سے .... جاری کیا گیا۔ یہ اگرچہ اصطلاحاً سرکاری بنک نہیں ہے۔ لیکن اُس پر گورنمنٹ کی گہری نگرانی ہے اور اُس کے سرمایہ کا ⅘ حصہ سرکار دیتی ہے۔ یہ بڑی بات ہے کہ گذشتہ دسمبر ۱۹۲۰ء میں اس کی امانتیں ۴ لاکھ پونڈ سے کم نہ تھیں۔ اب تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ کل ۲۵ لاکھ پونڈ سرمایہ مہیا کرے اُس حالت میں یہ ادارہ برلن کی پرشین سنٹرل بنک برلن کی طرح ہوگا۔ مگر آخرالذکر صرف اچھی کفالت پر قرضہ دیتا ہے۔ یہ ادارہ روپیہ بطور قرضہ ایسی کفالت پر دیتا ہے۔ جس کو بہت سے بنک کوئی کفالت ہی نہیں خیال کرتے۔ انجمن ہائے امداد باہمی صرف کنندگان کو قرضہ جات اس سٹاک کی کفالت پہ دئے جاتے ہیں۔ جو ہر وقت فروخت ہوتا رہتا ہے۔ زراعتی انجمن ہائے امداد باہمی کو قرضہ جات فصلوں اور مولشیوں کی کفالت پر دئے جاتے ہیں۔ حالانکہ مولیشی ہو سکتا ہے کہ اگر آج یہاں ہیں تو کل وہاں ہوں۔

مزدوروں کی انجمنوں کو ان کے ممبروں کی اخلاقی کفالت پر قرضہ جات
دئے جاتے ہیں۔ آخر الذکر کی ایک مثال ۱½ لاکھ پونڈ کا قرضہ ہے
جو امداد باہمی مزدوران کی یونین کو اس کے ابتدائی سال میں دیا
گیا۔ کیتھولک بنک بالکل ان اصول پر کاربند ہے۔ جنکا نچوڑ ایک عہدہ دار
کی تحریر کے مطابق یہ ہے۔ کہ کریڈٹ کی بنیاد ضرورت ہے نہ کہ کفالت۔ جنگ
کے بعد اٹلی میں جو نشو و نما تحریک امداد باہمی کو ہوا۔ یہ تصریح اس پر
کافی روشنی ڈالتی ہے۔

متفرق سرگرمیاں

(ب) البتہ فرض نہیں کرلینا چاہئے کہ قرضہ جات
ایسی کمزور اور کچی کفالتوں پر ہی دئے جاتے
ہیں۔ ہاں یہ بات بھی ہے کہ قرضہ جات کے بہت سے حصہ کا مدار اخلاقی کفالت
سے صرف کسی قدر زیادہ وقیع کفالت پر ہوتا ہے۔ اچھی انجمن میں اخلاقی
کفالت سے بہتر کوئی کفالت نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ بھی ہے کہ اس کفالت
کا فیصلہ کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس واسطے کیتھولک بنک اور قومی ادارہ
قرضہ دونوں کو اپنی ممبر انجمنوں کا معائنہ کرنے اور حسب ضرورت پڑتال کرنے
کے لئے دورہ کرنے والا عملہ مقرر کرنا پڑا ہے۔ انجنیر اور زراعتی ماہر بھی
مقرر ہیں۔ جن کا کام مزدور انجمنوں کی امداد اور رپورٹ کرنا ہے تعلیمی جماعتیں
بھی کارکنان امداد باہمی کے لئے منعقد کی جاتی ہیں۔ کیتھولک بنک اشاعت
کا کام بھی کرتا ہے۔ یہ پروگرام جرمنی کے سنٹرل بنکوں سے دور کی نسبت
رکھتا ہے۔ کیونکہ جرمنی میں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ نگرانی کا کام آڈٹ یونین
کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اٹلی کی بہت سی یونینیں حال ہی میں پیدا ہوئی
ہیں۔ اس لئے ان پر پورا پورا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ بنا برایں نگرانی اور معائنہ

کے کام میں وہ عملی رونما ہے۔ اور اس نے اٹلی کے نظام امداد باہمی کو پیچیدہ تر اور دشوار تر بنا دیا ہے اگر ہندوستان کے لئے سرکاری بنک کے قیام کا سوال اٹلی کی مثال سے اثر پذیر ہونا ہو۔ تو اُس کا جواب فوری انکار ہوگا۔

سرکاری بنک اور اُس کی قدر و قیمت

(ج) قومی ادارہ کے قائم ہونے سے پہلے گورنمنٹ تحریک کو بہت کم مدد دیتی تھی۔ اب یہ ایک مالی ذریعہ ہو گیا ہے۔ اور پیپلز بنک اور دیہاتی انجمن ہائے امداد باہمی قرضہ کے سوا تحریک کے تمام دیگر شعبوں نے اس . . . پر بھروسہ کرنا سیکھ لیا ہے۔ اس کی ۲۵ شاخیں اور بہت سارو پیہ جو اسے گورنمنٹ سے ملتا ہے اٹلی میں تحریک امداد باہمی کے لئے اس نظام آب رسانی کا فائدہ دے سکتا ہے۔ جس کی اٹلی کو بہت ضرورت ہے۔ اس کے بھروسہ پر بے شمار انجمنیں قائم ہو گئیں۔ انہیں یقین تھا کہ انہیں روپیہ حسب ضرورت مل جائے گا۔ اب چونکہ سرکاری خزانہ نصف کے قریب خالی ہو گیا ہے۔ روپیہ کی یہ نہر دفعتاً خشک ہو گئی ہے۔ روپیہ کے لئے سرکاری خزانہ پر امید لگائے رکھنے کا خطرناک انجام جس کا تذکرہ احوال جرمنی میں کیا گیا ہے۔ جس قدر رونما ہوا ہے۔ اس کی ایسی مثال کسی اور جگہ نہیں مل سکتی۔ سوشلسٹ کواپریٹو انجمنوں کی بڑی مجلس میں جو میلان میں ۱۹۲۱ء میں اُسی سوال پر غور کے واسطے منعقد ہوئی۔ یہ بیان کیا گیا تھا کہ گورنمنٹ نے تحریک امداد باہمی کو مالی امداد دینے کے متعلق اپنی ناقابلیت کا اظہار کر دیا ہے۔ ایک نمائندے نے کہا کہ پالیسی کی اس تبدیلی نے مزدوران کو براہِ راست الٹی میٹم دے دیا۔ ایک اور مقرر نے

کہا کہ انہیں ایسا واضح قانون درکار ہے جو سیونگ بنکوں کو مجبور کرتا ہو۔ کہ اپنی امانتوں کا کوئی حصہ انجمن امداد باہمی مزدوران کو سرمایہ بہم پہونچانے میں لگائیں۔ تیسرے نے کہا کہ گورنمنٹ سے امداد رعائت کے خیال پہ نہیں طلب کرنی چاہیئے۔ بلکہ ہمارا حق ہے کہ گورنمنٹ سے امداد لیں۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ ایک طرف تو گورنمنٹ سے پھر استدعا کی جائے اور دوسری طرف سوشلسٹ فریق پارلیمنٹ سے کہا جائے کہ سیاسی دباؤ ڈالے اور یہ تحقیق کی جائے کہ امداد باہمی اور مزدوروں کے لئے بنک قائم کیا جا سکتا ہے یا نہیں لیکن اس جوش و خروش کا واجبی لحاظ رکھتے ہوئے جو جنوبی اٹلی کے ساکنوں کا طبعی خاصہ ہے۔ اس بحث و تمحیص سے دو امور صاف طور پر واضح ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ بلا امتیاز سرکاری امداد اخلاق اور جذبہ عمل پر برا اثر پیدا کرتی ہے دوم یہ کہ اصلی چارۂ کار اپنی امداد آپ کرنا ہے۔ اگر جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے تحریک امداد باہمی اور لیبر کے واسطے بنک قائم ہو جائے تو اسے صحیح منزل کی طرف موثر اقدام تصور کیا جائے گا۔

سرکاری امداد (الف) اٹلی اور فرانس

۵۰۔ مسٹر ہنیری وولف کی بیحد پر اثر تعلیم کے باعث ہندوستان میں یہ اصول تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ سرکاری امداد سے خواہ قرضہ کی صورت میں ہو اور خواہ عطیہ کی صورت میں مجتنب رہنا چاہیئے۔ مگر حال میں اس نکتہ نگاہ میں تبدیلی کے آثار دکھائی دے رہے ہیں اس کا کسی قدر سبب وہ ردّ عمل ہے جو متذکرہ اصول پر جسے بلا تامل تسلیم نہیں کیا جا سکتا زیادہ زور دینے کے خلاف پیدا ہو رہا ہے۔ کسی قدر سبب ارباب جوش و خروش کا ولولہ تبلیغ امداد باہمی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر ضرورت ہو تو

خیرات کا روپیہ لے کر بھی یہ کام کیا جائے اور کچھ اٹلی اور فرانس کا اثر ہے۔ جنہوں نے صنعت زراعت کی اعانت کے لئے رو پیہ دل کھول کر اور بیدریغ خرچ کیا ہے۔ اس کا ایک سبب زراعتی اور صنعتی جوش کی جو جنگ کی وجہ سے پیدا ہوگیا ہے روک تھام بھی ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ اٹلی کی مثال قابل تقلید نہیں بلکہ ایک احتیاط کا حکم رکھتی ہے۔ کانفرنس سے جس کا ابھی ذکر ہوا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار سے اعانت حاصل کر کے روپے کا اسراف کس قدر نقصان دہ ہے۔ انجمنیں اتنی جلدی اتنی زیادہ ہوگئی ہیں۔ کہ اہل اٹلی اُن کی سرعت اور وسعت پر خود حیران ہیں۔ حال ہی میں نیشنل انسٹیوٹ (قومی ادارہ) کے ڈائرکٹر جنرل کو بھی اپنے اہل ملک کو متنبہ کرنا پڑا ہے کہ وہ سیدھے سرکاری امداد باہمی کی طرف جارہے ہیں اور اُس نے اُن سے التجا کی ہے کہ اس خبط کو چھوڑ دیں کہ اصلی تحریک امداد باہمی صرف سرکاری اعانت سے ترقی کر سکتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے رنج سے یہ خیال ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ جو کچھ تحریک امداد باہمی نے نصف مہینی سرمایہ کے بغیر کام کیا اسے سخت دھکا لگے گا۔ میں یہ دیکھ کر ہراساں ہوں کہ گوداموں کا ایک کثیر التعداد ہجوم جو ایک ہزار لیرے کے سرمایہ سے ایک لاکھ لیرا قرضہ لینے کی امید میں ہے ایک ہی ضرب اور صدمہ سے معدوم ہو جائیگا۔ کیونکہ نہ تو ان میں ضابطہ داری کی روح ہے اور نہ ہی اُن کا کوئی محکم اصول ہے۔ اور جن کا واحد مقصد یہ ہے کہ کچھ چینی اور کچھ مکھن زیادہ ہو جائے۔ حالانکہ اشیائے خورد و نوش ارزاں ہیں۔ فرانس کی مثال بھی کچھ امید افزا نہیں ہے حال ہی کی رپورٹ میں ہم دیکھتے ہیں کہ قرضہ کی دیہاتی انجمنوں کی اپنی کوئی خود مختار زندگی نہیں ہے۔ ور تحریک نے ان اخلاقی اوصاف کو اُبھارنے میں مطلقاً کوئی

خدمت نہیں سر انجام دی۔ جس کو جرمنی میں ریفائیسن نمونہ کی انجمنوں نے معقول حد تک اُبھار دیا ہے۔ فرانس میں انجمن ہائے صرف کنندگان نے بھی قرضہ جات لئے ہیں۔ حالانکہ اُن کا کام قرضہ کے بغیر فروغ پذیر ہو سکتا ہے۔

جرمنی (ب) یہ چیز اگر موجب تفریح نہیں تو باعث دلچسپی ضرور ہے کہ جرمنی کے تجربہ کا ذکر بار بار کیا جائے۔ جرمنی کے تمام فاضل اس امر پر متفق ہیں کہ اپنی مدد آپ کرنا تحریک کی روح ہے۔ اور ریفائیسن فیڈریشن کے ترجمان کا ایمان ہے۔ کہ اس کے بغیر یہ تحریک قطعاً پروان نہیں چڑھ سکتی۔ ریفائیسن کے دوسرے خیال کی جماعت یعنی شاہی فیڈریشن کے لوگ بھی اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اس اصول کو جامہ عمل پہناتے ہوئے کسی قدر تبدیل کر دیا ہے۔ اس کا تمام نظام بنک سرکاری بنک واقع برلن پر مبنی ہے اور جنگ سے پہلے اکثر یونین ہائے امداد باہمی نے سرکار سے امداد قبول کر لی۔ امداد باہمی کی مستعدی کا نیا پہلو بھی سرکاری قرضہ یا گرانٹ کی امداد سے شروع ہوا ہے۔ سیکسنی اور پومیرنیا اور بویریا کے گودام ہائے غلہ اُس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ بویریا میں اس قسم کی امداد بمقابلہ جرمنی کے اور اضلاع کے بہت زیادہ ہو گئی۔ یہاں نہ صرف غلہ خانہ ہے۔ بلکہ کارخانہ ہائے مکھن اور تار برقی کی انجمنیں اور اصلاح اراضیات کا نظام بھی زیادہ تر سرکاری امداد کا مرہون منت ہے یہ سرکاری امداد کے حصول سے فیڈریشن کی انتہائی بے اعتنائی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ اس میں وہ نمونہ موجود ہے۔ جو اگرچہ سر دست قابل پیروی نہیں ہے۔ مگر ہم اس کو اپنے دل میں جگہ دئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور یہ بھی ناممکن ہے۔ کہ فیڈریشن کی پہلی پالیسی

کی تائید بلا تامل کر دی جائے۔ ہم نے ذکر کیا ہے کہ فیڈریشن خود بھی جیسا کہ جنگ سے پہلے زمانہ کی نسبت اس وقت سرکاری بنک پر انحصار کرنے کی طرف کم میلان رکھتی ہے۔ مزید براں یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ بہت سا سرکاری روپیہ ان غلہ خانوں پر ضائع کیا گیا۔ جو آخر کار ناکام رہے۔ مزید براں حال کے تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ جب سرکار سے امداد نہ بھی ملے۔ تو بھی بہت کچھ کام ہو سکتا ہے۔ دو سال کے عرصہ میں (سنہ ۲۰-۱۹۱۹ء) ۱۰۰۰۰ انجمنیں جاری ہو چکی ہیں۔ ایک علاقہ میں تو سرکاری امداد اب بھی بلا روک ٹوک دی جاتی ہے۔ نئی تعمیر مکانات کی انجمنیں بڑی امداد لے رہی ہیں۔ اور نتیجہ وہی ہے جو اٹلی کا تھا۔ انجمنیں خود رو گھاس کی طرح پیدا ہو رہی ہیں۔ اکثر کے واسطے کوئی موقعہ کامیابی کا نہیں ہے۔ اور سب کا اجرا جلدی میں ہوتا ہے۔ بلا روک ٹوک سرکاری گرانٹ فی الحقیقت ایک غلطی ہے۔ اس کا اثر وہی ہوتا ہے۔ جو انعام کا مجمع پر ہوتا ہے۔

(ج) ہندوستان کی ترقی جرمنی میں اب تحریک امداد باہمی کی کافی ہو گئی ہے۔ اور اس کو اب امداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہندوستان میں ابھی تحریک کافی مضبوط نہیں ہوئی۔ اس کے لئے سرکاری نگرانی ایک ضروری چیز ہے۔ اور ملک بہت بڑا ہے۔ اور آبادی بھی اسی لحاظ سے بہت غریب ہے ترقی اور نظام کے واسطے بڑی امداد کی ضرورت ہے۔ مزید براں امداد باہمی کے لئے تجربے کئے جا رہے ہیں۔ اور اُن پر بہت سا سرمایہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ زراعت کے ضمن میں آزمائشی فارم سرکاری خرچ سے قائم کئے گئے ہیں امداد باہمی کی تحریک میں تجربات صرف زندہ انجمنوں میں ہو سکتے ہیں۔ اگر ایک جگہ

سرکاری خرچ بچا ہے اور دوسری جگہ بھی ویسا ہی بچا ہے۔ کواپریٹو گودام ہائے غلہ رہن اراضیات کے بنک۔ تعمیر مکانات اور بجلی کی انجمنیں مذکور بالا حقیقت کی مثالیں ہیں۔ لیکن میں مالی امداد کی کے تین شرائط تجویز کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

(۱) ایک معقول شرح سود قرضہ جات پر لی جائے ورنہ تجربہ موزون نہیں ہوگا۔ تھوڑی شرح سود کے قرضہ جات احتمال ہے۔ کہ ضائع کردی جائیں۔

(۲) افلاس کو کم کرنے کے لئے امداد اگر ممکن ہو تو ابتدائی انجمن کی بجائے سنٹرل بنک کے ذریعہ دی جائے۔

(۳) صرف تجربہ جات میں امداد کی جائے۔ اور جب تجربہ کا مرحلہ گذرجائے تو پھر امداد نہیں دینی چاہیئے۔

آخرکار یہ کہا جا سکتا ہے کہ نظام اور ترقی میں جتنی زیادہ مدد گورنمنٹ دیوے اُتنی ہی کم مدد تحریک کی خالص کاروباری پہلو میں دیوے۔ ہندوستان جیسے ملک میں اپنی مدد آپ کرنے کے اصول کی بہت اچھی طرح حفاظت کرنی چاہیئے۔

سیاسیات سے تعلق کا خطرہ

(د) سرکاری امداد کا ایک پہلو جس کو بالکل نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ سیاسی لمبی فہرست کا خطرہ ہے۔ ہمنے ذکر کیا ہے کہ میلان کی سوشلسٹ کانفرنس میں کس طرح یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ گورنمنٹ پر سیاسی دباؤ پارلیمنٹ کے اشتراکی فریق کے ذریعہ ڈالا جائے۔ یورپ میں تحریک امداد باہمی کو سیاسیات کے حلکی طرف گھسیٹنا

جا رہا ہے۔ یہ خطرناک رجحان پہلے ہی زیر بحث آچکا ہے۔ اس وقت اتنا ہی ذکر کرنا کافی ہوگا۔ کہ جب تحریک امداد باہمی اور سیاسیات کا اتصال ہو جائےگا تو سرکاری امداد فرقہ دارانہ سیاسیات کی کھینچا تانی کی جولانگاہ بن جائے گی۔ میرا یقین یہ ہے کہ ہندوستان میں اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن وقت سے پہلے متنبہ ہو جائے تو آدمی آنیوالے خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے سے تیار ہو جاتا ہے۔

باب چہارم

جرمنی کی بہم رسانی اور فروخت کی انجمنیں

بہم رسانی کی انجمنیں

۵۱۔ اقتصادیات دیہات کے باب میں یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ چھوٹے زمیندار کے واسطے امداد باہمی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ اس کے بغیر اسے اپنی تمام صنعتی ضروریات خوردہ فروشی کی شرح پر خریدنی پڑتی ہیں اور آگے اپنی پیداوار بہ شرح تھوک فروخت کرنی پڑتی ہیں۔ ایسے طریق پر عامل ہو کر کوئی صنعت جدید ایک دن کے واسطے بھی سرسبز نہیں ہو سکتی اور صنعت زراعت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ چالیس سال ہوئے کہ جرمنی میں اس کا احساس شروع ہوا۔ کیونکہ اُس ملک میں چھوٹے زمیندار بمقابلہ پنجاب کم ہیں۔ ۸۴ فیصدی ملکیتیں ۵۰ ایکڑ سے بھی کم ہیں اور بہت سے بڑے علاقوں میں شرح فیصدی زیادہ ہے۔ اس سے عیاں ہوتا ہے کہ وہاں کیوں زراعتی ضروریات کی بہم رسانی امداد باہمی کی بنیادوں پر اس قدر وسیع پیمانے پر ہے۔ ۱۹۱۴ء میں صرف امپیریل فیڈریشن کی زراعتی تھوک فروش انجمنوں کے ذریعہ مہیا کردہ مال

کی مالیت ایک کروڑ پونڈ تھی۔ اگر متوسط تخمینہ کے حساب سے ہم دس فی صدی بچت امداد باہمی نظام کی وجہ سے فرض کرلیں تو زمینداروں کو صرف اس سے ہی ۱۰ لاکھ پونڈ کا فائدہ ہے۔ جنگ کے بعد چونکہ قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ بہم رسانی اور فروخت کی انجمنیں جس نام سے اُن کو موسوم کیا جاتا ہے۔ صدہا گنا زیادہ ہیں ۵۸۸ پچھلے سال جاری ہوئیں۔ اور اب دا اپریل سنہ ۱۹۲۱ء میں ۴ ہزار سے زیادہ انجمنیں ہیں۔ علاوہ برلن قریباً ۱۹۰۰ دیہاتی قرضہ کی انجمنوں میں ۸۰ سے ۹۰ فی صدی سپلائی کا کام کرتی ہیں۔ اس واسطے ظاہر ہے کہ یہ مضمون کتنا اہم ہے۔

نوعیت اور فرائض ۵۲۔ بہم رسانی اور فروخت کی انجمنیں محدود اور غیر محدود ذمہ واری کی ہوسکتی ہیں۔ پہلی صورت زیادہ ہورہی ہے۔ لیکن ۴۰ فی صدی اب بھی پچھلی صورت کی ہیں۔ اور ہر ماہ میں چند انجمنوں کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ اگرچہ اس میں کلام نہیں کہ تجارتی انجمن کے واسطے محدود ذمہ واری اچھی ہے۔ اور یہ اب عام طور پر محبوب ہورہی ہے۔ حجم میں بہم رسانی کی انجمن دیہاتی بنک سے کچھ بڑھی ہوتی ہے۔ سنہ ۱۹۱۸ء میں انجمنوں کی تعداد ۲ ہزار سے زیادہ تھی۔ اور ممبروں کی تعداد کا عام اندازہ فی انجمن ۱۱۴ تھا۔ انہیں اعداد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ۷۵ فی صدی راس المال قرض لیا گیا۔ خاص خاص اشیا جو مہیا کی گئیں وہ کھاد اور چارہ اور کوئلہ ہیں۔ تخم اور کلیں بھی ان اہم اشیا میں سے ہیں۔ جنگ کے بعد سامان باغندگی اور ضروریات خانگی مثلاً جوتیاں بھی شامل کرلی گئیں ہیں۔ لیکن پنساری کی چیزیں اور خورد و نوش کی اشیاء مقامی دوکاندار فروخت کرتا ہے۔ اٹلی اور آئرلینڈ میں ایسا نہیں ہے۔

کا کام زیادہ تر تھوک فروشی ہے۔ اور گاؤں میں امداد باہمی کی دکان شاذ و نادر ہی دکھائی دیتی ہے۔ سیاسی نقطہ خیال سے خوردہ فروش کو نکالنا نامناسب تصور کیا گیا ہے جس کی امداد کی اُس فریق کو ضرورت تھی۔ جس سے مالکان خود کاشت کی اکثریت کا تعلق تھا۔ نہ ہی ایسا کرنا ضروری تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ مقابلہ کے باعث دیہات میں ایسی پامالی نہیں ہے۔ جیسی کہ ہندوستان کے دیہات میں ہے۔ بہرحال مروجہ نظام ہمارے پنجاب کی مانند نہیں ہے اگرچہ کام قطعی طور پر بہت ہی زیادہ ہوتا ہے۔ بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ جرمنی کا کسان بہت ہی مہذب اور ترقی یافتہ ہے۔ اس کی روشن ترین مثال اس کا بہترین کھادیں استعمال کرنا ہے۔ ۱۹۱۹ء میں قریباً $\frac{3}{4}$ ملین ٹن کھاد کواپریٹو تھوک فروشی انجمنوں کے ذریعہ مہیا کی گئی۔ اور پنجاب میں کہا جا سکتا ہے۔ کہ ایک ٹن بھی خریدا گیا ہو۔

قرضہ ۵۳- بہم رسانی کی انجمنوں کا طریقہ قریباً ہر جگہ یکساں ہے۔ مال کم سے کم قیمت پر مہیا کیا جاتا ہے اور کوئی ریبیٹ نہیں دیا جاتا۔ جنگ سے پہلے جب قیمتیں کم تھیں تو کمیشن اور مختلف منڈیوں میں مختلف بھاؤ کا طریق مروج تھا۔ اور اب بھی چند بڑی انجمنوں میں یہ دستور جاری ہے۔ تاہم بازاری شرح سے کچھ کم قیمت لی جاتی ہے۔ لیکن بہت سی انجمنوں کی بڑی غرض یہ ہے کہ قیمتیں روز افزوں زیادتی کو کم کیا جائے۔ اُدھار بالا روک دیا جاتا ہے۔ یونین ہائے پڑتالی اس کے مخالف ہیں۔ لیکن زراعتی بہم رسانی میں یہ لابدی ہے اور اگر کچھ ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ اس کی حد بندی لی جائے بویئر یا میں سال کے آخیر تک یہ عام طور پر ہوتا ہے۔ لیکن کچھ رعائتی عرصہ کے بعد سود لیا جاتا ہے۔

جب نقد سودا ہو تو قیمت میں کسی قدر کمی کر دی جاتی ہے۔ جنگ سے پہلے نقد سودے کم ہوتے تھے۔ لیکن اب چونکہ روپیہ با فراط ہے اور مطالبہ بمقابلہ بہم رسانی زیادہ ہے۔ انجمنوں کے واسطے آسان ہے کہ وہ نقد قیمت کا تقاضا کریں۔ شاہی فیڈریشن چھ ماہ سے زائد اُدھار کے مخالف ہے۔ اور اُس کے خیال میں اس سے زیادہ عرصہ کے واسطے دیہاتی بنک سے قرضہ لینا چاہیئے۔

غیر ممبروں سے لین دین (ب) ایک اور ضروری بات جس میں کچھ رعایت ضروری ہے وہ غیر ممبروں کی ہے۔ اصول یہ ہے کہ غیر ممبروں سے لین دین نہ کیا جائے لیکن اس اصول میں مستثنیات بھی ہیں۔ ایک انجمن میں جو میں نے دیکھی کل کام کا ۲۵ فی صدی غیر ممبروں سے ہوتا تھا۔ لیکن یہ خاص بات ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ صرف فالتو سٹاک فروخت کیا جاتا ہے۔ جو انجمنیں عادتاً غیر ممبروں سے لین دین کرتی ہیں۔ اُن پر ٹیکس کے ذریعہ رکاوٹ عائد کی جاتی ہے۔ اور یہ مفید ثابت ہوئی ہے۔

انڈنٹ سسٹم (ج) مال منگانے کے کئی طریقے جاری ہیں۔ دو انجمنیں جو انگوروں کی بکری موسلے میں میں نے دیکھیں ان میں اردلی یا چپڑاسی گشت لگا کر آرڈر اکٹھے کرتا ہے۔ اور جب مال آجاتا ہے تو وہ پھر باہر جاتا ہے تو ایک گھڑیال بجا کر اس کا اپنی زبان سے اعلان کرتا ہے۔ ممبر فوراً اُس جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ اور مال فوراً فروخت ہو جاتا ہے اور جب انگور فروخت ہو جاتا ہے تو قیمت ادا کر دی جاتی ہے۔ چھوٹی انجمن کے واسطے یہ بہترین طریق ہے۔ بعض انجمنوں میں

انڈنٹ لئے جاتے ہیں۔ جبکہ قیمتیں خاص طور پر زیادہ ہوں۔ دوسری انجمنوں میں غالباً یہ عام دستور ہے کہ مال کمیٹی کی مرضی کے مطابق دیا جاتا ہے۔ مَیں نے ایک انجمن کے سٹور میں بہت سی ناکوٹائن غیر فروخت شدہ دیکھی جو کہ انگوروں کی ناقص بیلوں کے بڑھنے کو روکنے کے لئے منگوائی گئی تھی۔ صدر نے کسی قدر تاسف سے تسلیم کیا کہ کمیٹی نے اپنی ذمہ واری پر اس کو منگایا تھا۔ لیکن ممبروں نے بوجہ بہت گراں ہونے کے لینے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوّا کہ انجمن کو ۱۲۵ پونڈ کا نقصان ہوّا۔ یہ گویا صرف انڈنٹ پر مال منگوانے کے خلاف ایک تنبیہ تھی۔ ایک اور قریبی انجمن میں مَیں نے دیکھا کہ وہی بات واقعہ ہوئی۔ اس میں ناکوٹائن باوجودیکہ انڈنٹ پر منگایا گیا تھا۔ پھر بھی اس کے خریدنے سے انکاری ہو گئے۔ صدر نے تسلیم کیا کہ آئین انجمن کے رو سے انہیں انڈنٹ کے مطابق اسے خرید کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن وجہ یہ ہے۔ کہ انجمن کے ممبران میں آگے ہی کچھ ناچاقی موجود ہے۔ اور اس کی خرید سے مزید بدمزگی کا خطرہ ہے۔ اس لئے اتحاد کی ضرورت کے لئے یہی بہتر خیال کیا گیا کہ اسے نہ خریدا جائے۔ میں نے تیسری انجمن میں بھی یہی دیکھا کہ اسے نہیں خریدا گیا۔ میں نے محسوس کیا کہ یہاں بھی وہی قضیہ ہے۔ جو ۱۹۱۹ء میں ہمارے ہاں جوار کے بیج پر ہوّا۔ جس سے عیاں ہوّا۔ کہ امداد باہمی کے چھوٹے چھوٹے مسائل مشرق و مغرب میں یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔

انجمن بہم رسانی و فروخت سیکٹم ۵۴۔ اب اصلی انجمن کا ذکر کیا جائے گا۔ میں ایک حال کی انجمن لیتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب سے جدید قسم کی ہے۔ باتھ سے دس میل کے فاصلہ پر سیکٹم کا گاؤں ہے اور اس کی ۱۳۰۰ کی آبادی ہے اکثر کی ملکیتیں

ایک یا دو ایکڑ اراضی ہے جو اُن کے اپنے اور خاندان کے گذارہ کے واسطے کافی ہے۔ کیونکہ لگاتار کام کرتی ہیں اور سبزیات پیدا کرتی ہیں۔ مقامی زمیندار گویا ایک بڑی مچھلی چھوٹی مچھلیوں میں ہے وہ اپنی موٹر ہل کے ساتھ ۶۰۰ ایکڑ زمین بہت ہی نئے اصولوں پر کاشت کرتا ہے۔ یہ اس امر کی اچھی مثال ہے کہ بڑا زمیندار چھوٹے زمیندار کے واسطے کیا کر سکتا ہے۔ جب کہ دونوں اتفاق سے پاس پاس رہتے ہوں ۱۹۱۹ء میں جب قیمتیں بڑھ گئیں۔ اُسنے بہم رسانی اور فروخت کی انجمن بنائی اور اُس کا پہلا صدر بنا۔ سال کے اختتام سے پہلے قریباً ⅔ باشندے علاقہ کے شامل ہو گئے اسوقت ۱۰۶ ممبر ہیں۔ ہر ایک ایک حصہ مالیتی ۵۰ مارک لیتا ہے۔ اور اُس پر ۵۰۰ کی ذمہ داری لازمی ہے۔ اس کی بناء پر لوکل سنٹرل بنک نے انجمن کو کیش کریڈٹ کا اختیار ۵۰۰۰ تک دے دیا ہے مال لاگت کے خرچ پر اور ۴ سے ۵ فی صدی تک خرچ شامل کر کے بہم پہنچایا گیا۔ اور ایسا اچھا کام شروع ہوا۔ کہ پہلے ششماہی میں ایک ہزار پونڈ کا مال بک گیا۔ بیج۔ کھادیں جوتے۔ جرابیں۔ تمباکو۔ موم بتیاں وغیرہ ایسی چیزیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ بہم رسانی اور تقسیم مشترکہ ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ انجمن دوکان ہو کر رہے گی۔ چونکہ یہ منیاری کا مال اور چھوٹی اشیاء ایک کمرہ میں ایک وہیں کی دُکان میں کرایہ پر لے کر رکھی جاتی ہیں۔ اور عجیب انتظام ہے کہ گویا دُکاندار مال فروخت کرتا ہے اور کل فروخت شدہ مال پر دو فی صدی کے حساب سے محنتانہ حاصل کرتا ہے۔ جیسا کہ اکثر پنجاب میں ہوتا ہے۔ بھاری مال صدر کے گھر میں جمع کیا جاتا ہے۔ لیکن ایک ماہ کی اعانت کے بعد ۳ فی صدی سود وصول کیا جاتا ہے۔ بڑی انجمنوں میں اُدھار کی حد دو مقرر

ہیں۔ لیکن اس انجمن میں کیونکہ کمیٹی ہر ممبر کو اچھی طرح جانتی ہے۔ ہر ایک امر کا فیصلہ معاملہ کی عام کیفیت کو ملحوظ رکھ کر کیا جاتا ہے۔ صرف مشتبہ حالات میں ضمانان لئے جاتے ہیں ⁂

بھمرسانی کے علاوہ ممبروں کے پھلوں اور ترکاریوں کی خرید و فروخت کی جاتی ہے۔ ۴۲ مختلف قسم کے پھلوں میں لین دین ہوتا ہے۔ اگر مال ادنی قسم کا ہو تو مقررہ قیمت سے کچھ کم قیمت دی جاتی ہے۔ ورنہ کوئی درجہ بندی نہیں ہوتی فروخت کے واسطے ایک آدمی مقرر ہوتا ہے۔ پہلا شخص چونکہ ممبران سے اپنے طور پر لین دین کرتا تھا اسواسطے اُس کو موقوف کر دیا گیا۔ ممبر انجمن کے ذریعہ مال فروخت کرنے پر مجبور نہیں ہیں۔ فروخت بہت سی آسان ہوگئی ہے کیونکہ سو میل کے فاصلہ پر واقعہ میونسپل کمیٹی سے ترکاریوں کا بڑا ٹھیکہ ہوگیا ہے۔ منافعہ میں سے ۳۰ پونڈ ممبروں کو ان کے فروخت کردہ مال کے تناسب سے واپس دے دیئے گئے اور ۵ پونڈ بطور چندہ ایک لوکل سکول میں دے گئے۔ ایک موقعہ پر انجمن کو کھاد لینے کے واسطے تبادلہ میں آلو مہیا کرنے پڑے۔ اسی طرح تھوک اور ضرورت دست بدست تبادلہ پر مجبور کر دیتی ہے۔ صدر کہتا ہے کہ انجمن نے ۴۰ فی صدی قیمت کم کر دی ہے۔ اور ممبروں کو ۱۰ فی صدی قیمت مال کی زیادہ دی ہے۔ مقامی دوکاندار بھی جو قیمت چاہیں نہیں لے سکتے۔ ایک غیر متعلق مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ صدر کے مال میں سے ۴۲ بیل کھر اور منہ کی بیماری سے ضایع ہو گئے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس قسم کی بدقسمتی ہندوستان کیلئے ہی وقف نہیں ہے۔ لیکن ایک بڑا فرق یہ ہے کہ صدر کے تمام مویشی بیمہ شدہ تھے۔

۵۵ متفرق امور

قبل اس کے کہ ہم بھمرسانی کی انجمنوں کے ذکر کو ختم کریں۔ ان آڈٹ یونین کے بائی لاز میں سے

چند باتیں قابلِ ذکر ہیں۔ (الف) مال منتقل نہیں ہوگا۔ یہ قاعدہ مفید ہے۔ اس لئے کہ پنجاب اور ہندوستان کے غالباً دیگر حصّوں میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ ممبران غیر ممبروں کے پاس زیادہ قیمت پر بوجہ لالچ مال فروخت کر دیتے ہیں (ب) وہ ممبران جو انجمن کے مقابلے میں کاروبار کر رہے ہیں کمیٹی کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ (ج) تمام منافعہ سرمایہ محفوظ میں رہے گا یہاں تک کہ ریزرو ایک سو پونڈ ہو جائے۔ (د) اس صورت میں کہ انجمن کا گودام یا کوئی اور مکان وغیرہ ہو۔ جس پر سرمایہ لگتا ہو۔ اس حالت میں مال کی واپسی کے لئے دو سال کا نوٹس دینا ہوگا۔ اور اگر نہ ہو تو صرف چھ ماہ کا نوٹس کافی ہوگا (ہ) ادھار کا تمام حساب کتاب درست اور محفوظ ہونا چاہئے ہم نے ذکر کیا ہے کہ ضمانت صرف مشتبہ حالات میں لی جاتی ہے۔ ایک اور بات بڑی ضروری یہ ہے کہ مال کا شمار باقاعدہ ہوتا رہے۔ جو ہمیشہ سال کے اخیر پر کمیٹی کرتی ہے اور بورڈ نگران بھی ساتھ شامل ہوتا ہے۔ آڈٹ یونین چاہتی ہے۔ کہ مال کی سال میں دو دفعہ پڑتال کی جائے۔ لیکن صرف چند انجمنیں ایسا کر رہی ہیں خرید کی پڑتال آڈیٹر کرتا ہے۔ لیکن جب تک بظاہر کوئی گڑبڑ نہ ہو یہ احتیاط پڑتال اور وزن کرنا صرف حساب کتاب کرنے کا حکم رکھتا ہے۔ برخلاف ازیں دونوں کمیٹیاں خیال کیا جاتا ہے کہ ہر ایک شے کو شمار کر کے وزن کرتی ہیں۔ ہندوستان میں یہ ضروری احتیاط کبھی نظر انداز نہیں کرنی چاہئے۔

۵۶۔ زراعتی تھوک فروش انجمنیں

باب فیڈریشن میں یہ ذکر کیا گیا تھا کہ جب انجمن بنتی ہے تو اس کا الحاق لوکل آڈٹ یونین اور سنٹرل بنک اور زراعتی تھوک فروش انجمن سے ہو جاتا ہے۔ ہندوستان میں بلحاظ یونین اور سنٹرل بنک کے یہ ضابطہ مروّج ہے مگر تھوک فروشی کا رواج افسوس ہے کہ ہندوستان میں نہیں ہے۔ ان دونوں ممالک میں بہم رسانی اور فروخت کے

بارہ میں جرمنی اور ہندوستان میں بڑا فرق ہے۔ سنہ ۱۹۲۰ء کے شروع میں جرمنی میں ۴۰ تھوک فروش زراعتی انجمنیں تھیں اور علاوہ اُس کے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے دو سنٹرل بنک اور تھوک فروشی کے محکمہ جات تھے۔ اس فرق کی اہمیت اظہر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جرمنی میں ناتجربہ کار دیہاتی انجمن خرید و فروخت کے باب میں اپنے صدر یا مینجر یا سیکرٹری کے غیر یقینی علم اور تجربہ پر انحصار نہیں رکھتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ماہرانہ تھوک فروشی کا پورا فائدہ حاصل ہے۔ تجارت میں تھوک فروشی سے جتنا فائدہ ہوتا ہے۔ اتنا بنک میں تھوک فروشی سے نہیں ہوتا ہندوستان میں بہم رسانی اور فروخت مقابلۃً اس وقت ہوگی۔ جب تھوک فروشی قایم ہو جائے گی۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ پہلا تجربہ جو حال میں بمبئی میں کیا گیا ناکام ثابت ہوا۔ مزید تجربہ جات میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ کاروبار کی مہارت کا ہونا لازمی ہے۔ بنکہائے امداد باہمی ممکن نہیں۔ کہ اس کے بغیر کامیاب ہو جائیں۔ اسلئے کہ ہندوستان میں اُن کا مقابلہ اکیلے ساہوکار سے ہے۔ تھوک فروشی مختلف کام ہے۔ اُن کا کام برابر شرائط پر مقابلہ کرنا ہے۔ اوّل اوّل تجربہ کم ہوتا ہے اور مقابلہ اعلےٰ درجے کے منتظم درمیانی اشخاص سے کرنا ہوتا ہے جرمنی انجمنوں کی کامیابی کا راز زیادہ تر اس بات میں ہے کہ ہر ممکن کوشش کی جاتی اور روپیہ صرف کیا جاتا ہے وہاں قابل ترین مینجروں اور منتظمین کاروبار . . . . . . کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ اور وہ لوگ اتنے قابل ہیں کہ ہندوستان میں ایسے لائق و تجربہ کار مینجروں کا ملنا بہت مشکل ہے *

۵۷۔ اُن کا سرمایہ سرمایہ کے واسطے ایک تھوک فروش انجمن کا دارومدار زیادہ تر لوکل سنٹرل بنک پر ہوتا ہے۔ جو اس کو کیش کریڈٹ خاص حد تک دیدیتا ہے۔ جس کی تعیین ممبر انجمن کی مالیت ذمہ داری پر

موقوف ہوتی ہے۔ اگر یہ ناکافی ہو تو معقول ضمانت پیش کرنا لازمی ہے۔ جس انجمن کا کام اچھا ہو وہ کوشش کرتی ہے کہ ادہار کم دے اور قرضہ کم لیوے۔ آسان ترین طریقہ جہاں ممبر انجمن نقد قیمت ادا کرنے میں قاصر ہے یہ ہے کہ لوکل سنٹرل بنک سے انتظام ہو جس سے انجمن کے بلوں کا روپیہ حساب کی انتہائی حد تک کیش کریڈٹ حساب میں جمع کیا جاوے۔ لیکن اگر انجمن کا کوئی حساب نہ ہو اور اُس کی ذمہ واری غیر محدود ہو تو ممبروں کی کل جائداد کی مالیت دیکھی جاتی ہے۔ اور ۱۰ یا ۱۵ فی صدی مالیت تک قرضہ دیا جاتا ہے۔ تھوک فروش انجمن واقعہ کابلنز کا طریق عمل یہی ہے"۔

۵۸۔ انجمن تھوک فروش کابلنز کیونکہ زود یا بدیر ہندوستان میں مزید تجربہ جات ہونگے اسواسطے کچھ ذکر ایسے تھوک فروشی کا ضروری ہے۔ اور ۱۹۱۹ء میں تین تھوک فروش انجمنوں کی اشتراک سے صوبہ رائن میں قائم ہوئی اور شاہی اور ریفائیسن نظام کی اس کوشش کی ایک اچھی مثال ہے کہ جہاں تک ہو اپنے آپ کو دوسرے سے قریب تر کیا جائے کیونکہ پہلی دو تھوک فروشی کی انجمنیں شاہی نظام سے تعلق رکھتی تھیں اور تیسری ریفائیسن کے نظام سے۔ نئی انجمن رائن لینڈر کے کل علاقہ میں کام کرتی ہے۔ یہہ صوبہ ہے جس کی آبادی ۷ لاکھ نفوس کی ہے اس کا وصول شدہ سرمایہ ۵۵ ہزار پونڈ ہے جو ۵ پونڈ کی ۰۰۰ ۱۱ حصص میں منقسم ہے۔ اور ان حصص پر خریداروں کی کوئی ذمہ واری نہیں ہے۔ ڈیویڈنڈ ۵ فیصدی تک محدود ہے اگر اور فالتو روپیہ ہو تو کمیشن کی صورت میں تقسیم کیا جاتا ہے جو پہلے ½ فی صدی تھا۔ اسکی رقم بہت نہیں ہو سکتی کیونکہ اوسطاً ۳ فیصدی قیمت خرید میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو انجمنوں کو مال مرکزی گودام سے مہیا کیا جاتا ہے۔ وہ اشیاء جو کافی مقدار میں نہیں منگائی جا سکتیں مقامی

مال گوداموں میں فراہم کی جاتی ہیں جو صوبہ کے مختلف حصوں میں بہ تعداد ۱۵ ہیں۔ جس مال کی روانہ مانگ ہو اُن کا ذخیرہ موجود رہتا ہے۔ بصورت دیگر عموماً انڈنٹ سسٹم پر عمل ہوتا ہے۔ انجمنیں مجبور نہیں کہ تھوک فروش انجمن کی معرفت ہی مال منگائیں۔ مینجر کے خیال میں یہ اختیار غلطی پر مبنی ہے کہ انجمنوں کا اور جگہ سے چالت حساب ہو۔ کیونکہ جہاں قرضہ دینا ہو اور حد قرضہ کا تعین ضروری ہو وہاں یہ بات تکلیف دہ ثابت ہوگی۔ جہاں تک قرضہ دیا جاتا ہے وہ پہلے ہی بیان ہو چکا ہے۔ ۱۴ روز کے اندر جس مال کا روپیہ وصول ہو اُس پر ۶ فیصدی سود لیا جاتا ہے۔ ۱۹۱۹ء میں ۵ لاکھ پونڈ کا مال بہم پہنچایا گیا۔ لیکن اس مال کا ۵ سے لیکر ۱۰ فیصدی تک غیر ممبران کا تھا۔ جو اگرچہ زیادہ شرح پر مال لیتے ہیں۔ مقامی گودام سے کاروبار کرتے ہیں۔ پیداوار خاص کر آلو۔ ملحقہ انجمنوں کے ممبران کے لئے فروخت کئے جاتے ہیں۔ یہ کاروائی اگر ضروری ہو تو باقی گودام ہائے تھوک فروش سے مل کر کی جاتی ہے۔ پیداوار برائے فروخت مقامی مال گودام میں جمع کی جاتی ہے۔ اور فروخت صدر مقام میں ہوتی ہے۔ انجمن کی انتظامیہ کمیٹی اس کے چار مختلف محکموں کے مینجروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ معمولی بورڈ نگران ہوتا ہے۔ اور سال میں ایک دفعہ اجلاس عام سنٹرل بنک کے ساتھ مل کر منعقد کیا جاتا ہے۔ انجمن کا صدر مقامی ریفائیسن یونین کا بھی صدر اور مینجر سنٹرل بنک ہوتا ہے اس طرح سے بین طرح کا نظام بنک اور تجارت اور نگرانی کے مشترکہ نظام سے پیوست کر دیا جاتا ہے۔

۵۹۔ سنٹرل نظام | جبکہ ریفائیسن انجمن ہائے تھوک فروش نے مل کر ایک اعلیٰ تھوک فروشی کی انجمن برلن میں بنائی ہے۔ مگر دوسری تھوک فروشی کی انجمن صرف محکمہ اطلاعات ہے۔ اگرچہ آخر الذکر کا اپنا کوئی سرمایہ

نہیں ہے مگر یہ کبھی کبھی مال خرید کرتی ہے۔ جب عموماً اچھے سود لینے کا موقع مل جائے یہ ہو سکتا ہے کیونکہ دوکانیں عموماً دو تین ہفتہ کا کریڈٹ دیتی ہیں۔ اور مال فوراً فروخت ہو جاتا ہے۔ مگر یہ مثال بوجوہات ظاہر قابل عمل نہیں ہے۔

۴۰۔ انجمنہائے فروخت (الف) اُنکی وسعت

میں اب امداد باہمی فروخت کا ذکر کرتا ہوں

یہ بطور ضرب المثل سب سے مشکل قسم زراعتی امداد باہمی کی ہے۔ اور صرف جہاں نظام اچھا ہے اور امداد باہمی کی ساکھ مضبوط ہے۔ وہاں یہ کام بغیر خدشہ نقصان کیا جاتا ہے۔ جرمنی اور ہر دوسرے ملک کا تجربہ یہی ہے۔ جنگ سے پہلے امداد باہمی فروخت جلد جلد ترقی کر رہی تھی۔ سنہ ۱۹۱۲ئ میں غلہ اور آلو کی فروخت ۶۔ ملین پونڈ تک پہنچ گئی تھی۔ جنگ کے سوا سرکاری نگرانی کا اثر مضر ثابت ہوا۔ اس لئے کہ اس کا سلوک کواپریٹروں اور غیر کواپریٹروں کے ساتھ یکساں تھا۔ اس کے باوجود بھی ۱۴ لاکھ ٹن اور آلو کی فروخت ہوئی۔ ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ اب فروخت آسان ہے۔ اس لئے کہ مانگ بہم رسانی سے کئی گنا زیادہ ہے۔ جنگ سے پہلے منڈیوں میں بہت مال پڑا رہتا تھا۔ اور تحریک امداد باہمی ایک ضرورت تھی۔ تحریک امداد باہمی کی بنیاد ضرورت پر مبنی ہے اور جب آخر الذکر موجود نہ ہو دلچسپی کم ہو جاتی ہے اور کاہلی اور بے رُخی پیدا ہو جاتی ہے۔ رائن کے نزدیک میں نے ایک گاؤں میں دیکھا کہ مقامی منڈیوں کے باغبانوں کی بیویاں جالندھر کی ارائیں عورتوں کی طرح روزانہ کوسوں ۲۰ میل کے فاصلہ مقام کولون پر جاتی ہیں اور وہاں رات بسر کرتی ہیں تاکہ صبح منڈی کے کام کیواسطے تیار ہوں۔ ایک انجمن جاری ہو گئی اور وہ سب گھر میں ٹھہرنے لگیں اور اب چونکہ سبزیاں کم یاب ہیں۔ گاہک شہر میں ٹھہرے رہنے کی بجائے گاؤں میں پہنچتا ہے۔ انقلاب کاشتکار کے حق میں مفید ہے

لیکن انجمن کے لئے منحصر ہے۔ جو رُو بہ زوال ہے۔ اس کی بین ضرورت محتاج بیان نہیں۔ لیکن ضرورت ہی کافی نہیں ہے۔ اچھا انتظام بھی لازمی چیز ہے +

(ب) اچھے نظام کی اہمیت

اچھے نظام کی اہمیت ابھر بیانی کے ضمن میں اسکی اہمیت پر پہلے ہی زور دیا گیا ہے اور زیادہ کیا کہا جائے۔ امریکہ کا ایک مشہور آدمی امداد باہمی فروخت کے متعلق تحریر کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ اور کسی بات سے اتنا نقصان نہیں ہوا جتنا کہ تھوڑی تنخواہ والے اور ناتجربہ کار اور نالائق مینجروں سے ہوا ہے۔ جرمنی کو بھی قابل مینجر نہیں ملتے۔ بہت سے غلہ خانہ کی انجمنیں تباہ ہوگئیں ہیں کیونکہ مقامی ناتجربہ کار آدمی کو کاروباری واقف آدمی پر ترجیح دی گئی ہے۔ اور جہاں اچھے آدمی مقرر کیے گئے ہیں۔ اُن کو اکثر تنخواہ کم دی گئی ہے اور اس واسطے اُن کو اور جگہ جانا پڑا۔ جرمنی چونکہ انتہا درجے کے دیانتدار ممالک میں سے ہے۔ اور وہاں بددیانتی شاذ ہے یہ صحیح ہے جیسا کہ ہم نے قبل ازیں ذکر کیا ہے۔ بالکل مفقود نہیں ہے +

(ج) انجمن سے لازمی لین دین

ایک اور اہم امر وفاداری ہے سب کا اتفاق ہے۔ کہ کامیابی کے لئے اُسکا ہونا ازبس لازمی ہے۔ لیکن ماہروں کا اس میں اختلاف ہے۔ کہ کسی طرح کامیابی حاصل ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ ضابطہ بنادیا جاوے جسکی رُو سے ممبران مجبوراً انجمن سے لین دین کریں۔ اور اگر نہ کریں تو اُن کو تعزیر لگائی جاوے۔ اور بعض اس کے مخالف ہیں کیونکہ پیشے نظام اور نیک نیتی کی یہ منافی ہے کہ سزا دی جائے۔ ان کے خیال میں یہ چیز قابل عمل بھی نہیں۔ شہری قسم کے خیالات کے آدمی چاہتے ہیں کہ ایسے قوانین بنائے جائیں جو یاددہانی کے لئے اور بطور آخری حربہ استعمال میں لائے جا سکتے ہوں۔ لیکن بڑے بڑے آدمی بحیثیتِ مجموعی لازمی لین دین کے حامی نہیں ہیں۔

لیکن بہت سے ایسے اشخاص جو اسوقت میدانِ عمل میں گامزن ہیں کہتے ہیں - کہ خواہ کوئی ضابطہ ہو یا نہ ہو. دنیا کی کوئی طاقت کسان کو اُس کی مرضی کے خلاف مجبور نہیں کر سکتی بہت سی انجمنوں نے اس باب میں قاعدہ تیار کھا ہے. لیکن انگور کاشت کرنے والی انجمنوں کے علاوہ میں نے کوئی مینیجر اور صدر ایسا نہیں دیکھا جس نے اس کے نفاذ کی کوشش کی ہو. گاہک بنانیکا یقینی طریق یہی ہے کہ کام کے طریقے اچھے ہوں. لین دین اچھا ہو. اور قیمتیں ایسی ہوں کہ لوگ مال کی خرید و فروخت کے واسطے آئیں کہتے ہیں کہ ان امور کو لوٹیریا میں بھی جہاں امداد باہمی کے طریق پر غلہ کی فروخت جرمنی کے دیگر علاقہ جات کی نسبت بہت زیادہ ہوتی ہے - جبر کو . . . . . . ناممکن خیال کیا جاتا ہے. بالائی کے کارخانہ جات اس سے جزوی طور پر مستثنیٰ ہیں - ریفائیسن انجمنوں میں یہ لازمی ہے اور جگہ میں لین دین کو لازمی خیال کرنے میں مختلف قسم کی انجمنوں کا ذکر ضروری ہے سپلائی انجمن کے لئے یہ غیر ضروری ہے اور معمولی انجمن فروخت کے لئے یہ بہت ہی ضروری ہے. لیکن اس کا اجرا مشکل ہے. بالائی کے کارخانہ یا اور قسم کی پیداوار کی انجمن کے واسطے جس کے لئے بڑی لاگت کی مشین درکار ہے اس پابندی کا ہونا لازمی خیال کیا جاتا ہے - ورنہ چند بددیانت آدمی انجمن کو سخت مشکل میں مبتلا کر سکتے ہیں اور بڑے نقصان کا موجب ہو سکتے ہیں. اور اس میں کیا شک ہے. کہ بالائی کے بہت سے کارخانوں کو جب جنگ کے بعد دودھ ایسا کمیاب ہو گیا. ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے. کہ ان کے لئے منہ مانگی قیمت کا حصول ممکن ہو گیا. اس واسطے دودھ بڑی مقدار میں بالائی کے کارخانوں میں نہیں جاتا کیونکہ وہاں نرخ مقرر کردہ سرکار پر ملتا ہے.

۶۱ - گاہکوں کے ہاں براہ راست فروخت

جیسا کہ دیباچہ میں ذکر کیا گیا ہے بڑا سوال جو انجمنہائے فروخت کو درپیش ہے - لوگوں کے پاس راہِ راست فروخت کرنے کا ہے گاؤں اور قصبے

میں فروخت مال کا تفاوت ۔

(الف) جرمنی

جیسا کہ دیباچہ میں ذکر کیا جا چکا ہے انجمنہائے فروخت کے باب میں سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ گاہک سے بلاواسطہ لین دین کیا جائے قصبہ اور دیہات کے رہنے والوں کا باہمی اختلاف نمایاں ہے۔ بدیں لحاظ ضروری ہے کہ گاہک کو اچھا مال دیا جائے دیہاتی اشخاص کے طرز عمل اور اس کی نفع جوئی سے لوگ بہت مدت سے واقف ہیں۔ لیکن صرف بعد از جنگ ہی ہم کو احساس ہوا ہے کہ پیدا کرنے والا بھی چنداں اچھا نہیں ہے۔ پیدا کرنے والا اور درمیانی شخص کا اتحاد عمل ہی ایسی چیز ہے جس نے گاہک کو برباد کر رکھا ہے جرمنی میں یہاں تک ہو گیا۔ کہ قصبے والوں کی طرف سے دیہاتیوں کے اقتصادی مفاد کا خدشہ پیدا ہو گیا۔ ایک یا دو مقام میں اس خدشہ نے عملی صورت بھی اختیار کر لی۔ یہ امر موجب تسلی ہے کہ بہت سے مقامات میں خصوصاً تھورنگیا میں براہ راست فروخت کا کام شروع کر دیا گیا ہے رائن لینڈ میں بھی کبھی شراب کبھی مکھن گا ہے گاہے فروخت ہوتے ہیں اور یاد ہو گا کہ سکیم میں کھاد کا تبادلہ آلو سے کیا گیا۔ نوبریا ایک اچھی مثال پیش کرتا ہے۔ غلہ کی انجمن جو برلب ڈینیوب واقع ہے اس نے حال ہی میں آلو کے ۵۰ گڈے جنس کی خرید کرنے والی انجمنوں کے پاس جو معدنی ضلع میں ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں فروخت کیں۔ طرفین کے نمائندے ملاقی ہوئے۔ یہ بتلایا گیا کہ سال پہلے کان میں کام کرنے والوں کو کافی آلو نہ ملے۔ حالانکہ اس ملک میں جہاں گوشت ہفتہ میں ایک دفعہ ملے۔ آلوؤں کا نہ ملنا ایک بڑی بات ہے؛ اور یہ کہ اُن کے مال پر اس کا اثر ہوا ہے۔ اس واسطے قیمت بازاری قیمت سے ۲۵ فیصدی کم مقرر کی گئی۔ لیکن ایسی باتیں شاذ و نادر ہوتی ہیں۔ اور کسی نے کہا کہ گاہکوں کے اس مال کی براہِ راست فروخت ابھی تک ابتدائی حالت میں ہے۔

اس کی اہمیت کا اگرچہ احساس ہے اور ہر دو فیڈریشن اس کو فروغ دینے پر تُلی ہوئی ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ کوئی نظام نہیں ہے۔ کواپریٹیو اکثر کہتے ہیں کہ درمیانی شخص انجمن کے واسطے ایک بوجھ ہے۔ فی الحقیقت وہ ایک ضروری اور پیچیدہ فرض ادا کرتا ہے۔ اُس کی بیخ کنی کا کلام مناسب ہے۔ لیکن یہ اُسی صورت میں ممکن ہے۔ جبکہ اُس کی جگہ کوئی بہتر نظام قایم ہو جائے۔ تھوک فروش انجمنیں دوسری انتہا پر ہیں۔ لیکن اُن کو پیوستہ کرنیکے واسطے ایک پُل مطلوب ہے۔ چار قصباتی اور زراعتی فیڈریشن کی مشترکہ کمیٹی کا تقرر اس باب میں ابتدائی شئے ہے۔ لیکن اس خلیج پر پُل بنانے کیواسطے ایک ہی تختہ کافی نہیں ہے۔

(ب) اٹلی

اگرچہ اٹلی میں مقابلہ جرمنی کم کام ہوا ہے مگر ایک لحاظ سے یہاں حالات زیادہ موافق ہیں کیونکہ جرمنی میں جنس کا پیدا کرنے والا اور خریدنے والا مختلف فیڈریشن سے تعلق رکھتا ہے مگر اٹلی میں وہ آخرکار ایک ہو جاتا ہے اٹلی میں بڑی کمی یہ ہے کہ وہاں نظام نہیں ہے۔ مگر وہاں نظام کے قایم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے اور اگر کامیابی ہو گئی تو سب سے اوّل وہی اس مسئلہ کا حل کرے گی اور اس اثناء میں اُس کے فارم ہائے امداد باہمی جن کی پیداوار ہمیشہ افزوں رہی اُس کو ایسا موقعہ دینگے جو اوروں کو حاصل نہیں ہے۔

(ج) آیرلینڈ

آیرلینڈ میں جرمنی کی مانند قصباتی اور زراعتی امداد باہمی کے کارکنان آپس میں بٹے ہوئے ہیں۔ قصباتی کام کواپریٹیو یونین مانچسٹر کے ہاتھ میں ہے اور دیہاتی کام انجمن تنظیم زراعت آیرلینڈ کے ہاتھ میں ہے۔ مگر یہ دونوں مجالس جیسا کہ جرمنی میں ہے ایک مشترکہ بورڈ کے ذریعہ ملی ہوئی ہیں جسمیں آیرش تھوک فروش زراعتی انجمن کی نمایندگی ہوتی ہے لیکن جرمنی میں ایسا نہیں ہے۔ آخرالذکر قصباتی اور زراعتی انجمنوں کے واسطے

یکساں طور پر تھوک فروشی کام کرتی ہے۔ لیکن اگرچہ اس وقت کچھ معنی نہیں ہیں کیونکہ قصباتی تحریک کا ابھی آغاز ہے۔ مگر امید ہو رہی ہے کہ آئرلینڈ کا خاص کام تحریک امداد باہمی میں یہ ہوگا کہ وہ ثابت کردے گا کہ مال کے پیدا کرنے والوں اور استعمال میں لانے والوں کے مفاد میں یکسانی پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس لئے کہ تحریک امداد باہمی کو آئندہ جن مسائل کو طے کرنا ہے۔ ان میں سے سب سے اہم یہی ہے*

۶۲۔ باغبانوں کی انجمن فروخت

جرمنی کی سب سے بڑی اور حقیقی انجمن فروخت کی انجمن اہلو باہمی نوخیر واجناس ہے۔ اس کا ذکر آئندہ باب میں ہے۔ دودھ اور انگور کے کاشتکاران کی انجمنیں علیحدہ بیان کی گئیں ہیں۔ جس قسم سے ہندوستان کو دلچسپی ہے۔ وہ باغبانان کی انجمن ہے انکی تعداد قریباً ستو ہے۔ ایک جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں ۲۰ سالہ پرانی ہے اور اس کے ۶۲ ممبر ہیں۔ تمام گاؤں اور قرب وجوار کے رہنے والے ہیں۔ کھاتہ جات اسی ستو ایکڑ کے اور اوسط کھاتہ ۵ ایکڑ کا ہے۔ بہت سے ممبر کاریگر ہیں جو بوقت فرصت چھوٹے چھوٹے قطعہ کاشت کرتے ہیں۔ جیسا کہ سکیم ہے کوئی آدمی ایک سے زیادہ حصّہ کا مالک نہیں ہو سکتا مگر اس صورت میں کام نفع سرمایہ محفوظ میں جاتا ہے یا رفاہ عام کے کام میں صرف ہوتا ہے ۱۹۱۷ء میں ۲۰ پونڈ پھلوں کے درخت خریدنے میں لگائے گئے تھے جو ممبروں میں تقسیم کردئے گئے تھے*

جب انجمن کا اجرا ہوا تو چونکہ مال مانگ سے زیادہ تھا۔ ممبروں کے واسطے فروخت مال کا معاملہ آسان بات نہ تھی۔ اس سے تحریک۔ امداد باہمی کو موقعہ مل گیا۔ اب حالت دگرگوں ہے اور انجمن کی حالت مضبوط تر ہو گئی ہے۔ اچھا کا شوق اندنوں زمانہ سلف کی بات ہے۔ فروخت کے واسطے خراب مال لایا جاتا ہے

اور عمدہ ترین اکثر نہیں آتا۔ بعض ممبر صرف اپنے لئے ہی مال فروخت کرتے ہیں اس کا علاج صرف یہی ہے کہ اُن کو کھاد جو کہ کمیاب ہے نہ دیجاوے۔ مینیجر چاہتا تھا کہ ایسا قاعدہ بن جائے جس سے ممبران مجبوراً مال انجمن کے وساطت سے فروخت کریں لیکن لوگ اس کا خیال ہے کہ اب جنگ کی وجہ سے بد دل ہو گئے ہیں اور اب کوئی اس کاروبار کو پسند نہیں کرے گا۔ یہ تحریک امداد باہمی اور ضرورت کی پرانی کہانی ہے۔ اب ضرورت نہیں رہی اور کوئی شخص مل کر کام کرنا نہیں چاہتا انجمن حوادث کے تلاطم میں مبتلا ہے اگر ہمسائی مطالبہ سے زیادہ ہو تو ممبر وفاداری کا اظہار کرتے ہیں اور ممبروں میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن اس صورت میں فروخت مشکل ہے اگر اس کے برعکس ہو تو فروخت آسان ہو گی۔ لیکن ممبروں کی وفاداری زائل ہو جائے گی۔ جنگ سے پہلے جب منڈیوں میں مال بکثرت تھا۔ تو انجمن جن اشیا کا لین دین کرتی ہے انہیں برلن تک بھیجنا پڑتا تھا۔ جو قریباً ۴۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں بھی ہندوستان کی مانند بار برداری کی مشکلات حائل تھیں۔ ایک نمونہ کی مثال بیلوں اور سبزیات کی لیتی۔ ۴۰ پونڈ کا ایک چھکڑا ہے جسے میونچ ہیں ۲۵۰ میل کے فاصلہ پر روانہ کیا گیا تھا۔ خریدار نے مال لینے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ دو دن دیر سے پہنچا اور اُس نے کہا کہ اس کا وزن بھی ٹھیک نہیں ہے۔ لہذا مال نیلام کرنا پڑا اور صرف ۲۴ پونڈ وصول ہوئے اندنوں فروخت آسان ہے اور مال روپیہ کی وصولی پر حوالہ کیا جاتا ہے۔ لیکن جنگ سے پہلے خریدار کی خوشامد کرنی پڑتی تھی۔ اور روپیہ مال کی روانگی کے بعد آتا تھا۔ ایک دفعہ ایک چھکڑا برلن سے ایک سٹامپ کے کاغذ پر منگوایا گیا۔ آدمی بدمعاش نکلا اور ۲۰۰ پونڈ کا نقصان ہو گیا۔ مینیجر نے کہا کہ اس قسم کی انجمن کو چلانے کے واسطے پورے تین سال کا تجربہ درکار ہے۔ کمیٹی جس کا وہ ممبر نہیں ہے ہفتہ میں ایک دفعہ قیمتیں مقرر کرنے کے واسطے

اجلاس کرتی ہے۔ لیکن اجلاس باتوں میں شروع ہو کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اور جیسا کوئی جلسہ میں آتا ہے ویسے ہی چلا جاتا ہے۔ ممبران کو مال کا روپیہ ہفتہ میں ایکدفعہ ملتا ہے۔ لیکن ہمیشہ ایک دفعہ کی دیر سے۔ مثلاً اکتوبر ۵ ار کو اُن کو پہلے ہفتہ کا روپیہ ملے گا اس عرصہ میں مال فروخت ہو جاتا ہے اور اصلی قیمت خرچ کو منہا کرنیکے بعد دی جاتی ہے اس سے منیجر کے ہاتھ میں نقدی آ جاتی ہے۔ درجہ بندی صرف چینی کی ہوتی ہے۔ جس کی دو قسمیں ہیں۔ باقاعدہ درجہ بندی معمولی دیہاتی انجمن نہیں کر سکتی۔ خراب مال واپس کر دیا جاتا ہے۔ لیکن کچھ اور ہو سکتا ہے۔ اگرچہ غیر ممبروں کی پیداوار بھی فروخت کر دی ہے۔ مگر فروخت مال ۱۹۱۹ء میں تین سو پونڈ سے کم تھا۔ جس سے منڈیوں کی آسانی کا اثر انجمن پر ظاہر ہوتا ہے یہ انجمن درحقیقت امداد باہمی فروخت کی مشکلات کی ایک عمدہ مثال ہے۔ دوسرے باب میں ہم اسکا مزید تذکرہ کریں گے۔

باب پنجم
انجمنہائے فروخت
گودام ہائے اجناس

۶۳- اُن کی کامیابی جنوبی جرمنی میں

جرمنی میں مختلف انجمن ہائے فروخت میں کوئی ایسی قابل ذکر نہیں ہے

جیسی کہ انجمن امداد باہمی گودام ہائے اجناس اور دیہاتی بنک کے سوا کوئی قسم تحریک امداد باہمی کی ایسی نہیں ہے جو پنجاب کے لئے موجب خاص دلچسپی ہو جہاں کہ غلہ کی فروخت منڈیوں میں ایسی ہی اہم ہے جیسی کہ وہ بالکل متدبانہ حالت میں ہے۔ غلہ خانہ کی انجمنوں کا ذکر مسٹر کاہل کی رپورٹ زراعتی تحریک "امداد باہمی" ملک جرمنی کے بارہ میں ہے۔ اس واسطے میں اپنے تجربہ کے سوا اور کچھ بیان نہیں کرونگا جو میں نے زیادہ بویریا کے ہی متعلق ہے۔ کسی اور جگہ تحریک کا اتنا زور نہیں ہے یا جرمنی کی انجمن اتنی عام ہے۔ اور چھوٹی انجمن سے ہی ہندوستان کو بہت کچھ سبق حاصل کر سکتا ہے۔ بڑے پیمانہ کا نظام فی الحال یہاں نہیں ہو سکتا میں صوبہ سیکسنی بھی دیکھا لیکن غلہ خانہ کا کام یہاں اچھا نہ رہا ہے۔ عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جنوبی جرمنی میں اُس کا کام خوب ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔

کہ جنوبی جرمنی نہ صرف چھوٹے زمیندار کا ایک قلعہ ہے۔ جس کو فروخت امداد باہمی سے بمقابلہ بڑے زمیندار کے زیادہ فائدہ ہے۔ لیکن یہ پیدا زیادہ کرتا ہے اور خرچ کم کرتا ہے۔ صوبہ رائن بھی چھوٹے زمیندار کا گھر ہے لیکن چونکہ وہ خرچ بمقابلہ پیدا کے زیادہ کرتا ہے فروخت آسانی سے ہو جاتی ہے اور غلہ خانوں کی فروخت نہیں ہے۔ آخر الذکر کے کامیابی اس میں ہے۔ کہ جہاں سے مال آئے وہاں غلہ خانے قایم ہوں۔ یہ بنیادی بات ہے۔

۶۴۔ بہم رسانی اور فروخت غلہ کے اشتراک کی اہمیت

ہر شخص جانتا ہے کہ انجمن غلہ خانہ خرید و فروخت غلہ کرتی ہے۔ اور غلہ جمع رکھنے کی آسانیاں اُس کو حاصل ہوتی ہیں۔ اس کے پاس عموماً مشین ہوتی ہے اور بعض حالات میں تہ خانہ غلہ اور ہمیشہ زراعتی ضروریات کی بہم رسانی کا ذمہ لیتی ہے۔ ماہران زور سے کہتے ہیں کہ غلہ کی فروخت ہمیشہ زراعتی سپلائی کے ساتھ ملا دینی چاہیئے۔ اگر فروخت کا کام ہی کیا جاوے تو اُس میں بہت خطرہ ہوتا ہے۔ مقابلہ سخت ہوتا ہے اور منافعہ تھوڑا۔ اور کبھی کبھی نقصانات بھی لازماً اسکے برداشت کرنے پڑتے ہیں جبتک کوئی اور کام ہمراہ کیا نہ ہو تو انجمن قبل از وقت قبر میں چلی جائیگی۔ اسواسطے پہلے تین انجمنیں جو صوبہ سیکسنی میں جاری ہوئیں اُنکو بڑی مشکلات آئیں۔ حتیٰ کہ اُن کو سپلائی کا کام کرنا پڑا۔ اب کوئی انجمن بھی ایک کام کو دوسرے کے بغیر ہاتھ میں لینے کا تصور نہیں کرتی۔

۶۵۔ نوعیت انجمن

جرمن میں قریباً ۸۰ - ۹۰ غلہ خانہ کی خود مختار انجمنیں ہیں زیادہ تر پوٹریا اور بیڈن میں ہیں اُن کے نظام اور نوعیت میں بڑا فرق ہے۔ بعض میں تو موجود ہوتے ہیں اور بعض میں صرف انجمنیں۔ اور بعض میں دونوں۔ بعض انجمنوں میں صوبہ سیکسنی انجمنوں کی طرح کُل ضلعے شامل ہوتے ہیں

لیکن بویریا کی انجمنوں کا دائرہ عمل صرف ۱۰ یا ۱۵ میل ہوتا ہے۔ اکثر خاص کر بویریا میں ایک معمولی انجمن امداد باہمی ایک مشین غلہ بھرنے کی بنائی گئی اور قرضہ جات دینے کے کام کے ساتھ فروخت غلہ کا کام بھی کرے گی۔ آخر کار مونیچ اور نورمبرگ اور ہالے سنٹرل بنک یا زراعتی تھوک فروشی کی انجمنیں ہیں جو بہت سے علاقہ میں مکمل غلہ خانوں کی نگرانی کا کام کرتی ہیں۔ بسر دست مستقل کا مدار ان پر ہوگا۔

۶۶۔ بڑے مرکزی غلہ خانوں کی طرف میلان

اس کی وجوہات وہی ہیں جن اسباب کی بنا پر جنگ کے بعد بہت صنعتی اور زراعتی کاروبار اسی میں مل گئے ہیں۔ بڑی جماعت کے مالی وسائل چھوٹی انجمن کے مقابلے میں زیادہ ہوتے ہیں۔ اور اب چونکہ مکانات اور کلیں اتنی گراں ہیں کہ انہیں خریدا نہیں جا سکتا صرف بڑی مرکزی انجمنیں ہی کام زیادہ کر سکتی ہیں۔ آخر الذکر کو یہ فائدہ بڑا ہے۔ کہ اُس کے کارکنان کفایت شعار اور قابل جذبہ کے ہیں اور یہی زمانہ حال کے حالات کا تقاضا ہے۔ امداد باہمی کے خیال سے مگر کچھ افسوس کا مقام ہے کیونکہ چھوٹی انجمنوں میں ہے جبکہ اُن کے مقامی تعلقات مستحکم ہوں۔ ۔ ۔ ۔ . . . کہ امداد باہمی زیادہ نشو و نما پاتا ہے اسطرح جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ مادی اور اخلاقی مفاد متضاد ہوتے ہیں۔ مونیچ میں اس کا احساس ہے اور چنانچہ بویریا کی زراعتی آڈٹ یونین کی یہ حکمت عملی ہے۔ کہ حتی الامکان مقامی انجمن جاری ہو کر ترقی کرے۔ اور اس کی جگہ صرف سنٹرل بنک کا نظام لے۔ جبکہ اُس کو کامیابی کی کوئی اُمید نہ رہے۔

۶۷۔ بویریا

یہ تسلیم کرنا لازمی ہے۔ کہ یکجہتی کے میلان کو روکنا بہت ہی مشکل ہے۔ سیکسنی میں مزید مقامی انجمنیں جاری کرنے کا خیال نہیں ہے بویریا میں مونیچ اور نورمبرگ کے سنٹرل بنکوں نے ۱۴۲ غلہ خانوں کا تمام علاقہ

میں جال پھیلا دیا ہے۔ اگرچہ اب بھی ۵۰ سے ۰۰ اتک دیہاتی بنک ہیں۔ جن کے ساتھ غلہ خانے ہیں۔ مشکل سے ۳۰ غلہ خانے باقی رہ گئے ہیں۔

دس یا بیس سال ہوئے کہ سرکاری قرضہ جات اور گرانٹ کی امداد سے لوئیر یا کے مختلف حصوں میں یہ انجمنیں قائم ہو گئیں۔ لیکن اوپر کے حصہ میں ابھی تک تحریک خود بخود کسی بیرونی امداد کے بغیر کام کر رہی ہے۔ مگر اپنی طاقت کے لئے سنٹرل بنکوں کو مقامی انجمنوں کو بہ مجبوری کیے بعد دیگرے نگلنا پڑا ہے خطرہ یہ ہے کہ کھانے سے بھوک زیادہ ہو جاتی ہے۔

(ج) لوئیر فرینکونیا

لوئیر فرینکونیا کی قسم ایک نمونہ ہے۔ درجن انجمنوں میں سے جو وہاں جاری ہوئیں صرف تین چار باقی رہ گئی ہیں۔ اور باقی نے مجبور ہو کر یا تو سنٹرل بنک واقع موینچ کے پاس اپنی عمارات فروخت کر دی ہیں یا ٹھیکہ پر دے دی ہیں۔ اُن کے کام تمام ہونیکی بڑی وجہ اچھے مینیجر کی کمیابی تھی۔ اکثر اوقات مقامی آدمی جسے ہر شخص جانتا اور اسپر اعتبار کرتا تھا اسقدر تجربہ اور استعداد جو ایسے کام کے واسطے جس میں بڑی ہوشیاری اور احتیاط مطلوب ہے لابدی نہیں تھی۔ اسکی ایک نمایاں مثال ۔۔۔ ایک انجمن ہے۔ جس کا موجد اور منتظم ایک پادری تھا۔ جو بہت اچھا آدمی تھا۔ مگر تجارت سے بالکل نابلد تھا

(ب) بالائی پالاٹی نیٹ

برعکس اس کے بالائی پالاٹی نیٹ میں صرف ۵ انجمنیں ناکامیاب ہوئی ہیں۔ اور ۲۰ سے ۳۰ غلہ خانہ باقی ہیں۔ اُن کو جو اچھی کامیابی ہوئی ہے۔ اُس کی وجوہ سبق آموز ہیں۔ اوّل تو وہ چھوٹے کام ہیں اور اُن کا انتظام اس لئے مقابلتاً آسان ہے۔ لوگ بھی زیادہ محتاط اور کسیقدر زیادہ قابل ہیں مثلاً م نکابیج

بہت باہر جاتا ہے سپلائی بہت ترقی کر گئی ہے اور چونکہ غلہ کی فروخت کے مقابلہ میں اس سے زیادہ فائدہ ہے۔ اسواسطے اس نے ایک پشتہ کا کام دیا ہے۔ فریدبراں بالائی پالائی نیٹ جو پچھا تا لو ئیریا کے ساتھ ساتھ چلتا ہے مونیچ اور سلونر بہبرگ کے غلہ کی منڈیوں سے بہت دور ہے۔ امداد باہمی اسواسطے ایک ضرورت تھی تاکہ پیدا کرنے والے مقامی سوداگر سے محفوظ رکھے جو کہ قبل ازیں کلی مختار تھا زیادہ تر اس واسطے کہ قرضہ سے بیچارہ اسی کے رحم پر ہوتا تھا۔ یہ بات خاص دلچسپی کی ہے کیونکہ غلہ خانہ کی انجمنیں جو پنجاب میں جاری ہوئی اس کی ایک بھی متذکرہ حالات کے ماتحت ہوئی۔ یہ اس امر کی ایک اچھی مثال ہے۔ زراعتی مسائل دنیا کے مختلف حصص میں گشت لگا رہے ہیں آخری بات جو بالائی پالائی نیٹ کے حق میں ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہاں بڑے قصبہ جات نہیں ہیں۔ انجمن کے واسطے خرید ایسی ہی مشکل ہے جیسے فروخت۔ تاہم شہر کے نزدیک کچھ خطرہ بھی ہوتا ہے۔ جس سے انجمن کو چاروناچار دوچار ہونا پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ ایسا استوار نظام جیسا کہ سنٹرل بنک واقعہ لوربمبرگ کا ہے اُسکے بھی ۵ غلہ خانے جو ملک سے وسط میں ہیں بہت عمدہ کام کرتی ہیں ؂

۶۸۔ سرمایہ امداد باہمی غلہ خانہ کو روپیہ دینا آسان کام نہ تھا۔ لیکن یہ صرف گورنمنٹ لوئیریا کی فیاضانہ امداد کا اثر تھا۔ بہت سی انجمنوں کو ابتدائی زمانہ میں نہ صرف تھوڑے پیرائے نام شرح سود پر قرضہ ملا بلکہ فیاضانہ عطیہ جات بھی مرحمت ہوئے ۱۹۱۰ء تک جبکہ تعداد غلہ خانوں کی ۱۵۶ تھی یہ حساب کیا گیا کہ میزان ان گرانٹ کی ۶۰ پونڈ تھی۔ جس میں دس ہزار فیاضانہ عطیہ جات تھے۔ اسطرح سے قریباً نصف لاگت غلہ خانوں کی ادا کی گئی باقی حصص کے روپیہ اور دیہاتی اور سنٹرل بنک سے قرضہ لے کر پوری کی گئی بہت سی انجمنوں کی چونکہ

کلی ناکامی کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکو سرکاری امداد بہت ہی دی گئی۔ ابتدائی و اصل میں لاکلام کچھ امداد باہمی ضروری تھی۔ لیکن جب اس نے آزمائشی مرحلہ طے کر لیا تھا تو اسے بند کر دینا ہی مناسب تھا۔

۶۹۔ انجمن ٹرشروتھ

اگر ہم انجمن بالائی یا لاڈی نیٹ کی ممتاز انجمن کا ذکر کر چلے تو اس سے عیاں ہو سکتا ہے کہ ایک چھوٹی غلہ خانہ کی انجمن کیسا ہوتی ہے۔۔۔ لوٹریا کے انتہا شمال میں بھومیا کی سرحد کے نزدیک اصلی لیکن خوش وضع بنی ٹرشروتھ کا گاؤں ہے۔ جہاں ۸۰۰ باشندے رہتے ہیں۔ وہاں سرسبز چراگاہیں اور صندل کے درخت ہیں۔ ۱۸۹۹ء میں مقامی آڑھتیوں کی قید سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کے واسطے آٹھ اور بنک اس میں تب سے شامل ہو گئے ہیں اور اب قریباً ایک ہزار کسان بلا واسطہ اسمیں شامل ہو گئے ہیں۔ انجمن کا حلقہ جو لوٹریا کی انجمنوں کا نمونہ ہے۔ ٹرشروتھ کے ماحول میں دس میل تک ہے۔ ہر ایک ممبر انجمن ۲۵ پونڈ کا ایک ہی حصہ لے سکتی ہے ذمہ واری غیر محدود ہے۔ حال میں کچھ خیال اس کو محدود کرنیکا ہوا ہے۔ لیکن بہت سے قرضہ کا سرمایہ ابھی مطلوب ہے۔ موجودہ قسم زیادہ موزون ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غیر محدود ذمہ واری کے احساس اور دلچسپی کو تازہ رکھتی ہے۔

(الف) سرمایہ

قائم ہونے سے ایک سال بعد ہی انجمن نے غلہ بھرنے والی عمارت تعمیر کی جو مقررہ دستور کے مطابق ریلوے سے اجارہ پر لئے ہوئے ایک گوشے میں واقعہ ہے یہ گاڑیوں میں مال بھرنے کیواسطے ضروری ہے۔ عمارت جس میں ۵۰۰ ٹن کے قریب غلہ آجاتا ہے ۱۳۵۰ پونڈ کی لاگت سے تیار ہوئی اس بڑے بھاری خرچ کو پورا کرنے کے واسطے گورنمنٹ نے ۱۲۵ پونڈ کا عطیہ دیا اور ۷۰۰ پونڈ ایک پونڈ شرح پر قرضہ دیا۔ باقی مطلوبہ ممبر

انجمنوں سے او رینٹرل بنک مونٹیج سے بطور قرضہ حاصل کی گئی ۔ انجمن کی موجودہ حالت پائدار
ہے ۔ قرضہ جات میں سے صرف ۵ ۴ پونڈ واپس ادا کر دئے گئے ہیں ۔ اور
۵۰ فیصدی منافعہ کے جو ریزرو فنڈ میں ہمیشہ جمع کیا جاتا ہے ۔ جس کی رقم اب
۱۱۰۰ پونڈ تک پہنچ گئی ہے ۔ یہ امر قابل تعریف ہے ۔

(ب) خرید و فروخت غلہ انجمن جو غلہ خریدتی ہے ۔ وہ فوراً خرید ہی
لیا جاتا ہے ۔ کمیشن پر فروخت زمینداروں کے
مرغوب نہیں ہے ۔ بہت سی انجمنوں نے اوّل اوّل اس کا تجربہ کیا لیکن سب کو
ترک کرنا پڑا ۔ کیونکہ کسان اپنی حالت کا پتہ کرنا چاہتا ہے اور بازاری کم و بیش
ہونے والی قیمت پر مقرر قیمت کو ترجیح دیتا ہے ۔ بعض انجمنیں بازار کا پورا نرخ
اپنے ممبروں کو دے دیا کرتی تھیں ۔ اس خیال سے کہ بعد میں نفع و نقصان تقسیم
کر لیا جائے گا ۔ لیکن ۱۹۱۲ء کے بعد جب بھاری نقصان ہوئے یہ سسٹم
ترک کر دیا گیا ۔ اور اب سب انجمنیں بلا کسی شرط کے خرید کرتی ہیں ۔ نرخ شرح
ہیں قیمتیں منیجر مقرر کرتا ہے ۔ اوّل کمیٹی یہ کام کرتی تھی لیکن یہ طریق اسی تجش ثابت
نہ ہوا ۔ ایک پاس کی چھوٹی انجمن میں کمیٹی اب بھی یہ کام کرتی ہے ۔ خرید و فروخت
کی قیمت میں فرق جنگ سے قبل ۸ فی صدی تھا ۔ اب کم ہے ۔ اور فروخت پر
سرکاری نگرانی ہے ۔ موسمی فصل جیسی اور سینچی ہے ۔ پہلے تو بیج کے واسطے
کاشت ہوتی ہے اور اس کی بہت مانگ ہے ۔ ممبر اپنا غلہ غلہ خانہ میں خود لاتے
ہیں ۔ غلہ نومبر اور دسمبر کے مہینہ میں آتا ہے اور معمولی حالات میں فروخت نہیں ہو سکتا
عمارت بالکل صاف کر دیجاتی ہے ۔ جب غلہ آجائے تو اسکو صاف کر کے
اسکی درجہ بندی کی جاتی ہے ۔ دو تین مختلف اقسام میں غلہ لینے سے انکار نہیں
کیا جاتا لیکن اُسکا روپیہ کم شرح سے دیا جاتا ہے ۔ درجہ بندی کے نتائج

اچھے رہے ہیں قیمتیں زیادہ وصول ہوئی ہیں اور فارم کے کام کی اصلاح ہوگئی ہے۔ چنانچہ ہلاک شدہ انجمنوں سے کوئی لین دین نہیں ہے۔ مگر صرف اُن کے ممبروں سے جو مجبور نہیں ہوتے کہ اپنا غلہ انجمن کی معرفت ہی فروخت کریں۔ یہ سوال کہ اس قسم انجمنوں کی وساطت سے فروخت لازمی قرار دی جائے۔ پہلے زیر بحث آچکا ہے۔ منیجر کا خیال ہے کہ یہ ناممکن ہے اور اس رائے کی تائید لوئر یا کے کل علاقہ کو تجربہ سے کرتا ہے۔ اول سال باوجود پروپیگنڈا کے وہاں کا نصف سے زائد غلہ انجمن کے پاس آیا۔ اور اگلے سال ⅔ غلہ آیا اور آخرکار لہ مقامی سوداگروں کی تجارت بالکل جاتی رہی اور اُن کو چھوڑکر جانا پڑا۔ پہلے معمولی مقابلہ رہا۔ سوداگر انجمن سے زیادہ قیمت دینے کی کوشش کرتے تھے لیکن نفع نہیں چاہتی ہے۔ کافی گنجائش کے نرخ پر کام کر سکتی ہے۔ اس کا غلہ درجہ بندی کیا ہوا زیادہ تر ایک ہی قسم کا تھا اور بازار میں اسکو زیادہ پسند کرتے تھے۔ آخرش حکام فوجی نے فروخت میں بہت آسانی کر دی۔ جو چارہ جنس کل کا کل لے لیا کرتے تھے۔

(ج) انتظام

انجمن کی معمولی مجلس اور بورڈ نگران ہے۔ ایک میں چھ ممبر ہیں اور دوسری میں ۹۔ ہر ایک ممبر اس طرح ایک یا دوسری مجلس میں کام کر سکتا ہے۔ ورنہ اس سے چھوٹی کمیٹی بہت ہی موزون ہوگی۔ آخر الذکر صورت میں کورم کے واسطے ۲ ممبر کافی ہیں۔ دونوں مجالس اعزازی ہیں لیکن کمیٹی کے ممبروں کی فیس ۱۲ مارک فی اجلاس ہوتی ہے (روپیہ کے برابر) کیونکہ اکثر ممبروں کو دُور سے آنا پڑتا ہے۔ اجلاس عام سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے۔ لیکن جب خاص موقعہ ہو یا جبکوئی لیکچر یا ایڈریس دینا ہو تو سو یا زیادہ ممبر شامل ہو جاتے ہیں۔ دو ممبروں کی کمیٹی جس میں ایک کمیٹی سے ایک ممبر اور

دوسری سے ایک ہوتا ہے سالانہ مال شماری کا کام اپنے ذمہ لیتی ہے۔ اور
حساب کی لیے ضابطہ پڑتال جو بلا اطلاع ہونی چاہیے کرتی ہے۔ باضابطہ پڑتال ہر
دوسرے سال یونین یا کسی یونین کے عہدہ دار کرتے ہیں +

(۵) اچھا انتظام قابل آفرین ہے کہ اس کے باعث انجمن نے اچھا کام کیا ہے
سنہ ۱۹۱۴ء پہلا معمولی سال تھا اُسنے ۴۲۰۰ ٹن جنس غلہ فروخت کیا اور اپنے ممبروں کو
۲۷۵ ٹن کھاد اور چارہ کی سپلائی کی۔ اس سے بہت فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ اس سے
زمیندار کو اچھی قیمت اپنے غلہ کی مل جاتی ہے۔ روپیہ فوراً ملجاتا ہے۔ ہمیشہ کی
منڈی اور پورے ساز و سامان کے غلہ خانہ کے تمام ممکن برکات اُنہیں حاصل ہو رہے ہیں
اس سے اُس نے اپنی کاشت کی اصلاح کر لی ہے اور اُسکے بیج کی شہرت زیادہ
ہو گئی ہے۔ اس سے اُس کو اچھی کھاد کا موزون قیمت پر ملنا بمقابلہ خراب اور غیر
یقینی کھاد کے یقینی اور آسان تر ہو گیا ہے۔

(۶) ۔ ۷ ۔ مینجروں کے اوصاف

انجمن ٹروشرونہ خوش قسمت ہے کہ اُس کا مینجر اچھا
ہے۔ چونکہ زمیندار اچھے اور کاروبار سے واقف آدمی
ہے۔ لیکن دونوں باتیں شاذ و نادر ہوتی ہیں۔
اور عموماً یہ سوال ہوتا ہے کہ کس قسم کا آدمی مقرر کیا جائے۔ زمیندار جس کو
تجارت کا پتہ ہی نہیں ہوتا یا تاجر جس کو زراعت کا کچھ علم نہیں ہوتا۔ غلہ کی تجارت
کیواسطے آخر الذکر زیادہ موزون ہے۔ لیکن بہم رسانی کے کام کے واسطے جو زیادہ
کھاد کے لین دین کا ہوتا ہے بہتر ہوگا کہ زمیندار ہو جو کہ ممبروں کو خرید کے وقت
مشورہ دے سکتا ہے۔ بہر حال چونکہ غلہ کی تجارت زیادہ خطرناک اور مشکل تر ہے
اس لئے اگر ایسا دونوں صفات سے موصوف آدمی نہ ملے۔ تو اول بہتر ہوگا
کہ تجارت سے واقف آدمی مقرر ہو۔ بڑی مرکزی جماعتوں کا فائدہ اسمیں ہے کہ وہ

دونوں ساتھ ہی رکھ سکتے ہیں۔

۱۷۔ عمدہ ترین قسم کی انجمن

(الف) دیہاتی بنک

اِس امر میں بھی تنازعہ ہے کہ غلہ کی فروخت کے واسطے کونسی انجمن بہتر قسم کی ہے۔ یورپ میں بہت سے دیہاتی بنکوں میں غلہ خانہ ہیں ایک غلہ خانہ ۲۵ سے ۱۵۰ ٹن غلہ آجاتا ہے۔ اُن کا بڑا فایدہ یہ ہے کہ اُن کو روپیہ ہر وقت مل سکتا ہے اور اُن کے برعکس دوسری صورت یہ ہے کہ کمیٹی اور بورڈ نگران صرف بنک کا ہی کام کرتے ہیں اور غلہ کے لین دین کا مشکل کام صرف منیجر پر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ایک نقص ہے جو کا یا ہندوستان میں بہت خطرہ کی بات ہوگی۔ اسلئے دیہاتی بنک میں غلہ خانہ کے قیام کی حمایت نہیں کرنی چاہیئے۔ اگرچہ کرنال میں ایک غلہ خانہ ہے جس نے اپنے ممبروں کا کئی سال سے غلہ جمع کر کے کامیابی سے فروخت کیا ہے۔

(ب) خود مختار غلہ خانہ کی انجمنیں

اگر دیہاتی بنکوں کو بالکل نظر انداز کر دیا جائے تو خود مختار غلہ خانہ کی انجمنیں قایم ہونی چاہیئے۔ اور یہاں پر اختلاف رائے ہے بعض تو کہتے ہیں کہ انجمن میں صرف اشخاص ہی ممبر ہوں۔ اور دوسرے کہتے ہیں کہ ٹرشر وتخہ کی طرح یہ دیہاتی بنکوں پر ہی مشتمل ہو۔ پچھلے پر یہ اعتراض ہے کہ یہ مالک اور خریدار کے درمیان غیر ضروری ایجنٹ بنتا ہے یعنی ممبر انجمن جس کو نفع میں حصہ ملتا ہوتا ہے جو کہ بہت تھوڑا ہوتا ہے برعکس اس کے یہ بہم رسانی کی انجمن کے موزون حال ہے۔ کیونکہ زیادہ مقدار میں لین دین کی آسانی کرتا ہے۔ انجمنیں جن کے ممبر صرف اشخاص ہی ہیں اُن میں بھی نقائص ہیں۔ ان میں پیوستگی کم ہے ایک سال ممبر آتے ہیں۔ اور دوسرے سال چلے جاتے ہیں۔ وہ آسانی سے روپیہ قرض

نہیں لے سکتے کیونکہ اُن کی کفالت کم ہوتی ہے۔ اور جذبہ اور عزم میں زیادہ غیر مستقل ہوتے ہیں۔ بعض انجمنیں دونوں کو شامل کرکے کام کرتی ہیں۔

۷۲۔ اِرڈنگ کی انجمن

اِرڈنگ کی بہترین انجمن جو میں نے دیکھی وہ اس قسم کی تھی۔ ۱۹۱۰ء میں قائم ہوئی۔ اور اب اسکے ۴۲۴ ممبر ہیں جسمیں ۱۴ دیہاتی بنک ہیں۔ انمیں سے ہر ایک میں ۴۰ سے ۱۵۰ ممبر ہیں۔ ایکہزار سے اوپر مالکان ہیں ہر ایک ۱۰ سے ۵۰ ایکڑ کا مالک اور انجمن کا بلاواسطہ یا بالواسطہ ممبر ہے ٹرسترودتھ کے برعکس ذمہ داری حصّہ کی تین گُنا مالیت تک محدود ہے ایک غلہ خانہ جس میں ۱۰۰۰ ٹن غلہ آجائے۔ ۵۰۰۰ پونڈ کی لاگت سے بنایا گیا تھا یہ ریلوے کے پہلو میں واقعہ ہے۔ اور انجمن کی ملکیت ہے۔ عمارت کی چار منزلیں ہیں۔ اور علاوہ اس کے ایک بڑا تہ خانہ ہیں مصنوعی کھاد جمع رہتی ہے دیواریں سیمنٹ کی ہیں۔ اور ستون اور فرش تہ خانہ کا ہے۔ باقی عمارت لکڑی کی ہے غلہ اوپر کی منزل میں بجلی کی مشین سے لیجایا جاتا ہے اور وہاں کل عمارت میں حسب ضرورت تقسیم ہوتا ہے ۱۹۱۲ء میں ۴۰۰ ٹن غلہ فروخت ہُوا اور ۳۰۰۰ ٹن کھاد اور چارہ بہم پہنچایا گیا۔ گندم اور جو کی چار قسم کی درجہ بندی ہوتی تھی۔ لیکن جب سے سرکار کی نگرانی ہوگئی کہ جسکو بہتر مال کی بجائے کثیر مال درکار ہے درجہ بندی نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی تنازعات ہوجاتے تھے اور کمیٹی ثالثان اُن کے فیصلہ کے واسطے مقرر ہوتی تھی۔ لیکن وہ اس غرض کے واسطے بہت ہی کامل ثابت ہوئی ہے۔ اب منیجر اُن کا خود تصفیہ کرتا ہے۔ نصف غلہ غیر ممبروں کا انجمن کے پاس آتا ہے۔ لیکن ممبران کو صرف سالانہ کمیشن کو ۵ فیصدی ملتا ہے غیر ممبروں کو بھی کھاد وغیرہ اُسی نرخ پر دیا جاتا ہے جس پر کہ ممبروں کو۔ فرق رکھا گیا تھا۔ لیکن فائدہ کے مقابلہ میں سر دردی زیادہ تھی۔ دیمک وغیرہ کو تکلیف

نہیں ہوتی کیونکہ گندم اور جو جو چوہڑے سے اجناس ہیں۔ چار ماہ سے زیادہ نہیں رکھے جاتے۔

اوّل دس سال کا منافعہ سرمایہ محفوظ میں رکھا گیا۔ اور ہندوستان اس مثال کی پیروی کرے تو بہتر ہوگا۔ اور اب ۲ فیصدی صرف اسمیں سے تقسیم ہوتا ہے۔ کم از کم تین ریزرو فنڈ ہیں اور نقصان کی صورت میں تینوں مل کر سدّباب کر دیتے ہیں۔ علاوہ اس کے کہ پنشن اور انعام کے واسطے خاص فنڈ ہیں۔ ایسے ہی بیج اور رفاہ عام کے فنڈ ہیں سرمایہ کا ایسا اچھا انتظام ہے کہ بہت سا قرضہ جنگ ۲۰ فیصدی تک چلتا دیا گیا اور حال میں ۵۰۰ پونڈ کا نقصان ہوگیا۔ کیونکہ مقامی ندی میں دفعتاً طغیانی آگئی اور تہ خانہ میں جسمیں کھاد بھری ہوئی تھی پانی بھر گیا وہ بلا کسی بڑی دقت کے پورا ہو گیا ہے۔ اس لحاظ سے کہ اسکو جاری ہوئے تھوڑا عرصہ ہوا ہے انجمن نے اپنا کام خوب کیا ہے۔ اس کے واسطے صبر اور کوشش کی ضرورت تھی اور اوّل اوّل بڑے پروپیگنڈا کی ضرورت تھی۔ مینیجر نے مجھ سے کہا کہ اس کو اوّل ایک ہفتہ میں تین چار دفعہ قرب و جوار میں اس غرض کے واسطے سفر کرنا پڑتا تھا

۴۳۔ ضروری مراتب

(الف) مینیجر

(ب) غلہ کا درجہ

جن مینیجران انجمن کو میں نے دیکھا انہیں فہیم اور ذی لیاقت پایا۔ انجمن فروخت کے واسطے اچھا مینیجر ہونا نہایت ہی لازمی تصوّر کیا جاتا ہے۔ اور اس صورت میں اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ماہرین کا اسپر زور ہے کہ غلہ اگر اوسط درجہ کا اچھا ہو تو اس میں فائدہ ہے کارکنان امداد باہمی کا خیال ہے۔ کہ بہت خراب غلہ نہ لیا جائے۔ اس صورت میں

اگر ناقص غلہ لینے سے انکار کیا جاوے۔ مینیجر کبھی ایسا کرنے کو تیار نہیں ہوتا اُس کو بہت احتیاط سے معاملہ کرنا چاہئے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایکدفعہ جب انجمن کے اچھے مال کی شُہرت ہوجائے تو فروخت میں آسانی ہوگی خصوصاً جو کہ شراب خانہ اور آٹا کی مشینوں کے پاس جن کو گاہک بنا لینا مفید ثابت ہو سکتا ہے ‡

(ج) بازار کے بھاؤ میں تبدیلیاں

ایک اور مشکل بازار کے بھاؤ میں اُتار چڑھاؤ ہے جس کا مدار تمام ملک کے حالات پر ہوتا ہے ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۲ء میں غیر ممالک کے مقابلہ کی وجہ سے غلہ بہت کم شرح پر فروخت کرنا پڑا جس سے بہت سی انجمنوں کا کافی نقصان ہوا۔ اس نقصان سے بچاؤ کے لئے مینیجر اور کافی سرمایہ محفوظ کا ہونا ضروری ہے۔ سرمایہ محفوظ اتنی جلدی نہیں بن سکتا ‡

۴۔ سنٹرل بنک اور اُن کے غلہ خانہ

نورمبرگ اور میونچ کے سنٹرل بنکوں کے غلہ خانوں کا ذکر اب ضروری ہے۔ اُن کے اس میلان کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ وہ چھوٹی انجمنوں کے نقصان کو اپنا نفع تصور کرتے ہیں۔ دونوں اُنکے اعلےٰ پیمانہ کے خاص محکمہ جات ہیں جو صرف غلہ کا ہی لین دین کرتے ہیں۔ اور چونکہ اُن کے ۴۴ غلہ خانہ تمام بویریا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس واسطے غلہ کے بیوپار میں اُن کی حالت بہت استوار ہے۔ ۱۹۱۹ء میں بویریا کے سنٹرل بنک واقعہ میونچ نے ۲۸۰،۰۰۰ لاکھ ٹن غلہ فروخت کیا ‡

۵۔ ایک نمونہ کا گرین سنٹرل بنک

اسکے نظام کار کو دیکھنے کے واسطے میں نے فریڈبرگ متصل اگسبرگ کے

ایک بڑے غلہ خانہ کا ملاحظہ کیا۔ عمارت غلہ خانہ کے طرز کی ہے۔ اور ۱۹۱۷ء میں مکمل ہوئی تھی۔ اسپر ۹۰۰۰ پونڈ لاگت آئی اور ۱۲۰۰ ٹن غلہ اس میں آجاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھ ۱۶ تہ خانے ہیں۔ جنمیں سے ہر ایک میں ۲۵ ٹن غلہ آجاتا ہے۔ تہ خانہ کا فائدہ یہ ہے کہ نمی سے غلہ محفوظ رہتا ہے اور تھوڑی محنت سے غلہ بہت جلد نکالا جاتا ہے۔ ایک ہنڈرڈ ویٹ کی بوری مثلاً چند سیکنڈ میں بھر کر تولی جاتی ہے اور ایک ہی مشین دونوں کام کر لیتی ہے۔

(الف) ایجنٹ ہائے خرید

عام طور پر غلہ خانہ کا حلقہ ۱۲ میل کا ہوتا ہے ۳۰ ایجنٹ جن میں اکثر مقامی انجمنوں کے ممبر ہیں۔ خرید غلہ کا کام کرتے ہیں۔ ہر ایک ایجنٹ ۵ - ۶ گاؤں میں کام کرتا ہے اور مینجر اُن کی نگرانی کرتا ہے۔ جو اس شخص کیوا سطے دورہ کرتا ہے علاقہ میں اُسکا رعب ہونا چاہئے۔ ورنہ کام کا ہرج ہوگا۔ اور وہ بالکل معتبر ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تجارت اعتبار پر موقوف ہے ضمانت کوئی نہیں ہوتی۔ اُس کو کچھ کمیشن جس قدر غلہ خرید دیا جاتا ہے۔ جب وہ اپنے گھر میں غلہ جمع کرے تو کمیشن کچھ زیادہ دیا جاوے گا مال کا روپیہ دینے کیوا سطے حالات کے لحاظ سے اُسے ۱۰۰۰ سے ۳۰۰۰ پونڈ تک کمیشن پیشگی دی جاتی ہے۔ نرخ خرید موتیج کے سنٹرل بنک سے مقرر ہوتے ہیں اور وہیں فروخت غلہ بھی ہوتی ہے۔ ہفتہ میں رپورٹ آتی ہے کہ اس قدر مال خریدا گیا . . . اور تاوقتیکہ تمام ایجنٹوں کی رپورٹوں پر غور نہ ہولے اور نئے نرخ مقرر نہ ہو جائیں مال نہیں خریدا جاتا۔ جب غلہ خرید ہوتا ہے تو مالک عام طور پر ایک مہینہ کے واسطے غلہ جمع رکھتا ہے تاکہ غلہ کی فروخت اور بار برداری کا انتظام ہو سکے معمولی تنازعات کا فیصلہ اُس جگہ کا ثالث کرتا ہے اور بڑے تنازعات غلہ منڈی کے ضابطہ ثالثی کے مطابق فیصلہ ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ہر فریق فہرست منظور شدہ

میں سے ایک ثالث مقرر کرتا ہے اگر دونوں ثالثان میں اختلاف ہو تو غلہ کی منڈی سے ایک سرپنچ مقرر ہوتا ہے جسکا فیصلہ ناطق ہوتا ہے۔ عدالت میں اس فیصلہ پر اعتراض صرف صورت فیصلہ کی غلطی پر ہو سکتا ہے۔ وکلاء کا کارروائی میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ضابطہ دراصل وہی ہے۔ جو پنجاب میں انجمن ہائے امداد باہمی میں رائج ہے۔

(ب) وسعت کام ۱۹۰۹ء میں ۴۰۰۰ ٹن غلہ خرید ہوئے جس میں ۲۰۰۰ غلہ خانہ میں آئے۔ اس کے علاوہ ۵۰۰ ٹن آلو اور شلغم اور گھاس بھی فروخت ہوا۔ کارکنان امداد باہمی اور دیگر اشخاص میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا اور اب تجویز ہے کہ اول الذکر کو آلات کشاورزی ارزاں نرخ پر بہم پہنچائے جاویں نقشہ بقایا ششماہی میں دو دفعہ کچھ نقصان دکھلایا گیا ہے یہ ضروری ہے کیونکہ خرید اور فروخت کے نرخ میں ۳ فی صدی کا فرق ہے برعکس اس کے تمام سنٹرل بنکوں کے غلہ خانوں کے نقشہ بقایا میں ہمیشہ منافعہ رہا ہے۔

(ج) انتظام اور نگرانی تنخواہ دار عملہ میں مینیجر ہوتا ہے جس کو صرف ۶۰ پونڈ سالانہ ملتے ہیں۔ کوئی مقامی کمیٹی نہیں ہوتی۔ لیکن یوٹریا کے ہر ضلع کا سنٹرل بنک کے بورڈ نگران میں ایک نمائندہ ہوتا ہے۔ اور مقامی نمائندہ جو عموماً با اثر زمیندار یا پادری ہوتا ہے۔ اپنے حلقہ میں ہر غلہ خانہ کو بلا اطلاع دو تین دفعہ سال میں دیکھتا ہے۔ اور وہ سال میں دو دفعہ مال شماری بھی کرتا ہے۔ اس کا اس کو جب دورہ پر ہو ۵ شلنگ روزانہ سے زیادہ نہیں ملتا۔

(د) دیمک سنٹرل بنک کے غلہ خانوں میں دیمک کی شکایت کا کوئی شگفتا

نہیں ہے۔ اُس وقت غلہ جلد جلد صاف کیا جاتا ہے عمارتی خرابیوں کو کانکریٹ
کے استعمال نے حتے الامکان کم کر دیا ہے جو لکڑی کے کام کی جگہ جو چوہا نے
غلہ خانہ میں وسیع پیمانہ پر ہوتا تھا ہونے لگا ہے ۔

۱۷۔ غلہ خانوں کے فوائد

پہلے ہی ذکر ہو چکا ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ لوئریا میں کم از کم غلہ خانے خواہ مرکزی ہوں
یا مقامی اپنے کام میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ غلہ کے بیوپاریوں کا اجارہ جاتا رہا
ہے اور وہ غلہ کی زیادہ قیمت دینے پر مجبور ہیں علاوہ بیچ والے اشخاص جو ہمیشہ فالتو
ہوتے ہیں اُنکو نکال دیا گیا ہے۔ انجمن کی معرفت اب کسان اپنا غلہ گندم براہ راست
کارخانوں کے ہاتھ فروخت کر سکتا اور غلہ جو شراب خانوں کے پاس اور جمعی
اور ریاستی جنگی محکمہ کے پاس۔ اب اُسکو اپنے بازار پر اعتماد ہے اور جیسا چاہے
فروخت کر سکتا ہے۔ اب وہ اپنا غلہ خود اپنی گاڑی سے کم اندازہ اور کیفیت پر جو لانا نہیں کرتا ہے
بلکہ جب چاہے غلہ خانہ میں لاسکتا ہے اور وہاں اہلکاری لوگ اسکو ملتے ہیں
اور اگر اُس سے سلوک اچھا نہ ہو تو وہ شکایت کر سکتا ہے۔ آخر ش مگر
ضروری عمدہ تخم اُس کو ہمیشہ مل جاتا ہے۔ اور بالکل اچھی کھاد اور یہ
دونوں عمدہ کاشت کے لئے ضروری ہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ تحریک ابتدائی
میں مالی امداد کے لئے گورنمنٹ لوئریا کی بہت ہی مرہون منت ہے۔ اور نیز محکمہ
جنگی کے جس نے بے اندازہ مال خرید کیا لیکن اس سے زیادہ یہ کار عظیم اور استعداد
اور عام حوصلہ اُن لوگوں کا مرہون منت ہے۔ جنہوں نے نہایت کامیاب کام
کیا ہے جیسا کہ مسٹر کاہل کہتا ہے۔ فروخت غلہ کی ترقی سے جو فائدہ چھوٹے کسانوں
کو جرمنی میں ہوا ہے۔ اُسمیں زیادہ حصہ لوئریا کے کسانوں کا ہے ۔

باب ششم

انجمن ہائے فروخت کے بیان کا خاتمہ

ا۔ بوئیریا کی انجمن ہائے شیر

۷۷۔ جرمنی میں انجمن ہائے دودھ

انجمنہائے دودھ سے قدرتاً خیال ہوتا ہے کہ امداد باہمی بالائی کا ذکر کیا جائے۔ لیکن فی الحال ہندوستان میں اس قسم کی انجمن کا قیام غیر اغلب ہے۔ اس واسطے میں نے اُن انجمنوں کا ہی ذکر کیا ہے۔ جن کا خاص کام فروخت شیر ہے۔ ان میں ۲۷ گذشتہ اپریل میں تھیں (۱۹۲۱ء) بوئیریا اور بیڈن اور ہانیو در بڑے مرکز ہیں۔ لیکن کبھی بھی امداد باہمی سپلائی دودھ کو بڑی ترقی حاصل نہیں ہوئی۔ جہاں تک بڑے شہروں کا تعلق ہے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جواب تک حل نہیں ہوا۔ مگر یہ اُن مسائل میں ہے جن کا حل طلب مسائل میں اندراج ہے یوں ہی کہ سرکاری نگرانی فروخت دودھ دور ہو جائے اور مقصد یہ ہے کہ حتی الامکان انجمنیں قائم ہو جائیں جو براہ راست خورد و نوش کرنے والے آدمیوں کی انجمنوں کے پاس شہروں میں براہ راست فروخت کریں۔ اس اثناء میں ہندوستان میں ہمارے لئے جہاں فروخت دودھ کے

کام کی انجمنیں ابھی آغاز ہی میں ہیں۔ اور جہاں بڑے بڑے شہروں میں بافراط اور خالص دودھ کی بہم رسانی کا سوال زیادہ مشکل ہو رہا ہے وہاں یوٹریا کا عملی تجربہ مفید ہوگا۔

۷۸۔ یوٹریا

یوٹریا میں قریباً ۱۰۰ انجمنیں ہیں۔ جن میں بقدر ۴۰ گذشتہ سال ۱۹۲۵ء جاری ہوئیں۔

اس وقت جیساکہ ہر جگہ جرمنی میں ہے سوال یہ نہیں ہے کہ دودھ فروخت ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ بافراط ہو اور شدت کی قلت رفع ہو جس سے گذشتہ سرما میں بہت شہروں میں سوائے بچے کے دودھ کا ملنا مشکل ہو گیا تھا مگر جنگ سے پہلے کچھ اور بات تھی یوٹریخ جیسے شہروں میں خصوصاً تعطیل کے ایام میں اکثر مانگ سے زیادہ دودھ آجاتا تھا۔ اور دودھ والے منتشر تھے اور اُن کا کوئی نظام نہ تھا۔ مقامی دودھ فروشوں کے رحم پر ہوتے تھے۔ اس واسطے اوّل انجمنیں دودھ کی آمد کو قابو میں لانے اور باقاعدہ کرنے کے واسطے جاری ہوئیں۔ اور انہوں نے ضروری سامان خرید لیا۔ تاکہ فالتو دودھ ڈایری کا مال بنانے میں صرف ہو۔ اور دو یا تین درمیانی اشخاص نکال دئے گئے۔ اور پاس کے شہروں سے براہ راست تھوک فروشوں سے لین دین ہونے لگا۔ اُن کو نہ صرف اس طرح اچھی قیمت ملنے لگی۔ بلکہ دودھ کی بکری کیلئے اچھی منڈی مل گئی حسب معمول مقامی دودھ فروشوں نے انجمنوں سے زیادہ قیمت لگانے کی کوشش کی لیکن چونکہ دودھ ارزاں اور نظام بہت اچھا تھا۔ اس واسطے اُن کو اپنا منہ دیکھنا پڑا۔ دودھ کا لین دین تھوک فروشی کی بنیاد پر کیا جاتا تھا ٹھنڈا اور صاف کر کے دیا جاتا تھا۔ اور کبھی اکثر معائنہ کر لینے کے باعث دودھ نوش ملاوٹ سے محفوظ ہو جاتا تھا۔ اس طرح باوجود آمد دودھ اُس کی مانگ سے اکثر زیادہ ہوتی تھی۔ اِن انجمنوں کے عمل بحساب تھوک فروشی

حاصل کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی۔ مقررہ قیمت پر جو سال بسال مقرر کی جاتی تھی۔ جس قدر دودھ انجمن کا جو پیدا ہوتے پر رضامند ہوتے تھے۔ اس طرح انجمن کی دو بڑی مشکلات میں سے ایک مشکل کہ ہمیشہ دودھ کی فروخت ہو تسلی بخش طریق سے حل ہو گئی ؛

۷۹۔ سرمایہ

دوسری مشکل روپیہ کی تھی۔ دودھ کو اچھی طرح صاف اور سرد کرنے کے واسطے اور دہی اور ملائی بنانے کے واسطے ایک بڑی لاگت کی مشین جس کی قیمت جنگ سے پہلے ایک ہزار پونڈ سے ۳۰۰۰ پونڈ تھی مطلوب تھی۔ گورنمنٹ نے قرضہ اور گرانٹ سے امداد کی اور باقی غیر محدود ذمہ واری سے روپیہ حاصل کیا گیا۔ تجارتی انجمن کے واسطے محدود ذمہ واری عموماً اچھی ہوتی ہے۔ لیکن ان دودھ کی انجمنوں کے واسطے غیر محدود ذمہ واری ایک فی الحقیقت ضرورت تھی ؛

۸۰۔ عام سسٹم (الف) لازمی خوانگی مال

ضوابط کے مطابق ممبر صرف انجمن کے پاس مال فروخت کر سکتے ہیں۔ لیکن اس قاعدہ پر بڑی سختی سے عمل نہیں ہوتا۔ اسے ایک مفید پیش بینی اور احتیاط خیال کیا جاتا ہے۔ مال کی لازمی خوانگی کے سوال پر انجمن ہائے فروخت کا پہلے ہی مباحثہ ہو چکا ہے۔ اور نتیجہ یہ تھا کہ جہاں انجمن کی بڑی لاگت کی مشین یا شراب کا پریس ہو۔ وہاں کسی قسم کا پابند کرنے والا قاعدہ لازمی ہے لیکن یہ ہمیشہ یاد رہے کہ عمل صورت یہ ہے کہ اگر منتظم اچھے ہوں تو لازمی خوانگی کے مقابلہ میں اُن کا زیادہ اثر ہوگا۔ دودھ جو حوالہ انجمن ہوتا ہے وہ خرید لیا جاتا ہے لیکن جس قیمت پر اس کو مال فروخت کرنا ہے اُس کی منظوری اجلاس عام سے ہوتی ہے اور کل قیمت ممبروں کو بعد وضع مصارف و ریزرو دیا جاتا ہے۔ جنگ سے پہلے صرف ممبر فی

دودھ میں لین دین ہوتا تھا۔ لیکن جب سے سرکار کا تصرف ہوا ہے کوئی امتیاز نہیں
رہا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔

(ب) ادائیگی اور مکھن کی قیمت مکھن کی کیفیت کا لحاظ کئے بغیر ادا کی جاتی ہے۔

اس کے دو وجوہ ہیں اول اسمیں آسانی ہے۔ اور متعدد انجمنوں میں سادگی لازمی نیکی میں
داخل ہے۔ دوئم بہت جگہ ایک دوسرے ممبر کے دودھ میں بہت فرق نہیں ہوتا ہے
علاقہ لویریا اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہاں چارہ بہت ہی مختلف قسم کا
ہوتا ہے۔ اس واسطے اس ضلع میں قیمت مکھن کی کیفیت کی بناء پر دیجاتی ہے
جس کی مہینہ میں دو دفعہ تشخیص کی جاتی ہے۔ لیکن وہاں بھی یہ عمل ترک ہو رہا
ہے اور سب دودھ کو یکساں خیال کرنے میں کم تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ لیکن یہ
عمل . . . . اچھا نہیں ہے خواہ مقتدر افراد کی آراء کا تقاضا
کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

(ج) ملاوٹ

آمیزش کا تدارک بذریعہ . . معائینہ
ہوتا ہے۔ اچھی انجمنوں میں ملاوٹ کی رپورٹیں مقامی حکام
کے پاس کی جاتی ہیں اور ملاوٹ کرنے والوں پر مقدمہ فوجداری چلایا جاتا ہے
پہلی دفعہ جرم کرنے کی صورت میں ۱۵ پونڈ جرمانہ ہوتا ہے اور دوسری دفعہ ۸ یوم قید
اس کی مثالیں عام نہیں ہیں بلاکلام اس کی وجہ یہ ہے کہ تحریک امداد باہمی آدمی کو
معتمد بنا دیتی ہے مقامی دودھ فروش یا ناواقف سے دھوکہ تو ہو جائے۔ لیکن اپنی
انجمن کو دھوکہ دینا اپنے ہمسایہ کو دھوکہ دینا ہے۔ اور یہ بات بہت ہی بدنما
دکھاتا ہے۔ یہ طریق امداد باہمی کا سب سے اچھا اور زود اثر ہے کہ اس سے لین دین
خود بخود ہی اچھا ہو جاتا ہے۔

(د) متفرق باتیں

اس وقت نسل کشی یا خراب جانور کے اخراج کیواسطے کچھ نہیں کیا جاتا۔ ضلع انگوئی میں ہر ایک گائے کا دودھ کبھی کبھی تحریر کیا جاتا ہے۔ لیکن ایسا شاذ ونادر ہوتا ہے۔ اور صرف وہاں جہاں گائیں مشترکہ حساب میں خریدی جائیں۔ عام طور پر ہر ممبر اپنے لئے گائے خرید کرتا ہے۔ عام بات یہ ہے کہ چارہ امداد باہمی سے خرید لیا جاتا ہے۔ بعض انجمنیں انڈوں اور دودھ میں بھی لین دین کرتی ہیں۔ لیکن یہ شاذ ہوتا ہے ؛

۸۱۔ انجمن دودھ ایبرسبرگ

موضع ایبرس برگ میں جس کے باشندے ایکہزار سے کم ہیں جو کوہ الپس کے دامن میں ایک ہموار ملک میں واقعہ ہے۔ ایک خاص قسم کی دودھ کی انجمن ہے۔ ۱۹۱۴ء میں اسکا اجراء ہوا اور ۸۰ ممبر تھے جو سب چھوٹے چھوٹے مالک تھے انہیں متحد کرنے میں بہت محنت اور وقت صرف کرنا پڑا۔ چنانچہ ایک گاؤں میں اکتیس دفعہ جانا پڑا تا کہ ممبران رضامند ہوں۔ اب اس وقت ۱۳۰ ممبر ہیں۔ اور ہر ایک ۳ میل کے حلقہ کے اندر شامل ہو گیا ہے۔ سوائے چند آدمیوں کے جو کہ سابقہ ایجنسی کے ذریعہ کام کرتے ہیں۔ ممبروں کی ۸۴۶ گائیں ہیں یا اوسطاً پانچ گائیں فی ممبر ہیں۔ اکثر کے پاس ایک یا دو ہیں اور بعض کے پاس ۲۰ تک ہیں۔ جنگ نے پہلے روزانہ دودھ قریباً ۹۰۰ گیلن ... ہوتا تھا۔ اب ۲۶۰ گیلن رہ گیا ہے۔ اور یہ اُس اثر کا نتیجہ ہے۔ جو جنگ سے جرمنی میں دودھ کی بہم رسانی پر ہوا ہے۔ سرکاری دخل ہونے سے پہلے کل دودھ موضع کی ڈائری کو جو ۲۸ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مقررہ نرخ پر دیا جاتا تھا۔ اور کل قیمت ممبروں کو ۶ روپیہ فی صدی مصارف کی بابت منہا کر کے دی جاتی تھی۔ جب دودھ مطالبہ سے زیادہ آجاتا تھا۔ تو فالتو دودھ کی بالائی اور دہی بنالی جاتی تھی۔ اور یہ بھی ڈائری واقعہ موضع خرید لیتی تھی

اس طرح انجمن اپنا سارا دودھ بلاوقّت فروخت کر دیا کرتی تھی ٭

مشین اور سامان پر انجمن کا ایک ہزار پونڈ سے زیادہ خرچ ہُوا۔ ایک عطیہ ۵۰ پونڈ اور تین سو روپیہ کا قرضہ بشرح ۲ فیصدی جو دس سال میں ادا ہونا تھا بو تیریا کی گورنمنٹ سے وصول ہُوا۔ باقی روپیہ موضع کے سنٹرل بنک سے ممبروں کی غیر محدود ذمہ واری کی کفالت پر قرضہ لیا گیا۔ چونکہ حصے برابر ہیں اسواسطے ہر ممبر ایک حصّہ لیتا ہے اور منافعہ تقسیم نہیں ہوتا۔ وہ تمام دودھ جس کی گھر میں ضرورت نہ ہو دینا لازمی ہے۔ اگر نہ دیا جائے تو کچھ تاوان دینا پڑتا ہے۔ لیکن ابتک تاوان نہیں لیا گیا۔ سرکاری دخل ہونے سے پہلے ۱۰ یا ۱۵ فی صدی کے سوائے دودھ دینا پڑتا تھا۔ ہر ممبر کا دودھ پندرہ روز میں ایک دفعہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا خالص ہے یا نہیں اور اس طرح روزانہ بارہ معائینے ہوتے ہیں۔ جس دودھ میں ملاوٹ ہو وہ موضع میں امتحان کے بعد بیچا جاتا ہے۔ اور مجرم ممبر پہ مقدمہ چلا کر سزا دی جاتی ہے۔ اس قسم کے مقدمات ابتک ۳ یا ۴ ہوئے ہیں۔ دودھ چھ گاڑیوں میں جن کو ممبر چلاتے ہیں۔ ڈایری میں لایا جاتا ہے۔ ملحقہ انجمن میں ایک ممبر ہر ہفتہ اسی گاوں میں باری باری دودھ اکٹھا کرنے اور جمع کرنے کا ذمہ وار ہوتا ہے ٭

انجمن کو دو خاص فائدے ہیں۔ اوّل تو قیمت اچھی تخمیناً ۲۵ فی صدی زیادہ ملتی ہے۔ اور دوئم دودھ ہر وقت فروخت ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی دودھ نوش کو خالص دودھ ملتا ہے۔ انجمن ابر سمیرگ بڑی مشکل سے جاری ہوئی۔ لیکن اس نے ایسا اچھا کام کیا کہ تین سال بعد ۵ میل کے فاصلہ پر ایک اور انجمن ایک گاؤں میں قایم ہوئی۔ اور پہلے جلسہ میں ۶۰ ممبر شامل ہوئے ان دونوں انجمنوں کے مینجر اُسی جگہ کے آدمی ہیں ایک کا مینجر تو بالکل تنخواہ دار ہے

اور دوسری انجمن میں منیجر کی بیوی اُسکی مدد کرتی ہے - ان دونوں کو ۸۰ پونڈ سالانہ اور مکان میں روشنی کا سامان اور دودھ اور دہی مفت دیا جاتا ہے ٭

۲- کاشتکاران انگور کی انجمن

ہندوستان میں اُنکی کیا وقعت ہے

۸۲- اب تک میں نے معمولی انجمن فروخت کا ذکر کیا ہے - جو مال خرید کر فروخت کرتی ہے - خواہ غلہ ہو یا ترکاریاں - یا دودھ سال جس حالت میں آتا ہے ویسے ہی فروخت کر دیا جاتا ہے - میں اب بڑے اعلےٰ قسم کا ذکر کرتا ہوں - جو فروخت سے پہلے اپنے ممبروں کے مال کو کسی اور صورت میں تیار کر دیتی ہے - کاشتکاران انگور کی انجمن اس کی اچھی مثال ہے - کیونکہ انگور خرید کر شراب فروخت کی جاتی ہے - بادی النظر میں ایسی انجمن سے ہندوستان کو کم علمی دلچسپی ہو سکتی ہے - کیونکہ ہندوستان کے ملک میں خوبیٔ قسمت سے انگور اور انجیر نہیں ہوتے - برعکس اس کے کپاس بکثرت ہوتی ہے اور انجیر کی طرح بغیر بڑی لاگت کی مشین کے اس کو اچھی طرح سنبھالا نہیں جا سکتا اور نہ ہی امداد باہمی کے بغیر فائدہ سے فروخت ہو سکتی ہے - کیونکہ بازار کے بھاؤ کے اُتار چڑھاؤ کی وجہ سے جبکہ وہ تنہا ہوتا ہے ناتجربہ کاشتکار بیوپاری کے رحم .... پر ہوتا ہے - اسواسطے جرمنی کے کاشتکاران انگور کا مختصر بیان دلچسپ ثابت ہوگا کیونکہ پنجاب کے واسطے روئی بیلنے والی مشین عرصہ ہوا تجویز ہو چکی ہے ٭

مشکلات

۸۳- ۱۹۱۹ء کے اخیر میں ۱۸۳ انجمنیں تھیں بہت سی رائن کے کنارہ اور اُس کی ملحقہ وادیوں میں پائی جاتی ہیں - کیونکہ اس کی داستان

قابلِ تعجب ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے اعلیٰ ملک میں ناقص کبھی جیسا کہ جرمنی ہے ہمیشہ کامیابی حاصل نہیں ہوتی ہے۔ جنگ سے پہلے ناقص انگور اور انجیر اور غیر ممالک مقابلہ کے باعث فرانس اور اٹلی کی شراب کو بجید ہر دلعزیزی حاصل ہوئی بہت سی انجمنوں کا قریباً دیوالہ نکل گیا۔ قیمتیں گر گئیں۔ ممبروں کو انجیر کی قیمت زیادہ دی جاتی تھیں اور شراب کے کنستر غیر فروخت شدہ شراب سے پُر تھے۔ نئے کنستر منگانے پڑے اور سرمایہ کو مقفل کرنا پڑا۔ بعض حالات میں خراب انتظام سے خدشہ اور بھی زیادہ ہو گیا۔ ایک یونین کو ایک لاکھ پونڈ سے زیادہ نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اس کے ممبر انجمنوں کو ریفائیسن سنٹرل بنک نے مدد دے کر بچایا اور پچاس ہزار پونڈ قرضہ زیادہ تر دیہاتی بنکوں سے بیکر ادا کیا گیا۔ اتفاق سے بنک سسٹم کے فائدے کی یہ ایک عمدہ مثال ہے جو ظاہر و باطن میں امداد باہمی ہے انگور کے بہت سے کاشتکاران کی انجمنوں کو جنگ کی دوسری صورت میں برکت تھی کیونکہ غیر ممالک کا مقابلہ اس کی وجہ سے بند ہو گیا۔ اور جرمنی شراب کی قیمت اسقدر بڑھ گئی کہ گذشتہ موسم خزاں میں جب بیشتر شمالی حصہ اور موصلے کے انگورستان میں تھا ہر انجمن پھر اپنی ٹانگوں پر اچھی طرح کھڑی ہو گئی۔ مستقبل کی نسبت مگر کچھ نہیں کہا جا سکتا بعض کا خیال ہے کہ خراب وقت آگے آئے گا۔ اور یہ سوال ہو سکتا ہے کہ سرد شمال بلا امداد غیر جنوب کے زیادہ گرم حصہ کا مقابلہ کر سکتا ہے یا نہیں:۔

نوعیت انجمن (الف) ذمہ واری

۸۴ ۔ ۱۹۲ انجمنوں میں سے جو ۱۹۱۹ء میں موجود تھیں۔ ۱۶ کی ذمہ واری غیر محدود تھی۔ اس قسم کی اختیار کرنے کی وہی وجہ تھی۔ جو انجمن ہائے دودھ کو اختیار کرنی پڑی۔ بہت سا راس المال شراب خانہ اور پیپوں کے واسطے ۵ تا ۹۰ درجہ فی صدی مطلوب ہے۔ اسمیں اور بھی قرضہ کی ضرورت ہے۔

چونکہ معمولی انگور کاشت کرنے والے کے پاس عام طور پر ایک یا دو ایکڑ انگورستان ہوتا ہے۔ اس واسطے شروع میں اُسکو اپنی تمام جائداد مطلوبہ روپیہ قرضہ لینے کے واسطے گروی کرنی پڑی۔ قرضہ جات مقامی دیہاتی یا سنٹرل بنک سے مل گئے جیساکہ جرمنی میں ایسے حالات میں ہوتا ہے۔ یہ مستحکم اور عمدہ نظام بنک کی جسکا ذکر پہلے کیا جاچکا ہے برکت ہے کہ کسی دیہاتی انجمن کو جرمنی میں روپیہ کے نہ ہونے کی وجہ سے تکلیف پیش نہیں آتی۔ . . . . کیونکہ روپیہ ہمیشہ قرض مل سکتا ہے بشرطیکہ کفالت اچھی ہو۔

انجمن کی وسعت اور لازمی قاعدہ (ب) انجمنیں عموماً چھوٹی ہیں۔ میں نے ۱۸۰ ممبروں کی انجمنیں دیکھیں لیکن اوسط درجہ کی انجمن ۴۰-۶۰ ممبران کی ہوتی ہیں۔ میں نے جرمنی میں بجز ان دیہاتیوں کے جو سبز موصلے کے کناروں پر ایک یا دو میل کے فاصلے پر اپنے دیہاتی انگورستان میں آباد ہیں۔ اور کوئی قوم ہندوستانی دیہاتیوں سے ملتی جلتی نہیں دیکھی۔ . . . . .
. . . . ممبروں کا فرض ہے کہ تمام انگور انجمن کے پاس لائیں سوائے اُس کے کہ جو ان کو گھر میں مطلوب ہو۔ اور یہ پابندی نفاذ پذیر معلوم ہوتی ہے۔ میں نے دو تین انجمنوں میں دیکھا کہ ممبران اس وجہ پر خارج کر دئے گئے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر انجمن چھوٹی ہو اور روح امداد باہمی استوار ہو تو ایک لازمی قاعدہ ضروری نہیں ہے کہ بے کار ثابت ہو

(ج) شراب کے لئے ادائیگی جب انگور آجائیں تو ایک کمیٹی جو اس غرض کے واسطے مقرر ہوتی ہے دیکھتی ہے کہ ان میں مٹھاس کا جزو کس قدر ہے۔ اور اُس کے مطابق اُسکی درجہ بندی کرتی ہے انگور ۷ مختلف اقسام کے ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کا نرخ جداگانہ

. . . . ہوتا ہے۔ انگور خرید لئے جاتے ہیں۔ اور قیمت یا بازاری نرخ
کے مطابق دے دی جاتی ہے یا بازاری نرخ سے کچھ کم۔ جب شراب فروخت ہوتی ہے
تو اور روپیہ دیا جاتا ہے۔ لیکن ارد گرد کے علاقہ کی قیمت پہلے معلوم کی جاتی ہے تاکہ
ممبروں کو زیادہ سے زیادہ روپیہ ملے یا فروخت کمیشن پر ہوتی ہے۔ اور تب جب تک
فروخت نہ ہوئے۔ کوئی روپیہ نہیں دیا جاتا یا دونوں طریق سے فروخت ہوتی ہے
مثلاً میکسس میں جو آسر کی وادی میں ایک گاؤں ہے جس کو فخر ہے کہ وہ جرمنی
میں کاشتکاران کی سب سے پرانی انجمن ہے جو ۱۸۶۸ء میں قائم ہوئی شراب کی
قیمت بازاری نرخ سے ۲۵ فی صدی کم دی جاتی ہے اور قیمت کی ادائیگی فروخت
میں جو وصول ہو اُس پر منحصر ہے۔ دو تین سال میں تمام شراب فروخت ہو جاتی ہے
اور آخری حساب چکا دیا جاتا ہے۔ نقد قیمت نہیں دی جاتی۔ بلکہ ہر ممبر کے حساب
میں رقم جمع کر دی جاتی ہے۔ ممبر جب چاہیں اپنے جمع شدہ روپیہ میں سے لے
سکتے ہیں اور جو روپیہ نہ برابر کیا جائے اُس پر ۴ فیصدی سود دیا جاتا ہے جو کہ امانت
عند الطلب تصور ہوتا ہے۔ اگر ممبر کو اُس روپیہ سے اُسکا حساب میں موجود ہے زیادہ
روپیہ درکار ہو تو آئندہ سال کی فصل پر اُسکو روپیہ دے دیا جاتا ہے۔ اور جب یہ
بیباق ہو جائے تو اُسکو ایک قرضہ پچھلے سے نصف کے برابر دیا جائے گا۔ نصف منافعہ
سرمایۂ محفوظ میں جمع ہوتا ہے اور باقی نصف چونکہ تھوڑا ہوتا ہے ہر نصف سال میں
تقسیم ہوتا ہے۔ ایک ملحقہ انجمن میں یہی طریق ہے۔ سوائے ایک دو باتوں کے
اختلاف کے جو بے معنی ہیں۔ جب عارضی قیمت مقرر ہو جاتی ہے تو اجلاس عام
میں اس کی رپورٹ ہوتی ہے۔ جہاں ممبروں کے حساب کئے جاتے ہیں۔ ۵ فیصدی
کل رقم میں سے وضع کر کے فنڈ بیمہ میں رکھا جاتا ہے جو نقصان کی صورت میں
روپیہ کی امداد کے واسطے اولین فنڈ ہوتا ہے۔ تین سال کے بعد اگر کوئی نقصان نہ ہو

تو رقم تقسیم کر دی جاتی ہے۔ بعض انجمنیں نقصان سے بچاؤ کے واسطے مساوی فنڈ بناتی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اچھے سالوں میں جو منافعہ ہو اُس میں سے کچھ رقم خراب سالوں کی کمی کو پورا کرنے کے واسطے علیحدہ رکھی جاتی ہے

(۶) سرمایہ محفوظ — مضبوط سرمایۂ محفوظ بہت ہی ضروری ہے۔ اور تمام انجمنیں جو میں نے دیکھیں اُن میں تین طرح کی حفاظت تھی۔ ادھر دو میں روک تھام کیلئے خاص قاعدہ بھی تھا۔ ریزرو فنڈ کا مضمون ایسا اہم ہے کہ اس کا علیحدہ ذکر دوسری جگہ کیا گیا ہے۔ اس وقت اس قدر کہنا کافی ہے کہ ایک انجمن فروخت جس کے پاس بہت سا مال ہو مثلاً ایک انجمن کے پاس جو میں نے دیکھی ۳۰ لاکھ گیلن سے زائد شراب ذخیرہ میں تھی اُس کے پاس بہت ریزرو نہیں ہو سکتا۔

فوائد — **۸۵**۔ اس میں کم شبہ ہے کہ انجمنوں کا مقصد پورا ہو گیا ہے جیسا کہ غلہ خانہ کے انجمنوں کی صورت میں اشتراک سے فروخت میں آسانی ہو گئی ہے اور کاشت میں درجہ بندی سے اصلاح پہلے ایام میں کاشتکار انگور شراب کے ٹھیکہ دار کے رحم پر ہوتا تھا۔ ایسے ہی یوریا کا کسان بیوپاری غلہ کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔ جیسا کہ ایک صدر نے کہا ممبروں کی ۱۰۰ اگز لمبی جماعت کیطرف اشارہ کر کے جو اپنے انگور حوالہ کرنے کے انتظار میں تھے کہا فصل اوّل درجہ کا ہے لیکن اگر انجمن نہ ہوتی تو بازار شراب سے بھر جاتا اور اسکو ہم ایک ڈالر فی گیلن کے بدلے فروخت کرنے پر مجبور ہوتے۔ ایک اور صدر کا خیال تھا کہ اگر انجمن نہ ہو تو ممبروں کو دس فیصدی زیادہ قیمت آسکتی ہے۔ امداد باہمی فروخت کے فوائد مسلمہ ہیں اور اس سے کچھ نہیں پڑتا۔ خواہ یہ شراب ہے یا غلہ یا کچھ اس کے ساتھ ہی مشکلات میں بھی کوئی کلام نہیں ہے کسی دیگر زراعتی انجمن

امداد باہمی کے مقابلہ میں امداد باہمی کا جذبۂ عمل اس میں زیادہ ہونا چاہیے۔ منتظمین کا پختہ کار ہونا بھی کامیابی کے اصل الاصول اوصاف ہیں۔
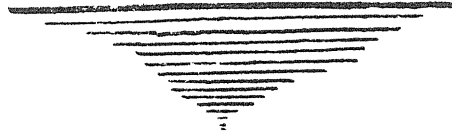
۸۶۔ ہندوستان کی خوشحالی اور فارغ البالی کے لئے کوئی مسئلہ اس سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ کہ اس کے رہنی قرضہ کو بجائے ایک بوجھ کے ذریعہ قوت بنادیا جائے۔ رہنی قرضہ صرف اُسوقت اندیشہ ناک ہے جبکہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہویا نہ ہوکہ وہ بہت گراں ہو۔ ہندوستان میں یہ دونوں باتیں ہیں۔ اس واسطے یہ اُسکی گردن میں بجائے اُسکی ترقی کی بنیاد ہونے کے جیسا کہ جرمنی میں ہے چکی کا پاٹ ہے۔ یہ اس واسطے نہیں کہ جرمنی میں رہنی قرضہ کم ہے۔ بلکہ ہندوستان کے مقابلہ میں یہ بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس کی شرح ۱۲ فیصدی کے مقابلے میں چار فی صدی ہے۔ اور اسے زمین سے زیادہ اور تازہ دولت حاصل کرنے میں صرف کیا جاتا ہے۔ اگر ہندوستان میں بھی وہی آسانیاں ہوتیں جو جرمنی میں ہیں۔ تو وہ بھی ۷۰ فی صدی پر قرضہ لے سکتا ہے۔ اور اسے کروڑہا روپیہ اپنے وسائل کی ترقی کے واسطے دستیاب ہو سکتے ہیں اس وقت جہاں تک مجھے علم ہے پنجاب ہی صرف ایسا صوبہ ہے جہاں ایک مارگیج بنک ہے اور وہ بھی گذشتہ سال جاری ہوا۔ اس کا مقابلہ بویریا سے کرو جس کی آبادی صرف ۷۰ لاکھ ہے اُس میں کم از کم ۸ بنک ہیں جو تھوڑا بہت رہن زمین کا کام

کرتے ہیں۔ مگر کوئی عظیم الشان کام ایک دن میں نہیں ہوا کرتا روما کی تعمیر ایک دن میں نہیں ہوئی تھی۔ مستحسن سسٹم ایکسو پچاس سالہ تجربہ اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ اس واسطے ہندوستان میں یہ مسئلہ ایک دو سال میں حل نہیں ہوسکتا۔ البتہ یہ حقائق دلالت کرتے ہیں کہ کام فوراً شروع کر دینا چاہیئے ٭

دو نمونہ کی انجمنیں

۸۷ - یہ مسئلہ یقیناً بہت ہی کٹھن ہے کیونکہ زمین کا قرضہ زیادہ پیچیدہ اور اصطلاحی حیثیت کا نظارہ بنسبت تھوڑی میعاد کے قرضہ کے جس سے ہندوستان کا ہر کو اپریٹو آشنا ہے .... اگرچہ اس بارہ میں بہت کچھ معرض تحریر میں آچکا ہے لیکن معمولی آدمی کیلئے اسے ٹھیک ٹھیک سمجھنا آسان نہیں ہے کہ مارٹگیج بنک کا کام کسطرح ہوتا ہے۔ اسواسطے دو نمونہ کے بنکوں کا مندرجہ ذیل مفصل بیان مفید ہوگا۔ جو دو بنک انتخاب کیئے گئے ہیں وہ ایگریکلچرل کریڈٹ ایسوسی ایشن واقعہ ڈریسڈن اور بویرین ایگریکلچرل بنک واقعہ مونیخ ہیں۔ دونوں فی الحقیقت انجمنہائے امداد باہمی ہیں اور دونوں کا بڑا مقصد غریب زمیندار کی امداد ہے اس واسطے دونوں کا مطالعہ خاص دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کیونکہ پنجاب میں غریب زمیندار بہت ہیں۔ اور انجمن ہائے امداد باہمی کے ذریعہ سے زمینی قرضہ کا پہلا تجربہ ہو رہا ہے۔ ڈریسڈن کی انجمن سیکسنی کی کل سالقہ مملکت میں کام کرتی ہے اور بویریا کا بنک بویریا میں دونوں اقالیم میں ملکیتیں رقبہ ہائے مملکت چھوٹی ہیں بویریا میں ۹۴ فی صدی ۵۰ ایکڑ سے کم اور ۳۶ فی صدی ۵ ایکڑ سے کم ہیں ٭

(الف) بویریا کا زراعتی بنک

گودام ہائے امداد باہمی کی طرح جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ بنک بویریا اپنے قیام کے لئے سنہ ۱۸۹۰ء کے زراعتی فسادات کا رہین منت ہے

اور اس کی بنیاد ۱۸۹۶ء میں یعنی ٹھیک ۲۵ سال بعد پڑی۔ اس کے ۵۰۰۰ ممبر ہیں جن میں ۲۵۰۰ اب بنک کے مقروض نہیں ہیں۔ اگر ۵۰۰۰ مارک قرض لیا جائے تو سو مارک کا ایک حصہ خریدنا لازمی ہے اور چونکہ کوئی شخص ایک ہزار سے زیادہ حصص نہیں لے سکتا اس واسطے قرضہ کی حد ۵۰ لاکھ مارک تک ہے۔ جب رہن کا قرضہ ادا ہو جاتا ہے تو حصص کا روپیہ واپس دے دیا جاتا ہے اور اگر وہ شخص ممبر رہنا چاہے تو صرف ایک حصہ رکھ سکتا ہے۔ فی حصص پر ڈیویڈنڈ ۴ فی صدی تک محدود ہے ؛

(ب) زراعتی انجمن قرضہ ڈرلیسڈن

انجمن ڈرلیسڈن کے بھی حصص ہیں اس کا اجراء ۱۸۶۴ء میں ہوا لیکن کوئی آدمی ایک سے زیادہ حصہ نہیں لے سکتا۔ واجب الادا رقم قرضہ کی رقم کے مطابق ہوتی ہے اور ۵ شلنگ (۵۰ مارک) ۲۵ پونڈ قرضہ کے واسطے (۵۰۰ مارک) سے لے کر ۶ پونڈ تک ۲ ہزار پونڈ سے زیادہ قرضہ کے واسطے ہوتا ہے۔ اس صورت میں قرضہ کی کوئی حد نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی ڈیویڈنڈ کی۔ یہ ایسی مثال ہے جس کی ہندوستان میں پیروی نہیں ہونی چاہیے۔ دونوں انجمنوں میں ایک اور بڑا فرق یہ ہے کہ یوئیریا میں ذمہ واری سرمایہ حصص کی دس گنا مالیت کے برابر ہوتی ہے۔ لیکن سیکسنی میں ممبر اپنی تمام جائیداد مکفول کر دیتے ہیں۔ جنگ سے ثابت ہو گیا ہے کہ زمین کی کفالت گورنمنٹ کی کفالت سے بھی اچھی ہے۔ اس کی عمدہ مثال بعد میں بیان کی جائیگی ؛

سرکاری مدد

۸۳۔ شروع میں دونوں بنکوں کے لئے سرکاری امداد ناگزیر تھی۔ انجمن ڈرلیسڈن کو ۳۷،۵۰۰ پونڈ کا کیش کریڈٹ دیا گیا تاکہ وہ اپنی تمسکات آسانی سے فروخت کر سکے۔ جن کے واسطے

پہلے کوئی مطالبہ نہ تھا۔ لیکن چار سال بعد میں حساب بند کر دیا گیا اور اُس وقت سے لے کر اس وقت تک بنک اپنا کام خود چلا رہا ہے۔ لویریا کا بنک اس کے مقابلہ میں زیادہ مدد کا محتاج رہا ہے اس نے گورنمنٹ کا ابتدائی ۲ ½ لاکھ پونڈ کا قرضہ ابتک ادا نہیں کیا۔ جس سے اُس کا اجراء ہوا اور اس میں ۵۰۰۰۰ پونڈ اب بھی بلا سود ہیں۔ ۱۹۱۹ء میں ۱۷۰۰۰ پونڈ اور قرضہ خوردنی اشیا کی نگرانی سے جو منافعہ ہوا اُس میں سے دیا گیا اور وہ بھی بلا سود تھا۔ اور اُس کی کوئی میعاد نہ تھی۔ یہ اس قرضہ کی ایک شرط تھی۔ اور یہ نشان ہندوستان میں بھی پیدا ہونی چاہئے کہ وہ بھی لویریا کے چار سنٹرل بنک کی مانند ۱۰۰۰۰ پونڈ اور ۳ فی صدی پر قرضہ دیسکے۔ باوجود اس قدر امداد ملنے کے بنک کے پاس اب تک سرمایہ مطلوبہ نہ تھا۔ اس کے پاس امانتوں کا کوئی روپیہ نہیں ہے۔ حالانکہ بنک ڈریسڈن کے پاس ۱۹۱۹ء کے آخیر میں ۲۰ ملین مارک کی امانتیں تھیں۔ ان دو بنکوں کے مقابلہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک بنک کو جو تھوڑی سی سرکاری امداد ملی اور دوسری کو بہت زیادہ وہ سیکسنی میں تقویت کا موجب ہوئی اور لویریا کی کمزوری کا۔ اگر یہ نتیجہ صحیح ہے تو اس سے اُس رائے کی تائید ہوتی ہے جو قرضہ کے عام نتیجہ کے متعلق ظاہر کی گئی ہے۔

جائداد جو رہن ہوسکتی ہے

۸۹۔ ہر آدمی خواہ اُس کا اعلیٰ پیشہ زراعت نہ بھی ہو قرضہ لے سکتا ہے بشرطیکہ سیکسنی میں اُس کی ملکیتی زمین ½ ۱ ایکڑ سے کم نہ ہو۔ اور لویریا میں ۵۰۰ مارک کے قرضہ کے واسطے اُس کے پاس کافی جائیداد ہو۔ جائیداد اُس کی صرف اُس وقت رہن لی جاتی ہے جب کاشت کے واسطے مطلوب ہو۔ رہائشی اور تفریح سامان کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا اور نہ ہی مویشیوں اور آلاتِ کشاورزی اور دیگر زراعتی سامان کا خیال کیا جاتا ہے بنیادی اصول یہ ہے کہ رہن میں کوئی منقولہ جائیداد منظور نہیں ہوگی۔ سیکسنی میں

لکڑی پر بھی رہن کا اطلاق ہوتا ہے۔ لوئیر یا میں جنگلات ایسے اہم ہیں کہ اُن کو بالکل نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اُن پر بھی قرضہ کے وقت غور اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیشہ بیمہ شدہ ہوں اور اُن کا انتظام باقاعدہ ہو۔ شاذ و نادر صورتوں کو مستثنےٰ قرار دیکر عام طور پر صرف اول رہن منظور کئے جاتے ہیں۔ لوئیر یا میں رہن ثانی اُس صورت میں کیا جائے گا جب بنک کے پاس پہلا رہن ہو۔ اگر قرضہ پہلے رہن کی بیباقی کے واسطے مطلوب ہو تو روپیہ براہ راست مرتہنہ کو دیا جاتا ہے۔ بالو بنک براہِ راست اور اکر دیتا ہے یا اپنے کسی مقامی ایجنٹ کی معرفت۔ اگر حد قرضہ جو منظور کیجا سکتی ہو۔ پرانے رہن کی بیباقی کے واسطے ناکافی ہو۔ تو کوئی قرضہ نہیں دیا جائیگا۔

قیمت کا اندازہ (الف) سیکسنی میں

۹۰۔ قرضہ دینے سے پہلے زمین کی قیمت لگانی چاہیئے۔

قیمت کے اندازہ کا صحیح ہونا بہت ہی ضروری ہے اگر بہت احتیاط کی جاوے تو قرضہ ناواجب طور پر رُک جاتا ہے۔ اگر زیادہ فیاضی کی جاوے تو بنک خطرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ہر بنک کا اپنا طرز عمل الگ ہے سیکسنی میں بنیاد مالگذاری کو تصور کیا جاتا ہے۔ زمین کی قیمت مالگذاری سے چالیس گنا ہوتی ہے۔ اور قرضہ جات مالیت کے ۶۰ فی صدی تک دئے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ ٹیکس بندوبست اراضی متعلقہ ۱۸۴۳ء پر مبنی ہے۔ اور زمین کی قیمتیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو زیادہ قرضہ مل سکتا ہے۔ اُس حالت میں کسی معتبر ممبر انجمن کو جو گرد و نواح میں رہتا ہو کہا جاتا ہے کہ زمین کا معائینہ کر کے رپورٹ کرے۔ اس قیمت کا ۶۰ فی صدی حد تک قرضہ دیا جا سکتا ہے۔ لیکن کسی نقصان سے بچاؤ کی خاطر قرض عموماً ۵۰ فی صدی دیا جاتا ہے ٹھیک ٹھیک رقم کا فیصلہ کرنے کے لئے زمین کی قسم اور گرد و نواح کے زراعتی حالات پر غور کیا جاتا ہے۔ یہ معلومات صدر مقام سے بسہولت تمام حاصل ہو سکتے ہیں۔

اس قسم کی اطلاع اہم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر مقامی تخمینہ قیمت کی پڑتال نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر آخرالذکر صورت میں کوئی شبہ کی وجہ ہو تو مجلس انتظامیہ کے کسی ممبر کو موقعہ پر رپورٹ کے واسطے بھیجا جاتا ہے۔ عام طور پر قیمت کے اندازہ پر اعتبار ہو سکتا ہے اور صرف کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مقامی اثر و رسوخ کی وجہ سے اندازہ زیادہ لگا لیا جاتا ہے۔ بنک کے ۳۰۰ خاص مقامی ایجنٹ ہیں۔ جن کو اعتبار کے آدمی کہتے ہیں۔ اندازہ قیمت کے بارے میں اکثر اوقات ان سے استصواب کیا جاتا ہے۔ اس کام کے لئے اُن کو ایک یا دو شلنگ فیس ملتی ہے*

(ب) بوئیریا بوئیریا میں ٹیکس اراضی کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ اور انفرادی حالات کے اختلافات کو مدِّ نظر رکھ کر اس اصلاحی معیار کو درست تصور نہیں کیا جاتا۔ نہ ہی لوکل ایجنٹ پر زیادہ انحصار کیا جاتا ہے۔ جس سے مُشتبہ حالات اور صرف چھوٹے چھوٹے قرضہ جات کی صورت میں کام لیا جاتا ہے بنک یہ کام زیادہ تر اپنے ملازمین کی معرفت کرتا ہے جو موقعہ پر حتی الامکان اکثر جاتے ہیں تاکہ اُن کو مقامی واقفیت حاصل ہو اور اسی واقفیت کو صحیح اندازۂ قیمت کی صحیح بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔ افسر معائینہ زمین کے وقت صرف قیمت فروخت دیکھتا ہے مگر پیداوار بھی ہاں قیمت فروخت کا زیادہ لحاظ ہوتا ہے۔ خالص پیداوار کا اندازہ قدرتاً مشکل ہے اور سیکسنی میں کسی قدر مقبولیت کی بنا پر اس کو اس وجہ پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ ہر ایک کاشتکار کی حالت میں یہ مختلف ہوتی ہے اور ۵۰ - ۶۰ سال میں جو رہن کی میعاد ہوتی ہے کاشتکار کا ردوبدل ہو نہ ہی بوئیریا میں اور نہ ہی سیکسنی میں موجودہ اندازہ قیمت زمین جس کی وجہ روپیہ کی کمی سے ہے معیار قرضہ جات تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن سیکسنی میں ایجنٹوں کو خصوصاً ہدایت ہوتی ہے

کہ جنگ سے پہلے کی قیمتوں پر اندازہ کرلینا۔ یوئیرپا میں۔ اس سے ۲۵ فی صدی قیمت اگر زیادہ ہو تو منظور کرلی جاتی ہے کیونکہ یہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ جنگ سے پہلے کی قیمتیں پھر نہیں ہونگی۔ برعکس اس کے کل قیمت کا ۵۰ فیصدی سے زیادہ قرضہ نہیں دیا جاتا جو سیکسنی کی حد قرضہ سے دس فیصدی کم ہے ؎

(ج) ہندوستان

اندازۂ قیمت کے دو طریق میں بڑی خصوصیت احتیاط اور صحیح مقامی واقفیت ہے۔ دونوں میں یوئیرپا کا طریقہ اغلباً ہندوستان کے لئے موزون ترین ہے کیونکہ اوّل موزون لوکل ایجنٹوں کا کافی تعداد میں ملنا مشکل ہے اور اس میں دیر لازمی ہوگی سیکسنی میں اندازۂ قیمت ۴ یوم سے زائد صرف نہیں ہوتے اور یوئیرپا میں چونکہ کہتے ہیں کہ انتظام زیادہ باقاعدہ ہے صرف دس یوم ہی صرف ہوتے ہیں۔ لیکن ہندوستان میں مزید توقع نہیں کہ اس کی برابری کرسکے ؎

لوکل ایجنٹ

۹۱۔ یوئیرپا اور سیکسنی دونوں میں لوکل ایجنٹ یا اعتبار کا آدمی بنک اور اُس کے ہزار ہا ممبروں کے درمیان بڑی اہم کڑی ہے۔ ابتدائی ایام میں سیکسنی گاؤں کا سکول ماسٹر ہوا کرتا تھا یا علاقہ کا پادری لیکن چونکہ تعلیم عام ہوگئی ہے اس واسطے چھوٹے زمیندار سے بھی کام لیا جاتا ہے یوئیرپا میں زراعتی اُستاد عام طور پر اس کام کے واسطے لگایا جاتا ہے۔ اگرچہ صرف خرچ ہی دیا جاتا ہے پھر بھی بہت سے اچھے آدمی مل جاتے ہیں۔ کیونکہ جذبۂ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ استوار ہے اندازۂ قیمت کے علاوہ وہ باتجربہ کار زمیندار کی درخواست میں مدد کرتے ہیں اور سیکسنی میں وہ بعض اوقات اُس کے ہمراہ بنک جاتے ہیں کہ قرضہ رہن کے ضوابط سے عہدہ برآ ہونے میں اُسکو مدد دیں اس کیواسطے اُن کو ۸ ر سینکڑہ قرضہ پر کمیشن ملتا ہے ہندوستان میں ناخواندہ زمیندار کیواسطے قریباً ایسے ہی طریقہ کی ضرورت ہوگی ؎

تمسّکات رہن (الف) اُن کا اجراء

۹۲ - اب ہم اصل معاملہ کی طرف آتے ہیں۔ یعنی اجرائے تمسّکات کی طرف۔ اکثر لوگوں کو پتہ ہے کہ رہن کے قرضہ جات کا روپیہ کس طرح سے آتا ہے۔ وہ سلسلہ وار ۲۵۰۰۰ پونڈ سے .....۵ پونڈ کی مختلف مالیّت کے جاری ہوتے ہیں یہ آسانی کے واسطے ہوتا ہے کیونکہ سلسلہ وار لین دین بمقابلہ غیر محدود تعداد متفرق تمسّکات کے زیادہ آسان ہوتا ہے۔ اور کسی قسم کی کفالت کی طرح اُن کی خرید و فروخت سٹاک اکسچینج پر ہوتی ہے اور شرح سود مقرر ہوتی ہے جو بلحاظ سلسلہ مختلف ہوتی ہے۔ لیکن ایک ہی سلسلہ کے تمسّکات کی شرح ایک ہی ہوتی ہے شروع میں سیکسنی میں مقروض کو یہ تمسکات عہد و پیمان کیواسطے دئے جاتے تھے لیکن جب معلوم ہوا کہ اس سے اُس کو بازار والوں کے رحم پر انحصار کرنا پڑتا تھا جن کی اُس کو سمجھ نہ تھی۔ تو اُس کو نقد روپیہ دیا جانے لگا۔ یہ اب عام طریقہ ہے۔ اور ہندوستان کے واسطے صرف یہی ممکن ہے +

(ب) مصارف کا وضع کرنا

نہ ہی بویریا میں اور نہ ہی سیکسنی میں قرضدار کو پوری رقم قرضہ ملتی ہے۔ ۲ فی صدی مصارف اور سٹامپ (½ فی صدی) کے واسطے وضع کر لیا جاتا ہے اور سیکسنی میں ۳ فی صدی اور کاٹ لیا جاتا ہے تاکہ قرضہ کے جاری شدہ تمسّکات کی فروخت پر اگر کوئی نقصان حتی الامکان ہو تو وہ پورا ہو جائے۔ مثلاً بازاری شرح کسی خاص سلسلہ تمسّکات کی ۱۰۱ ہے تو قرضدار کو صرف ۹۶ فی صدی نقد دیئے جائیں گے۔ ۲ فی صدی مصارف کے واسطے کاٹ لئے جاتے ہیں اور ۳ فیصدی رکھ لیا جاتا ہے تاوقتیکہ کل سلسلہ تمسّکات فروخت ہو جائے۔ اس میں ۳-۴ سال صرف ہو جاتے ہیں اگر کل قیمت تمسّکات وصول شدہ (بعد منافعہ ۴ فیصدی وضع شدہ

بابت مصارف، قرضہ جات کی کل رقم سے زیادہ ہے تو باقی ممبر متعلقہ کا
حساب بلحاظ اُن کی رقوم قرضہ جات کے جمع کر دیا جاتا ہے اور اگر کمی ہو جو شاذ ہوتی
ہے۔ تو اُن کے حساب میں بجائے اُس کے بقایا اُن کے ذمہ نکال دیا جاتا ہے۔

(ج) ابتدائی مشکلات پہلے دو تین سال دونوں بنکوں کو فروخت تمسکات میں مشکلات پیش آئیں ہم نے
ذکر کیا ہے کہ سیکسنی میں یہ تکلیف بمشکل گورنمنٹ سے مالی امداد لیکر رفع ہوئی۔
بویریا میں کمرشل بنکوں کو ایک خاص معقول کمیشن دیا گیا تاکہ وہ فروخت
تمسکات میں بے حد کوشش کریں۔ گورنمنٹ کا زور بھی ڈالا گیا
کہ پبلک ٹرسٹ کو کل باڈبیٹر وغیرہ خرید کریں۔ سیکسنی اور بویریا
میں تمسکات کو ٹرسٹی سٹاک قرار دیا گیا ہے+

(د) نرخ کا اُتار چڑھاؤ بویریا میں تمسکات کی قیمت میں کچھ کمی بیشی ہوتی رہی ہے۔ لیکن سیکسنی میں
فرینکو پرشیا جنگ کی وجہ سے اُن کی قیمت کم ہو کر ۵۲ رہ گئی۔ موجودہ جنگ کے
آغاز پر اثر پڑا۔ تمسکات جن کی قیمت ۱۹۱۲ء میں ۹۷ تھی اب ۱۱۳ ہو گئی۔ اور
اکتوبر ۱۹۲۰ء میں ۱۰۸ - اُس وقت قرضہ جنگ کا سٹاک ۹۸ کی شرح سے جاری
ہوتا تھا اور اُسکی شرح سود بھی زیادہ تھی۔ اُن کی قیمت ۷۷½ تھی۔ اس بڑے
مقابلہ کی بڑی وجہ یہ ہے کہ زمین جو تمسک کی کفالت ہوتی ہے وہ ہمیشہ قیمتی
ہے اور گورنمنٹ کا اعتماد متزلزل ہو گیا ہے۔ یہ اس
حقیقت کی ایک روشن مثال ہے کہ آخرکار کفالت زمین کفالت
سرکار سے بھی بہتر ہے+

(ہ) تنسیخ تمسکات ان تمسکات کے اجرا میں یہ بنیادی اصول ہے کہ وہ

قرضہ جات کی رقم سے متجاوز نہ ہوں۔ چنانچہ جب وصولی ہوتی ہے۔ تو مقابل مالیت
کے تمسکات یا تو خرید سے یا اگر سو سے اوپر اُن کی مالیت ہے تو سالانہ لاٹری سے
فک ہو جاتے ہیں۔ سیکسنی میں حال ہی میں تمسکات لاٹری کے ذریعہ مساوی مالیت
پر خریدنے پڑے اور چونکہ اُن کی قیمت سو سے کم تھی اُس میں خریدار تمسک کو فائدہ تھا
مگر اب تمسکات ایسے مقبول ہو چکے ہیں کہ اس قسم کے کاروبار کی ضرورت نہیں
ہے معمولی رہن کے بنکوں میں میرے خیال میں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ تمسکات کی مالیت
حصص ادا شدہ اور ریزرو کی مالیت کے ۱۵ گنا سے متجاوز نہیں ہونی چاہئے
اگرچہ کوئی بھی بنک اس قاعدہ پر کاربند نہیں ہے جن کا اوپر میں ذکر کر رہا ہوں لیکن
ہندوستان میں اسوقت تک ایسا کرنا دور اندیشی کی بات ہوگی جب تک کہ تجربہ حاصل نہ
ہو جائے ؎

(الف) ادائیگی قرضہ جات

۹۳۔ سیکسنی میں وصولی کے دو درجے ہیں۔ ایک ۵۹ سال سے ہے۔ اور دوسرا
۸۰ سال سے۔ پہلے طریق کے رو سے ۹/۲۰ فی صدی ہر سال قرضہ رہنی ادا کیا جاتا
ہے۔ اور دوسرے طریق میں صرف ۱/۵۔ لوریا میں کم از کم ۱/۲ فی صدی شرح ہے
جو پوری وصولی کے واسطے ۵۲ ۱/۴ سال کا عرصہ ہے۔ ایک ممبر خود فیصلہ کر سکتا ہے
کہ کس حساب سے سالانہ قسط قرضہ ادا کریگا۔ یہ قرضہ کی رقم سے ۲ فی صدی سے شاید
ہی متجاوز ہوتا ہے۔ یہ وصولیاں جو ہر ششماہی پہنچتی ہیں اور سنکنگ فنڈ میں جمع ہوتی
ہیں۔ جو سود مرکب سے جمع ہوتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ فک الرہن کے واسطے کافی ہو جاتا ہے
علاوہ اصل رقم کے ششماہی رقم وصولی سود قرضہ جو اب ۴ فی صدی ہر دو بنک
میں ہے اور مصارف انتظام پر مشتمل ہوتی ہے۔ لوریا میں مصارف انتظام
۱/۲ فی صدی ہوتے ہیں۔ لیکن سیکسنی میں ۱/۴ فی صدی سے زیادہ نہیں۔ کچھ خرچ لینا ضروری

ہے۔ کیونکہ قرضدار وہی شرح سود دیتا ہے جو خرید تمسک سے لی جاتی ہے ۔

(ب) وقت سے پہلے روپیہ کی ادائیگی

قرضہ کا فوری تقاضا نہیں ہو سکتا سوائے خاص حالات کے جو ضوابط میں مذکور ہیں۔ جو عام طور پر ایسے ہیں۔ جن سے قرضہ کے روپیہ کے ضائع اور خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ لیکن اس اختیار کا استعمال شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ مگر یہ ضروری بچاؤ ہے۔ قرضدار جب چاہے روپیہ ادا کر سکتا ہے۔ لیکن اُس صورت میں جہاں تک کہ سیکسنی کا تعلق ہے وقت سے پہلے جب روپیہ ادا کیا جاوے تو بذریعہ تمسکات ادا کیا جاوے۔ اور تمسکات اسی سلسلہ کے ہونے چاہیے جو قرضہ کے روپیہ کے واسطے جاری کئے گئے تھے۔ بویریا میں نقد روپیہ ۶ ماہ کے نوٹس پر لیا جاتا ہے۔ اس امانت سے پورا پورا فائدہ حال میں حاصل کیا گیا ہے کیونکہ جنگ کے باعث کسان کو عارضی خوشحالی نصیب ہو گئی ہے۔ گذشتہ تین سال میں بویریا کے بنک کو ۳۰ ملین مارک تاریخ مقررہ سے پہلے واپس ادا ہو چکے ہیں۔ مالک کا فائدہ اُس سے بھی زیادہ ہے جتنا کہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ۳۰ لاکھ سونے کے سکہ میں قرض لیئے گئے تھے اور واپسی کاغذ میں ہوئی ہے۔ یہ تخمینہ کیا گیا ہے۔ کہ بویریا کا قرضہ رہن ایک چوتھائی کم ہو گیا ہے۔ یہ مسئلہ تنہی بی کی خصوصیت نہیں ہے۔ غالباً یورپ کا ہر ملک کم و بیش ایک ہی کہانی سنائے گا۔ یہ اس واسطے نہیں کہ جنگ اور دیہاتی آسودگی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ بلکہ اس لیئے کہ جنگ شہر والوں کو بے حس کر دیتی ہے۔ اور گاؤں والوں کو اس سے کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔

(ج) نادہند

ایسے حالات میں جیسا کہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ نادہندگی شاذ ہوتی ہے ۱۹۱۹ء کے آخیر میں سیکسنی میں ۱۳۲۰۰۰ پونڈ سود میں سے جو انجمن کو واجب الادا ہے صرف ۵۷ پونڈ بقایا رہ گئے

لیکن جنگ سے پہلے بھی نادہندگی عام نہ تھی۔ دس سال کے عرصہ میں ۱۹۱۳ء کے خاتمہ پر اوسط تعداد نیلامیوں کی سیکسنی میں ایک ... ا قرضدار سے کم تھی زمین کے نیلام سے پہلے نادہندہ کو ۱۵ یوم کا نوٹس دیا جاتا ہے اُس کے خاتمہ پر یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ اگر پھر بھی ممبر روپیہ نہ دیوے تو اُس پر نالش کی جاتی ہے اور ایک فی صدی تاوانی سود لگایا جاتا ہے۔ کارروائی سرسری ہوتی ہے لیکن نیلامی بھی ہو تو چند ماہ آسانی سے گذر جاتے ہیں۔ لیکن جب کسی وجہ سے ادائیگی مشکل یا ناممکن ہو تو تین ماہ کی مُہلت دی جاتی ہے۔ اور اگر اور مُہلت درکار ہو تو لوکل ایجنٹ سے رپورٹ لی جاتی ہے۔

تھوڑی میعاد کے قرضہ جات

۹۴۔ معمولی رہن کے کام کے علاوہ انجمن ڈریسڈن چند تھوڑی میعاد کے قرضہ جات بہ کفالت رہن دیتی ہے۔ یہ اُس صورت میں ہوتا ہے جبکہ قرضہ دو تین سال سے زیادہ عرصہ کیلئے ہو۔ اور جبکہ بازار اجرا تمسکات کے لحاظ سے زیادہ ناکارساز ہو۔ اُس حالت میں قرضہ کو بدل کر لمبا رہن کر دیا جاتا ہے جتنی جلدی کہ حالات رو بہ اصلاح ہوں۔ اِس مد میں کام تھوڑا ہے اور ۱۹۱۹ء میں رقم بقایا صرف ... ۴۳ پونڈ تھی۔

انتظام

۹۵۔ اب انتظام کا کچھ ذکر کرنا چاہیئے۔ یوپر یا کے بنک کا نظام دوسری انجمن امداد باہمی کی طرح ہے۔ یعنی اس کی کمیٹی اور بورڈ نگران ہوتا ہے۔ اوّل میں دو تنخواہ دار ملازمین ہوتے ہیں انجمن کا نظام زیادہ مکمل ہوتا ہے۔ تین تنخواہ دار ڈائرکٹر عہدہ داران کے علاوہ ایک مجلس انتظامیہ ہوتی ہے اور ایک مشترک کمیٹی ڈائرکٹران اور کونسل کی ہوتی ہے۔ ایک بالکل علیحدہ کمیٹی پڑتال اجلاس عام کے

منتخب کردہ ٦ آدمیوں کی واسطے پڑتال حساب بھی ہوتی ہے۔ بویریا میں ڈائرکٹروں
کا انتخاب اجلاس عام میں ہوتا ہے لیکن سیکسنی میں انتخاب . . . . .
کونسل کرتی ہے۔ آخر الذکر ٥ پونڈ سالانہ فیس لیتے ہیں۔ بویریا میں اسی
قسم کے بورڈ کے ممبر بورڈ نگران صرف اپنے مصارف ہی لیتے ہیں۔ دونوں
مجالس دراصل اعزازی ہوتی ہیں۔ اجلاس عام سال میں ایک دفعہ ہوتا
ہے۔ لیکن اُس میں حاضری بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ ڈریسڈن میں ١٩١٩ء
میں ١٥٠٠٠ ممبروں میں سے صرف ٥٣ حاضر تھے۔ اور مونیچ میں ٤٠ یا ٥٠
سے زیادہ نہیں آتے ۔

سرکاری نگرانی

٩٦۔ بویریا میں چونکہ گورنمنٹ کا روپیہ بنک میں
زیادہ ہوتا ہے۔ وہاں گورنمنٹ کا کمشنر ہوتا ہے
جو بورڈ نگران کے جلسوں میں شامل ہوتا۔ اور بنک کے تمسکات کے لین دین
کی نگہبانی کرتا ہے اور عام طور پر اس کے معاملات کی نگرانی کرتا ہے۔ انجمن
ڈریسڈن بھی اس قسم کی نگرانی کے ماتحت ہے۔ قرضہ اراضی بہت پیچیدہ
ہوتا ہے اور مفاد اس میں ایسے بڑے مضمر ہوتے ہیں کہ گورنمنٹ بالکل
کنارہ کش نہیں رہ سکتی۔ یہ بات نہ صرف جرمنی پر عاید ہوتی ہے بلکہ ڈنمارک
پر اور ہالینڈ اور روس پر بھی۔ مشکل ہے کہ ہندوستان اس سے محفوظ رہے

لوکل بوڈیز کو قرضہ جات

٩٧۔ دونوں انجمنیں لوکل بوڈیز کو بڑی
بڑی رقوم قرضہ پر دیتی ہیں۔ جو بہت سا روپیہ
سڑکوں کیلئے پانی بہم پہنچانے اور بجلی کے کام اور دیگر امور رفاہ عامہ
کی غرض سے لیتی ہیں۔ قرضہ جات کی منظوری کے واسطے گورنمنٹ کی منظوری
درکار ہوتی ہے اور عموماً ٣٠ سال کے واسطے دی جاتی ہے۔ اُن پر لوکل بورڈ کا

کوئی ٹیکس وغیرہ نہیں ہوتا ہے اور جب کہ رہن کی صورت میں روپیہ بذریعہ اجرائے تمسکات بہم پہنچایا جاتا ہے۔ سیکسنی میں ان قرضہ جات کی رقم انفرادی قرضہ جات کی رقم سے قریباً دگنی ہوتی ہے اور ۱۹۱۹ء کے آخیر میں اس کی رقم قریباً ۲ ملین تھی۔ ہندوستان میں رہن کے بنک کے لئے اور بھی مفید ہوگا۔ کہ قرضہ رہنی کی یہ صورت بھی اختیار کرلی جائے۔

۹۸ - دونوں انجمنوں نے قریباً ۱½ ملین زمینداروں کو قرضہ دیا ہے۔ پویریا کا بنک رہن اراضی بھی ہے کہ پویریا کا ۲ فیصدی کاروبار انفکاک رہن اراضیات اس نے کیا ہے۔ ۱۹۱۹ء میں دونوں کا مشترکہ منافعہ ۴۰۰۰۰ پونڈ سے زاید تھا۔ ڈریسڈن انجمن کی شاندار عمارت اس کے باثروت ہونیکی کافی دلیل ہے۔ پویریا کے بنک کی عمارت بھی بہت اچھی ہے۔ جرمنی میں بڑی انجمنوں کے مکانات خصوصیت سے اچھے ہوتے ہیں۔

سادگی کی اہمیت

۹۹ - صرف پویریا کا بنک ہی جرمنی میں کریڈٹ اراضی کا بنک ہے جو بطور انجمن امداد باہمی رجسٹری شدہ ہے اس کی یہ نوعیت اس کے حق میں مشکلات آمیز ہے۔ ۱۸۸۹ء کے ایکٹ انجمن ہائے امداد باہمی کے رو سے نہ صرف ہر انجمن کا حصہ دار ہونا لازمی ہے۔ کہ نوٹس دے کر ہر ممبر اپنا حصہ جب چاہے واپس لے سکتا ہے گذشتہ ۵ سال میں بہت سے رہن چونکہ قبل از وقت ہوگئے اسلئے قریباً ۵۰۰۰ ممبروں نے اپنے حصے واپس لے لئے۔ اس کا نقصان ظاہر ہے کیونکہ قدرتاً اس قدر حصوں کی واپسی سے دفتر کا کام بہت ہوتا ہے اور اس سے خرچ انتظام زیادہ ہوتا ہے حصوں میں منافعہ جات بھی ہوتے ہیں اور ۲۵۰۰۰ حصوں کی واپسی دفتر کے لئے کچھ تھوڑا کام نہیں ہے۔ مزید برآں یہ چیز بہت مصارف کی طالب بھی ہے

برعکس حصّے چونکہ اصل روپیہ کے ہوتے ہیں اس واسطے اُن کی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈائرکٹران کی یہ رائے تھی کہ بہتر ہو کہ یا تو کافی فیس داخلہ بلا حصص ہو یا حصے مساوی بلا منافعہ ہوں (ہر ممبر کے پاس یکساں رقم حصص ہو) ہر حالت میں اصل روپیہ لینے کے واسطے ممبروں کو مجبور کیا جائے۔ کہ قرضہ جات پر خاص کمیشن دلویں۔ یا چندہ دیویں جو مطابق رقم قرضہ کے ہو اور اُس کی واپسی رہن کے فک ہونے پر ہو۔ ڈائرکٹران نے یہ بھی کہا کہ خواہ کوئی ہی صورت کیوں نہ ہو سادگی ضروری ہے انتظام کا خرچ اُس کے مطابق ہوتا ہے۔ اور خصوصاً ریزرو جو صرف منافعہ سے بنایا جاسکتا ہے۔ اپنے ضوابط کے ماتحت دونوں انجمنیں اپنے منافعہ کا دس فیصدی ریزرو ہیں لیکن یہ ریزرو کم سے کم ہے۔ اور لوبریا کے بنک میں ۳۰۰۰ پونڈ کے قانونی ریزرو ایک خاص ریزرو ۵۰۰۰ پونڈ کا ہوتا ہے۔

چھوٹے زمیندار کی امداد

۱۰۰۔ لوبریا میں اور سیکسنی میں کسی قدر کم اصلی مقصد ہمیشہ غریب زمیندار کی دائمی امداد ہوتا ہے۔ یہ مقصد لوبریا میں بالکل حاصل ہو چکا ہے اس رو سے صاف ثابت ہے کہ سنہ ۱۹۱۲ء تک (اسکے بعد کے اعداد دستیاب نہیں ہوتے) کل قرضوں میں سے ۹۴ فیصدی قرضہ جات ۲۵ ایکڑ یا کم کھاتہ جات کے مالک زمینداروں کو دیے گئے اور ۱۹۱۹ء میں ۶۶ فی صدی بقایا قرضہ جات ۵۰۰ مارک یا کم رقوم کے تھے۔ یہ تسلی بخش مثال ہے۔ کیونکہ میلان میں یہ ہوتا ہے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے قرضہ جات کی بجائے ایک بڑے قرضہ کو پسند کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں محنت اور خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

قرضہ پر اثر

۱۰۱۔ ایک بڑا اہم سوال باقی رہ گیا ہے۔ قرضہ لینا آسان اور ارزاں ہو گیا ہے۔ لیکن کیا مقروضیت کم ہو گئی ہے؟

اس سوال کا قطعی کوئی جواب نہیں ہے۔ بوئیر یمن نبک کے خیال میں امر غیر اغلب ہے کہ قرضہ بڑھ گیا ہے۔ کیونکہ بوئیریا کے کسان کو حقیقی اندیشہ قرضہ کا ہے وہ حتی الامکان کوشش کرتا ہے کہ اسے قرضہ سے رہائی ہو۔ مزید براں ہر قرضہ کی غرض بیان کرنی ہوتی ہے۔ اور اگر نبک کو تسلی نہ ہو کہ اس سے فائدہ ہوگا۔ یا اس کی ضرورت ہے۔ تو قرضہ نہیں دیا جائے گا۔ ڈرلیسڈن میں چونکہ مختلف نبکوں کا مقابلہ ہے اسواسطے ایسا کرنا ناممکن ہے ہندوستان میں لاکلام مفید قرضہ ہی قرین مصلحت ہوگا۔ کیونکہ ایسے پسماندہ ملک میں جہاں قرضہ عادت میں داخل ہو گیا ہے۔ آسان قرضہ پر کافی نگرانی لازمی ہے۔ ورنہ یہ بجائے رحمت کے زحمت ہو جائے گا۔ ایک عمدہ بچاؤ یہ ہے کہ قاعدہ بنا دیا جائے کہ قرضہ کل مالیت کے ۵۰ یا ۶۰ فی صدی حصے سے زیادہ نہ دیا جاوے۔ بوئیریا کے نبک کا قاعدہ ہے کہ ۲۵۰ پونڈ سے اگر قرضہ زیادہ ہو تو اس کے واسطے بورڈ نگران کی منظوری کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہندوستان کے لئے قرضہ اراضی کی اہمیت

۱۰۲۔ اگر ان دو انجمنوں کا بہت ہی طویل بیان کیا گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قرضہ اراضی کا صحیح سسٹم ہندوستان کی اشد ضرورت ہے۔

پنجاب سے زیادہ اور کہیں بھی اس کی ضرورت نہیں ہے جہاں ۴۰۰۰۰ ساہوکار ہیں اور اس صوبہ سے زیادہ کہیں زیادہ سود خوار نہیں ہیں۔ حال کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ صوبہ کا قرضہ رہن اراضیات پر ۲۰ کروڑ روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اس میں بہت سا روپیہ ۱۲ فی صدی شرح پر ہے۔ اگر قرضہ اراضی کا مناسب سسٹم ہو تو شرح اگر ۶ فی صدی نہیں تو ۸ فی صدی تو ہو سکتی ہے۔ جرمنی شرح سود ۴-۵ ہے

کم ہو کر [illegible] ہو گئی ہے۔ اس لئے پنجاب بھی سال میں کروڑ روپیہ آخرکار بچا پایا
[illegible] یا تو قرضہ کے کم کرنے میں یا دیگر وسائل کی ترقی میں صرف
ہو سکتا ہے۔ اور فائدہ یہ ہوگا کہ قرضہ دینا تصرف میں آجائے گا۔ متفرق طور پر قرضہ لینا
بند ہو جائے گا۔ اور جن قرضہ سے کچھ فائدہ نہ ہو۔ وہ آہستہ آہستہ بالکل معدوم ہو جائینگے
اور اُس کی جگہ فائدہ دہ قرضہ رہ جائے گا۔ ٹکی آدمی کو یہ سب کچھ ایک خوش
کُن خواب دکھائی دے گا۔ لیکن پندرہ سال ہوئے کہ بہت تھوڑے
آدمی خیال کرتے تھے کہ زمیندار کو سودخوار کی ازلی غلامی سے نجات حاصل بھی ہو
سکتی ہے یا نہیں؟ تاہم ہندوستان کے ..... اکثر حصص میں اُسکا
زور متزلزل ہو گیا ہے۔ اور صرف پنجاب میں اُس کی جگہ ۸۰۰۰ دیہاتی
بنک موجود ہیں۔ ذاتی اعتماد کا سوال دراصل حل ہو گیا ہے۔ اب
وقت ہے کہ زیادہ مشکل سوال قرضہ اراضی کو لیا جائے۔ شروع میں سرکار سے
امداد ضروری ہوگی۔ جیسا کہ پہلے دیہاتی بنکوں کی صورت میں تھی۔ لیکن
آخرکار کوئی وجہ نہیں ہے کہ کیوں زمین اپنے لئے روپیہ بہم نہ پہنچائے پنجاب
میں زمین کی قیمت کیوں اتنی زیادہ ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ فالتو روپیہ
لگانے کی کوئی اچھی جگہ نہیں ہے۔ ایک اچھے بنک قرضہ اراضی کے تمسکات
اس کے علاج میں مدد دیں گے۔ اگر ساتھ ہی جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے دیہاتی
بنک کے امانتوں اور قرضہ جات کا ذخیرہ خانہ بھی بنایا جاوے تو سرمایہ کی
قلت نہیں ہوگی۔ آخرکار مناسب تنظام قرضہ اراضی کا سسٹم
ساہوکار کو اُس کے آخری حصار سے جدا کر دے گا۔ ہر دو فریق کیواسطے
چند ہی تعلقات نقصان دہ ہیں جیسا کہ قارض اور ساہوکار کے ہیں ہندوستان میں یہ
تعلق ہمیشہ ہی ناخوشگوار ثابت ہوا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے خواہ ساہوکار ہو یا زمیندار

یہ صرف اُس وقت ہوتا ہے جبکہ قرضہ غیر شخصی ہو۔ اور جب اُس پر قابو ہو
کہ اس سے نقصان نہیں ہوگا۔ قرضہ امداد باہمی کی بڑی خوبی یہ ہے
کہ اس سے ہر دو شرائط پوری ہو جاتی ہیں ؛

باب ہشتم

انجمن ہائے تار برقی

رفتار ترقی

۱۰۳۔ ہندوستان میں بڑے شہروں کے سوا بجلی نہیں ملتی
اس لیے بادی النظر میں انجمنہائے بجلی کا ذکر بیجا ہوگا۔ مگر علامات نمایاں ہیں کہ
جیسے روایاتی چراغ کی جگہ مٹی کے تیل کے لمپ جل رہے ہیں اور آخر الذکر کی جگہ بجلی
کی روشنی ضرور ہو جائے گی۔ پنجاب میں پہلے سے ہی تجاویز ہو رہی ہیں کہ نصف
صوبہ کو بجلی بہم پہنچائی جاوے۔ جرمنی کی مثال سے ثابت ہوتا ہے کہ زراعت کی
ترقی کے واسطے یہ بہت ہی فائدہ مند ہے۔ قریباً ہر زراعتی کل جو میں نے دیکھی
خواہ وہ گندم گاہنے یا چارہ کاٹنے کی تھی یا دہان چھڑانے یا غلہ کو اوپر لے جانے کی تھی
بجلی سے چلتی تھی۔ چنانچہ یہ دیکھکر حیرت ہوتی ہے کہ گذشتہ دس سال میں کئی انجمنہائے
بجلی ایسی ضرورت کو پورا کرنے کے واسطے جاری ہو گئیں ہیں جو جنگ کے اقتصادی
نتائج کی وجہ سے ضروری ہو گئی ہیں۔ جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر چیز کی قلت اور ساتھ
ہی گرانی ہے۔ کوئلہ اور تیل بمشکل ملتے ہیں۔ گھوڑوں اور مویشیوں کی بڑی قیمتیں
ہیں۔ اور مزدوری پہلے کے مقابلہ میں ۱۰ گنا زیادہ ہو گئی ہے۔ اس واسطے یہ
قدرتی بات ہے کہ جرمنی ایک ایسی چیز کے واسطے جو بے افراط ہے اپنی پہاڑیوں اور
پہاڑوں کا رُخ کرے۔ طاقتِ آبی بکثرت دستیاب ہو اور بجلی جو اس سے پیدا ہو سکتی

ہے۔ مزدور کی جگہ کل کام کر سکتی ہے۔ گھوڑے اور بیل کی جگہ ٹریکٹر کام کر سکتا ہے
اور تیل کے لمپ کی جگہ بجلی کی روشنی ہو سکتی ہے۔ اس آخر واقعہ سے ظاہر ہوتا
ہے کہ کام شروع ہو چکا ہے کیونکہ ۱۹۲۰ء کے آخیر تک ۲۹۷۰ انجمن ہائے برقی
تھیں جن سے ۱۷۰۱ کا اجرا گذشتہ دو سال میں ہوا۔ بوئریا میں بہت سی
انجمنوں کے مثلاً ۳۵ میں سے ۲۰ بجلی کے کارخانہ ہیں جنکا ایک اہم مقصد صرف
اپنے ممبروں کو برقی توت بہم پہنچانا ہے جو مرکزی بجلی گھر سے لی جاتی ہے۔ اس قسم کی
انجمنیں ہندوستان میں بھی میرے خیال میں جاری ہو سکتی ہیں میں اب اُن کا
اختصار کے ساتھ ذکر کرتا ہوں ؛

سسٹم تقسیم

۱۰۴۔ برقی روشنی کے حصول کے واسطے دو بڑے
امور کی ضرورت ہے۔ ایک عام بجلی گھر تعمیر ہونا چاہیئے
اور ہر مکان میں بجلی کی تار لگائی جاوے۔ پہلا کام تو ہمیشہ انجمن کرتی ہے لیکن
بوئریا میں دوسرا کام ممبر اپنے واسطے خود کرتے ہیں۔ اُس حالت میں انجمن تاکہ کام
کافی طور پر یکساں ہو شرط لگا دیتی ہے کہ خاص خاص فرموں سے لین دین ہوگا
صوبہ رائن میں چند انجمنوں نے دونوں کام اپنے ذمے لے لیئے۔ لیکن تجربہ اس کے
خلاف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں نگرانی اتنی ہوتی ہے۔ کہ جو اوسط درجہ کی
انجمن کی بساط سے باہر ہوتی ہے۔ بوئریا میں جب سسٹم مکمل ہو جاتا ہے تو اکثر مرکزی
بجلی گھر کمپنی کے مفت حوالہ کر دیا جاتا ہے۔ اِس انتظام کا یہ فایدہ ہے کہ بجلی گھر
کے چلانے کے تمام مصارف کمپنی کو برداشت کرنے پڑتے ہیں اور دوسری جو فایدہ
کی بات نہیں ہے وہ یہ ہے کہ انجمن کمپنی کے رحم پر ہو جاتی ہے بوئریا میں یہ بڑا
نقص خیال نہیں کیا جاتا کیونکہ وہاں برقی کمپنیاں قانون کے ماتحت کام کرتی ہیں
رائن لینڈ میں اسکے برعکس یہ قاعدہ ہے کہ انجمنوں کا اپنا بجلی گھر ہوتا ہے اور سوائے

اس کے تعمیر کا خرچ وصول ہو جاتا ہے تو انجمن کو توڑ دینے کی تجویز کی جاتی ہے۔ یہ طریق دانشمندانہ ہے۔

مصارف کی ادائیگی

۱۰۵۔ اگر سسٹم حوالہ کر دیا جاوے۔ تو تعمیر کا خرچ ممبروں سے بذریعہ سالانہ اقساط وصول کیا جاتا ہے جس میں کچھ سود بھی لیا جاتا ہے اور طویل میعاد میں ادائیگی ہوتی ہے۔ جنگ سے پہلے میعاد ۱۰ سے ۲۰ سال تک ہوتی تھی۔ لیکن چونکہ دو تین سال ہیں کہ کسان آسودہ ہو کر اپنا قرضہ جیسا کہ امید تھی ادا کر دیتا ہے۔ اس واسطے یہ نہیں کہا سکتا ہے کہ عام طور پر کس قدر میعاد پوری رقم کی وصولی کے واسطے مطلوب ہو گی۔ پنجاب میں ۱۵۔ ۲۰ سال سے کم نہیں ہو سکتی سوائے اُن اضلاع کے جہاں کہ روپیہ غیر معمولی طور پر کثرت سے ہے۔ اگر سسٹم کی تقسیم انجمن کرے تو سوال بالکل وہی ہے اگرچہ طریقہ مختلف ہے لاگت کا روپیہ وصول نہیں کیا جاتا۔ لیکن ہر سال کچھ الاونس خراب ہو جانے کا دینا چاہیئے۔ رائن لینڈ میں انجمنوں کو کہا جاتا ہے کہ ہر سال اصلی لاگت میں سے ۵ فی صدی لاگت خارج کر دیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ۲۰ سال میں کل روپیہ آجائے گا۔ اس کی ایک اچھی مثال ۸۰ ممبروں کی انجمن ہے جس نے ۱۹۱۳ء میں بجلی گھر بہ صرف ۷۵۰ پونڈ تعمیر کیا اور پہلے ۶ سال میں ۲۰۰ پونڈ ادا کر دیا اور ۹۰ پونڈ سرمایہ محفوظ میں جمع کر دیا۔ بجلی اور طاقت کیلئے معقول گراں شرح معاوضہ مقرر کرنے سے یہ کام پورا ہو سکتا ہے۔ طاقت کا خرچ ہمیشہ انجمن کی معرفت ادا نہیں ہوتا جب سسٹم تقسیم حوالہ کر دیا گیا تو انجمن کے ممبروں کو اجازت دے دی گئی کہ کمپنی کو براہ راست مصارف روشنی وغیرہ ادا کریں۔

مالی انتظام

۱۰۶۔ ہر ایک زراعتی انجمن امداد باہمی کی طرح جس کے واسطے بڑی مشین درکار ہے۔ انجمن ہائے برقی کچھ تو حصص کے روپیہ سے اور

کچھ دیہاتی مقامی یا سنٹرل بنک سے قرضہ لے کر کام کرتی ہیں۔ کبھی کبھی جماعت عامہ قرضہ کی کفیل بن جاتی ہے۔ بشرطیکہ عوام میں بڑی روشنی لینے کا عام شوق ہو۔ جرمنی کا بنک سسٹم ایسا اچھا ہے۔ نہ ہی پومیریا میں اور نہ ہی رائن لینڈ میں جہاں کی تحقیقات کی گئی تھی۔ کوئی بڑی دقت روپیہ کی وصولی میں پیش آئی آخیر میں دیہات میں اس قدر روپیہ ہوگیا ہے۔ کہ انجمنوں کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُن کے راس المال کا ۷۰ فیصدی حصہ قرضہ پر لیا گیا تھا۔ اب اغلباً یہ رقم کم ہوگئی ہے ؂

روپیہ کی بہم رسانی بہت زیادہ مشکل یہ اطمینان حاصل کرنا ہے کہ تخمینہ سے تجاوز نہیں کیا جاتا اور آمدن اور خرچ کا میزان بغیر زیادہ شرح کے برابر ہوسکتا ہے ہندوستان میں تخمینہ جات عام طور پر غلط ہوئے ہیں اس واسطے ہر انجمن کو چاہیئے کہ تخمینہ کی کفالت کیلئے اگر اُسکو شروع میں ہی پیش آنیوالی تکلیف سے اپنے آپکو محفوظ رکھنا ہو فی الحقیقت مختلف مالی پہلوؤں کی اچھی طرح پڑتال نہیں ہوسکتی .... انجمن ایسا کام شروع کر بیٹھتی ہے کہ جس کا علاج ممکن نہیں ہوتا۔ ملائی کی مشین اور غلہ اور بیچانے والی کل یا کارخانہ کی کچھ قیمت بوقت فروخت وصول ہوجائے گی لیکن برقی گھر کی کوئی قیمت نہیں سوائے اس کے کہ اُسکا خاص استعمال ہو اسواسطے کام شروع کرتے ہوئے بڑی احتیاط درکار ہے۔ مزید براں جہاں روشنی اور طاقت کا خرچ انجمن کی معرفت ادا کیا جاتا ہے خرچ اتنا زیادہ لیا جاوے کہ تمام مصارف کافی طور پر اُس میں آجائیں۔ اور کچھ سرمایہ محفوظ کے واسطے بھی بچ رہے۔ اس بین صداقت کے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن صرف اس واسطے کہ سنہ ۱۹۱۸ء میں ۷۰۰ متذکرہ صدر میں سے نصف انجمنوں کو نقصان رہا جو ابتدائی احتیاط سے لاپرواہی کے باعث ہوا اکثر دفعہ کمیٹی لوگوں کے دباؤ میں آکر ایسی شرح مقرر کر دیتی ہے جو نامناسب ہوتی ہے ؂

ذمّہ واری

۱۰۷۔ اِن انجمنوں میں ذمہ واری عموماً محدود ہوتی ہے اور اگر حصّہ کے روپیہ کی وصولی اچھی ہو تو اس امر میں عام اتفاق ہے کہ یہ طریق ذمہ واری محفوظ ہے۔ لیکن اگر انجمن چھوٹی اور ممبر غریب ہیں تو غیر محدود ذمہ واری کا کافی قرضہ لینے کیلئے ہونا ضروری ہے۔ یہ میلان دودھ اور انگور کے کاشتکاران کی انجمنوں میں پہلے ملاحظہ کیا گیا ہے۔ ہر ایک انجمن کے ممبروں کی تعداد ہر جگہ مختلف ہوتی ہے بعض میں تو بمشکل درجن اور بعض میں ہزارہا ممبران ہوتے ہیں۔ لیکن اوسط ۵۰ سے ۷۰ ہوتے ہیں ؛

لوئر یا کی ایک انجمن

۱۰۸۔ لوئر یا میں ایک انجمن جو میں نے دیکھی اُس کا مفصل بیان شائد چند امور متذکرہ صدر کی صاف طور پر تصدیق کرے گا ... یہ موضع ایک بڑا لمبا اور ۸۰۰ باشندوں کا ہے۔ جو الپس کے متصل واقعہ ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ گورداسپور ہمالیہ کے قرب میں ہے اسمیں ایک مالک کارخانہ کے سوا باقی سب زمیندار ہیں ۱۹۱۷ء میں چونکہ کوئلہ اور پٹرول اور لوہا کی بڑی قلت ہوگئی گاؤں کے زیادہ مستعد آدمیوں کو خیال ہوا کہ ایک انجمن بنا کر دیکھیں جو مرکزی بجلی گھر سے پہاڑوں میں ۷ میل کے فاصلہ سے بجلی حاصل کرے۔ معمولی مخالفت ہوئی۔ ایک کہتا تھا کہ بجلی تیل سے گراں رہے گی۔ دوسرا کہتا تھا کہ یہ خطرناک ہوگی۔ تیسرا کہتا تھا کہ تیل کے لمپ اُس کے واسطے کافی ہیں۔ ۶ ماہ تک معاملہ زیر بحث رہا۔ لیکن جب آخرکار نصف درجن عام جلسہ ہو چکے۔ ۵۶ باشندوں نے شامل ہونا منظور کیا۔ اور انجمن شروع ہوگئی۔ اِس کے اب ۱۰۲ ممبر ہیں اور صرف ۲۰ جو مل نہیں سکتے وہ الگ تھلگ ہیں۔ بہت سے ممبر چھوٹے چھوٹے کسان ہیں لیکن اُن میں مقامی سرائے والے اور ۲ لوہار اور ایک ترکھان اور ایک گاڑی ساز اور پادری ہیں۔

پہلا کام یہ تھا۔ کہ تریبین کی سپلائی کمپنی برقی سے معاہدہ تحریر ہو اور گاؤں کو اس کے مرکزی بجلی گھر سے ملا دیا جاوے۔ ۲۵ سال کا ٹھیکہ کیا گیا۔ اور بجلی گھر پہ لاگت ۴۵۰۰ پونڈ بنایا گیا۔ یہ لاگت اسٹیمیٹ سے چوڈہ ۱۴ پونڈ زیادہ تھی۔ یہ ایک بات ہے جو باوجود ذکر بالا کے یاد رکھنے کے قابل ہے سکرٹری نے بہ تاسف کہا۔ کہ اس پہ بہت کچھ لے دے ہوئی .... لیکن خوبی قسمت سے کوئی اس ٹھیکہ سے تنارہ کش نہ ہوا۔ جونہی کہ کام مکمل ہوگیا۔ اُس کو حوالہ کمیٹی کر دیا گیا۔ جس نے اس کے بدلہ اس کو اچھی طرح چلانے کا ذمہ لیا۔ انجمن کا اس پہ اور کوئی خرچ نہیں کرنا پڑا۔ لاگت کو پورا کرنے کے واسطے ایک پونڈ حصص جاری کئے گئے اور ہر ایک حصہ پر ذمہ واری سو پونڈ تھی اور اس کی بنا پر دیہاتی مقامی بنک سے بشرح ۴½ فی صدی بڑی رقم لبطور قرضہ لی گئی۔ چونکہ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ ممبر براہ راست کمیٹی سے لین دین کریں۔ لاگت خرچ جو بجلی اور طاقت کی بابت وصول کیا جاتا ہے۔ اُس سے پورا نہیں ہوسکتا تھا۔ بجائے اِس کے ہر ممبر سے ۵ پونڈ بابت لمپ بجلی جو اُس کے گھر میں لگایا گیا وصول کیا گیا اور اگر اُس کی کوئی کل تھی تو ۱۰ پونڈ فی پونٹ ہارس پاور وصول کیا گیا۔ مثلاً سیکرٹری نے درجن لمپ اپنے گھر میں لگائے اور اس واسطے اُس سے ۶۰ پونڈ وصول ہوئے۔ علاوہ اس کے اُس کو ۴۰ پونڈ اپنے گھر کے اندر بجلی لگانے کے دینے پڑے۔ ہر ممبر یہ انتظام خود کرتا تھا۔ اُس کا کُل بل سو پونڈ تھا۔ اور تخمیناً کل ممبروں کو یہی رقم ادا کرنی پڑی۔ اس وقت ۹۰۰ کل لمپ زیر استعمال ہیں۔ اور کلین ۹۰ ہارس پاور کے ساتھ بجلی سے چلائی جاتی ہیں۔ ۱۰ سال کے عرصہ میں اصل و سود بشرح ۴½ فی صدی وصول ہوتا ہے اقساط ہر سال مساوی ہوتی ہیں جیسا کہ رہن میں گذشتہ دو سال میں ممبران نے زمین سے اتنا کمایا ہے کہ ۱۸۰ پونڈ کے سوا تمام لاگت وصول ہو چکی ہے بصورت دیگر

یہ لاگت ۳۰ سال میں وصول ہوتی +

اب انجمن کو بہت تھوڑا کام کرنا ہے۔ بجلی گھر حوالہ کیا گیا ہے۔ ممبر براہ راست کمیٹی سے روشنی اور طاقت کے واسطے لین دین کرتے ہیں اور قریباً گاؤں کا ہر ایک آدمی شامل ہوگیا ہے۔ جب ۴۰۰ پونڈ بقایا وصول ہوجائے گا۔ تو انجمن کا سجز ٹوٹ جانے کے کوئی چارہ نہیں رہیگا۔ اس اثناء میں گاؤں کو اس سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ تیل کا لمپ اب بالکل نہیں رہا۔ روشنی کی سپلائی کا انحصار بعید اور غیر یقینی بازار پر نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ ملحقہ پہاڑوں کی جاری ندیوں پر۔ آگ لگنے کا خطرہ بہت حد تک کم ہوگیا ہے اور لوہار اور گاڑی ساز اور کسان زمانہ حال کی مشینری استعمال کرسکتے ہیں اور پچھلی صورت میں زمین کو بڑا فائدہ ہے۔ یہ چھوٹی سی انجمن تحریک امداد زراعت کے تین بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔ بہتر کاشت۔ مفید تر کاروبار اور خوش تر زندگی۔ ...... مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ کیوں امرتسر اور لاہور اور لائل پور کے گرد و نواح کے زیادہ آسودہ دیہات میں اس مثال کی پیروی نہ کی جائے +

باب نہم ۹

انجمن ہائے کاریگران

تحریک

۱۰۹۔ اس رپورٹ میں زیادہ تر زراعتی تحریک امداد باہمی کا ذکر ہے۔ اور اب تک تحریک کا یہی پہلو بیان کیا گیا ہے ذیل کے ہر سہ باب میں ہمیں قصباتی تحریک کا ذکر کرنا ضروری ہے اور اس کو ہندوستان میں بالکل نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔

جرمنی میں

الف:۔ کاریگر یا ہاتھ سے کام کرنے والوں کی انجمنیں جیسا کہ اُن کا نام ہے ۷۰ سال ہوئے جرمنی کے مختلف حصص میں شُلزے کے طریق کار پر جاری ہوئیں اگرچہ شُلزے فیڈریشن نے اُن کو جاری نہیں کیا۔ فیڈریشن بالکل الگ رہی کیونکہ گورنمنٹ پر اِس کو اعتبار نہ تھا جو تحریک کی حمایت اِس امید پر کرتی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ کاریگروں کو ان کے آزادی نما رجحانات سے روک سکے گی۔ ۱۹۲۰ء کے آخیر میں ۴۲۱۵ انجمنیں تھیں جن میں ۱۰۹۲ گذشتہ دو سال میں جاری ہوئیں قصباتی اور زراعتی تحریک امداد باہمی نے قیمتوں میں روز بروز اضافہ کی ٹھوکر کا احساس کرلیا ہے اور کاریگر کسان کی طرح مجبوراً اپنے کام کے واسطے سامان ایسی قیمت پر لینے کے واسطے شامل ہوگیا ہے جسے وہ ادا کرسکتا ہے۔ انجمنیں بہت بڑی نہیں ہیں ۱۹۱۸ء میں اوسط

۰، سے کم کی تھی۔ اُسی سال میں ۳ لاکھ ملین مارک سے زائد مالیت کی فروخت ہوئی۔ مالی حالت انجمنوں کی استوار معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ راس المال میں اُن کا ۳۵ فی صدی اپنا ہے۔ ترقی مگر گوناں گون ناکامی ہے ۱۹۱۸ء میں ۱۱ فیصدی کو نقصان رہا اور ۱۹۲۰ء میں ۲۵۰ کا حساب بیباق ہو گیا۔

یوٹیریا میں

ب۔ یوٹیریا میں جہاں میں نے تحریک کا مطالعہ کیا وہاں قریباً ۳۰۰۰ انجمنیں ہیں۔ اور اُن میں ۴۴ مختلف پیشہ ور شامل ہیں۔ میں اسکی فہرست دیتا ہوں۔ کیونکہ اس سے صرف یہی ظاہر نہیں ہوتا کہ تحریک امداد باہمی نے کس قدر اثر کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مہذب زندگی کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کس قدر مختلف کوشش درکار ہے۔

نان بائی	تمباکو فروش	روزانہ بجلی کے بنانیوالے	ٹرنر	سامان بنانیوالے	تالہ اور ظروف تانبا ساز
قصاب	ہوٹل والے		موچی	دوکاندار	کمہار	لکڑی اور کوئلہ فروش
منیہاری	گھڑی ساز	درزی	اشیا اور دودھ	رنگ کرنیوالے	گاڑی ساز
دودھ والے	جلد ساز	جولاہے	رنگساز	زین ساز	رسی ساز
لانڈری والے	برش ساز	جوڑے ساز	دریچہ صاف کرنیوالے	سول ساز	
حجام	ترکھان	پالش کرنیوالے	ٹین گر		
ٹرنک ساز					

ان تمام پیشہ وروں کی مختلف انجمنیں ہیں۔ اگرچہ صرف خیاط اور موچی اور نان بائی ہیں جن میں سے ہر ایک کی دس سے زیادہ ہیں۔ اور تمام سوائے تین فرقوں کے میونخ کے قصبہ میں واقع ۰۰۰ ہیں جو کہ جرمنی کے کسی اور شہر کے مقابلہ میں سب سے بڑا مرکز تحریک

امداد باہمی کا ہے ٭

۱۱۰۔ جرمنی میں انجمنوں کی دو بڑی اقسام ہیں۔ جو اکثر مشترک ہوتی ہیں یعنی

انجمنوں کے اقسام

الف :۔ انجمن ہائے ہمسائی جو ممبروں کو اُن کے پیشہ کی ضروریات بہم پہنچاتی ہیں اور (ب) انجمن ہائے پیداوار جو ٹھیکہ لے کر ممبروں میں کام تقسیم کرتی ہیں جن کو مقررہ اُجرت ملتی ہے ان میں چند خالص پیداوار کی انجمنیں ہیں یعنی اُن کی مشترکہ دوکان کارخانہ ہے لیکن تحریک امداد باہمی کی یہ مشکل قسم ہے۔ اور بہت سی انجمن ہائے پیداوار میں ممبر گھر پر کام کرتا ہے ٭

انجمن ہائے ہمسائی

(الف) مشکلات

ہمسائی کی انجمنیں عام ہیں کیونکہ بہت ہی سادہ ہیں ۱۹۲۰ء میں نصف کے قریب اس فہرست میں شامل تھیں اُن میں دو خطرے بڑے ہیں ایک تو ممبران کو اُدھار بہت دیا جاتا ہے اور قیاسی منافعہ کی غرض سے مال زائد از ضرورت خریدا جاتا ہے۔۔ اُدھار کے سوال میں وہی باتیں ملحوظ ہوتی ہیں جو دیہاتی انجمنہائے ہمسائی میں ہیں۔ اُدھار کی میعاد کم ہونی چاہیئے۔ کیونکہ کاریگر کی آمدنی بمقابلہ کسان زیادہ مستقل ہوتی ہے۔ اور شہری آدمی پر بمقابلہ گاؤں کے آدمی کے کم قابو ہوتا ہے۔ بہت ہی تھوڑی انجمنیں نقد لین دین کرتی ہیں اور مجھے احتمال ہے کہ نہ قصباتی گاؤں نہ پیشہ نہ ذات قرضہ لینے کی عالمگیر عادت پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔۔ ۔۔۔۔۔ اُدھار کے سوال کی نسبت زیادہ ضروری سوال مال کی مناسب خرید ہے۔ اچھی ہمسائی کا نچوڑ اچھا مال خریدنا ہے۔ ہر ایک دیہاتی انجمن ہمسائی کی پشت پر زراعتی تھوک فروشی انجمنیں۔۔۔۔۔ خرید و فروخت کیواسطے ہوتی ہیں۔ بہت سے کاریگران کے انجمنوں کی یونین ہوتی ہیں جو

ویسا ہی کام کرتی ہیں۔ نیورمبرگ میں میں نے ایک کا ملاحظہ کیا جو ۷۰ انجمنہائے خیاطان کو جو جرمنی کے جنوبی حصہ میں ہیں۔ مال بہم پہنچاتی ہیں۔ لیکن بہت سی انجمنیں اپنا کام خود کرتی ہیں اور حال میں بازار کچھ دفعتاً مندا ہوگیا۔ بڑے بھاری نقصانات ہوئے ہیں۔ ایک موچی کی انجمن خیاطان کا جس کا ابھی ذکر کیا جائے گا ۶۰۰۰ پونڈ نقصان ہوا۔

سٹاک

ب۔ لین دین ممبروں سے مخص نہیں ہے۔ مگر یہ کہ مال گودام یا دوکان نہ ہو۔ عام خیال یہ ہے کہ ان دو میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے مال گودام عموماً زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ زیادہ مختصر ہوتا ہے۔ لیکن دوکان میں زیادہ فایدہ ہوتا ہے۔ خیاطوں کی ایسی اشیا کی دوکانیں ہوتی ہیں جو بڑی مقدار میں نہیں منگائی جاسکتیں کپڑے جیسی چیز عموماً کمیشن پر آتی ہے تاکہ بہت سا سرمایہ نہ لگے جس کا ہونا گودام کی صورت میں ضروری ہے۔ وہی بات موچی کے چمڑے اور نان بائی کے آٹا کے متعلق ہے۔ مال کی پڑتال براہ راست سال میں ایک دفعہ کمیٹی زیر نگرانی بورڈ نگران کرتی ہے۔ یہ کافی خیال کیا جاتا ہے بشرطیکہ ہر چیز کی پڑتال ہو اور کبھی کبھی سرسری مال شماری ہو۔ آڈیٹر سے توقع نہیں ہے کہ وہ سٹاک پڑتال کرے کیونکہ اسکو ضروری واقفیت نہیں ہوتی۔ خیاطوں میں خیاط پڑتال کرے۔ اور موچیوں میں موچی اور علیٰ ہذا القیاس

پڑتال

ج۔ پڑتال کا کام انجمن ہائے کاریگران کی یونین جو ان انجمنوں کے بالکل مطابق ہیں جن کا ذکر باب دوئیم میں کیا جاچکا ہے کرتی ہیں ۱۹۱۸ء میں جرمنی میں ۱۴ یونین تھیں۔ بویریا کی یونین جس کا صدر مقام نورمبرگ میں ہے وہ سب سے بڑی ہے اور اس کے شروع میں (۱۹۲۱) ۲۰۰ سے زائد انجمنیں اس میں شامل تھیں کہتے ہیں کہ ان کا حساب کتاب ۱۸ ماہ میں ایک دفعہ آوٹ ہوتا ہے اور اندازہ یہ ہے کہ

ایک آڈیٹر ۶۰ تا ۸۰ انجمنیں سال میں پڑتال کرتا ہے۔

متفرق اُمور

۱۱۲ - وہ امور جن پر لوئیر یا کے صدر یونین نے بڑا زور دیا ہے حسب ذیل ہیں :-

(۱) حصے اچھی مالیت کے ہونے چاہئیں۔ لیکن کوئی شخص ۵ یا ۱۰ سے زیادہ حصص نہ لیوے۔ کیونکہ بڑا حصہ دار نکل کر انجمن کے لئے موجب بڑی تکلیف کا ہو سکتا ہے۔

(۲) قرضہ کا روپیہ اپنے روپیہ کے تین گنا سے زائد نہیں ہونا چاہیئے پنجاب کے جولاہوں کی انجمنوں میں یہ ایک کمزوری ہے کہ وہ مجبوراً بھاری قرضہ لیتے ہیں۔ گذشتہ سال انہوں نے اپنے روپیہ سے ۸ گنا قرضہ لیا۔ حالانکہ جرمنی میں ۱۹۱۵ء انجمن ہائے کاریگران کی اوسطاً نسبت دو کے مقابلے ایک سے بھی کم تھی۔

(۳) امانتیں نہیں لینی چاہئیں۔ کیونکہ فالتو مال میں اُن کو لگانے کی طرف میلان ہوتا ہے یا کریڈٹ کی توسیع میں اُن کو کام میں نہیں لایا جاتا ہے۔ مگر سب انجمنیں اس قاعدہ پر عمل پیرا نہیں ہیں۔

(۴) کسی غیر ممبر کو کبھی بھی اُدھار نہیں دینا چاہیئے۔ یہ صاف عام سمجھ کی بات ہے لیکن تعجب ہے کہ اکثر اس قاعدہ کی خلاف ورزی کی جاتی ہے۔

(۵) سپلائی انجمنوں میں بازاری نرخ پر مال کا فروخت کرنا اور کمیشن دینا بمقابلہ لاگت پر فروخت کر کے کمیشن دینے سے بہتر ہے۔ جب کساد بازاری ہو صرف بازار کے نرخ پر ہی فروخت ہو سکتی ہے۔ اور اگر اس میں نقصان ہو تو منافعہ میں پورا ہو سکتا ہے۔ جبکہ قیمتیں بڑھ جائیں۔ لیکن اگر جب قیمتیں زیادہ ہوں اور مال لاگت پر فروخت ہو تو قیمتیں دفعتاً گر جانے سے جو نقصان ہو اُس کو پورا کرنا مشکل ہوگا۔ تمام فاضل اشخاص بازاری نرخ پر فروخت کرنے کی حمایت میں ہیں اور اس کے ساتھ کمیشن ہو لیکن یہ اُن باتوں میں

ایک بات ہے جن پر تعاونی کارکن اکثر خیال کرتا ہے کہ اُس کو اُس کے ماہر صلاح کار کے مقابلہ میں زیادہ پتہ ہے۔

(۶) انجمن کا سرمایہ محفوظ۔ اُسکے وصول شدہ سرمایہ حصص سے کم نہیں ہونا چاہیئے اور اُس وقت تک ۲۰ - ۲۵ فیصدی منافعہ ریزرو میں جانا چاہیئے۔ اور اُس کے بعد ۵ تا ۱۰ فیصدی تک اسکی اہمیت کی وضاحت ابھی کی جائیگی۔

(۷) کمیٹی اب اعزازی نہیں ہے کیونکہ ہر چیز کی قدر ہوگئی ہے۔ وقت کی قیمت بھی بے حد زیادہ ہوگئی ہے۔

انجمن خیاطان الف، اُس کا نظام

۱۱۳ - انجمنوں میں ایک بڑی مشہور انجمن موینج کی مشترکہ بہم رسانی اور ساخت مال کی ۱۲۰۰ ٹیلر ماسٹروں کی انجمن ہے بعض اُن میں بہت آدمی مزدوری پر لگاتی ہیں۔ مسافر خیاط شامل نہیں کیا جاتا۔ اصل میں دو انجمنیں تھیں ایک تو ۱۸۹۶ء میں بہم رسانی کے واسطے قائم ہوئی اور دوسری ۱۹۱۶ء میں ساخت مال کے واسطے تاکہ جنگ کی وجہ سے بہت سے جنگی ٹھیکہ جات سے فایدہ حاصل کیا جائے ۱۹۲۰ء میں یہ دونوں مل گئیں۔ لویر بایر کے ۸ اضلاع میں سے وہ دو ضلعوں میں کام کرتی ہیں۔ اُسی علاقہ میں لیکن ایک گاؤں تک محدود ۵ اور انجمن خیاطان ہیں۔ موینج کی انجمن معمولی قسم کی ہے۔ حصّوں کی مالیت ہر ایک ۲ پونڈ ۱۰ شلنگ ہے اور حصّہ کا روپیہ ۳ ماہ کے اندر وصول ہو جانا چاہیئے۔ ذمہ واری حصّہ کی مالیت سے دُگنی ہوتی ہے اور کوئی دس سے زیادہ حصّے نہیں لے سکتا۔

زیادہ نفع والا کام اور نقصان

ب - ایک دوکان موجود ہے لیکن صرف پیشہ کی ضروریات اُس میں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ جب میں نے گذشتہ نومبر میں ۔۔۔ اُس کو دیکھا تو اُسمیں مال بہت بھرا ہوا تھا

اور مال کی مالیت قریباً ۸۰۰۰ پونڈ تھی۔ قیاسی منافع کو مدنظر رکھتے ہوئے مال زیادہ خرید اگیا۔ لیکن قیمت وقتاً گر گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ۶۰۰۰ پونڈ کا خسارہ ہو گیا۔ گذشتہ نقشہ بقایا میں ۲۰۰۰ پونڈ سے زائد کا نقصان تھا اور اس نقصان کو پورا کرنے کے واسطے سرمایہ محفوظ میں صرف ۵۰ پونڈ تھے انجمن کو اس مصیبت سے اسکی ساتھی انجمن نے بچایا۔ جواب اسکے ساتھ مل گئی ہے آخرالذکر کا منافعہ ۹۰ فیصدی پونڈ تقسیم کے واسطے کافی تھا۔ ایک بات جس سے تحریک امداد باہمی کی موجودہ قیود کی وضاحت ہوتی ہے اور اس سے مال کی قیمت میں دفعتہً اضافہ کا پتہ معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ انجمن کے بہت سے ممبر سپلائی انجمن کے ممبر تھے۔ ایک کا منافعہ دوسرے کے نقصان میں کام آگیا۔ یہ پہلی دفعہ نہیں کہ بہت منافعہ ہوا۔ جنگ کے تین سال میں ۳۰۰ فیصدی منافعہ فوجی ٹھیکوں سے کمایا گیا۔

سرمایہ

ج۔ دوکان میں لین دین ممبروں تک محدود نہیں۔ لیکن غیر ممبروں کو کمیشن نہیں ملتا جو کہ سال میں عموماً ۴ یا ۵ فی صدی ہوتا ہے ممبر کو قرضہ اسکے حصص کی مالیت سے ۳/۴ حد تک ملتا ہے۔ ۴۴ سال کے عرصہ میں ایک طے تک کا اس وجہ سے نقصان نہیں ہوا۔ اور یہ امر واقعہ ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ ممبر کو شامل کرنے سے پہلے کماحقہ تحقیقات کر لی جاتی ہے۔ اگست ۱۹۲۰ء میں انجمن کے پاس اپنا ۳۰۰۰ پونڈ تھا۔ ۹۰۰ پونڈ اور امانت اور رہن اور اوور ڈرافٹ کے ذریعے حاصل کیا گیا۔ امانتیں صرف ممبروں سے لی جاتی ہیں اور اس غرض کے واسطے سیونگ بنک ہے عمارت انجمن جو بہ صرف ۵۰۰۰ پونڈ بنائی گئی۔ ۲۵۰۰ پونڈ میں رہن ہے۔ اتنا زیادہ روپیہ اس پر خرچ کرنا دانائی میں داخل نہ تھا کیونکہ صحیح اصول یہ ہے کہ عمارات میں سرمایہ حصص وصول شدہ سے زیادہ نہیں لگانا چاہئیے۔

نظام اجارہ اور اُس کے فوائد

د۔ ٹھیکہ جات کے باب میں جس نظام پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ معمولی انجمن پیداوار کی ایک امتیازی خصوصیت ہے

فرم یا کارخانے گورنمنٹ کو مال بہم پہنچانے کا ٹھیکہ لیا جاتا ہے کہ اتنے کپڑے سپلائی کئے جائیں گے۔ کام ممبروں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور مقررہ اُجرت دی جاتی ہے جو گذشتہ موسم سرما میں (۱۹۲۰ء) ۵۰۷۰ مارک فی گھنٹہ تھی۔ کپڑا بھی دیا جاتا ہے۔ اور چونکہ اب یہ بہت گراں ہے اس واسطے مال نہ ملنے کی کفالت کے طور پر کم از کم دو حصّہ ضرور لینے چاہیئے کام گھر پر کیا جاتا ہے اور جب ختم ہو جائے تو چیزیں انجمن کی ملکیت ہوتی ہیں جو تمام نفع و نقصان کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ منافع سال میں ایک دفعہ بلحاظ اُجرت تقسیم ہوتا ہے۔ انجمن ممبران کا تیار کردہ مال اپنے طور پر فروخت نہیں کرے گی۔ اُسے اندیشہ ہے۔ کہ ممبر اگر کام میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرینگے تو خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ انجمن کے مقاصد میں ایک یہ بات ہے کہ جتنا کام ہو وہ سب ممبران میں مساوی تقسیم ہو۔ یہ غربا کے واسطے بمقابلہ مالدار زیادہ فائدہ کی بات ہے۔ لیکن تحریک امداد باہمی کا نصب العین یہی ہے۔ کہ . . . کمزور کی حفاظت کی جائے اچھے کاریگر کے واسطے انجمن کا فائدہ یہ ہے کہ وہ . . . کاریگروں کے ٹھیکہ دار کمپنیوں کے اجارہ داران . . . اور منڈیوں کے مالکوں کے جور سے بچ سکتا ہے جو اسے کھا جایا کرتے ہیں۔ خود مختار ٹیلر ماسٹر کے واسطے اپنی آزادی کو قائم رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ اور مجبوراً اُسکو دوسروں کی ملازمت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ انجمن امداد باہمی میں شامل ہو کر وہ بالکل دوسروں کی خدمت کرنے سے بچ تو نہیں سکتا۔ لیکن انجمن اگر دراصل امداد باہمی ہے۔ کسی اور قسم کی ٹریڈ یونین جیسا کہ اہل اٹلی کی انجمنیں ہوتی ہیں نہیں ہے تو یہ خدمت بالکل آزادانہ ہوگی۔ میونچ میں ۵۔۶ سو ٹیلر ماسٹر ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ سب اس انجمن میں شامل ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے ایک ضرورت پوری ہوتی ہے ؛

انتظام اور سرمایہ محفوظ

(۵) انجمن کا انتظام چار آدمیوں کی کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے۔ جن میں صرف مینجر ہی کو تنخواہ ملتی ہے۔ بورڈ نگران بھی ہوتا ہے جو مہینہ میں ایک دفعہ جلسہ کرتا ہے اور سال میں دو دفعہ اجلاس عام ہوتا ہے۔ جس میں پچھلی دفعہ ۸۴ ممبر شامل تھے۔ ۵۰ پونڈ کا تھوڑا سا فنڈ ہے جس سے غریب جلاہوں کی امداد کی جاتی ہے۔ قیمتوں کے بڑھ جانے اور مال کی کمی کی وجہ سے بیکاری جبکہ میں موسیٰ میں تھا بہت تھی۔ اور مجھے بتلایا گیا کہ جب انجمن کو کام دینا ہوتا تھا۔ تو ممبروں کی جماعت . . . صبح چار بجے سے بننی شروع ہو جاتی تھی۔ دو باضابطہ ریزرو فنڈ ہیں اور تیسرا ٹیکس کے واسطے ہے اس کے علاوہ اور ریزرو اس مال کا ہے جس کی قیمت کم لگائی گئی ہے اور یہ بات سب انجمنوں میں ہے جو میں نے جرمنی میں دیکھیں اس صورت میں سامان مالیتی . . . . ۵ مارک مندرجہ نقشہ بقایا کی قیمت صرف ایک مارک لگائی گئی۔ گزشتہ سال جو بڑا نقصان ہوا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ منافعہ میں سے کم سے کم ۴۰ فی صدی ریزرو فنڈ میں جمع کیا جائے۔ حتیٰ کہ اس کی رقم سرمایہ حصہ کے برابر ہو جائے جو کہ اب ۲۰۰۰ پونڈ سے اوپر ہے۔ انجمن کو اب پتہ لگا ہے کہ ریزرو بہت زیادہ نہیں ہو سکتا۔ صرف یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۹۱۹ء میں مال تیار شدہ . . . . ۳ پونڈ کا تھا۔

انجمن ہائے ساخت مال اور مشترکہ دوکان

۴۱۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں جرمنی کی ۱۵۰۰ کاریگروں کی انجمنوں میں ۴۰-۱۲ انجمنیں ساخت مال کی تھیں۔ ان میں کچھ مثلاً بوئیر یا میں صرف بقدر درجن خالص ساخت مال کی انجمنیں ہیں۔ اور ان کا مشترکہ کارخانہ ممبروں کے واسطے ہے۔ یہ قسم تحریک امداد باہمی کی ایسی ہی مشکل ہے جیسی کہ یہ بہت ترقی کردہ ہے اگر انجمن کو کامیاب ہونا ہے

تو اُس کا مینجر کام سے واقف ہونا چاہئے - یہ بات آسان نہیں ہے کیونکہ اکثر کاریگر جو انہی میں سے ایک کاریگر کے ماتحت کام کرنا پسند کرتے ہیں - اُن میں بہت تھوڑے کام سیکھے ہوئے ہوتے ہیں - یہ بھی مشکل ہے جس کا ذکر غلہ خانوں کی انجمنوں میں کیا گیا تھا - اس مشکل کا حل یہی ہو سکتا ہے کہ کاریگروں میں سے ایک مینجر ہو اور ایک کام سے واقف آدمی محاسب ہو - لیکن صرف بڑی انجمن ہی یہ کام کر سکتی ہے اور اس قسم کی بڑی انجمن بڑا زبردست نظام عمل ہے ؂

کٹھن مشکل یہ ہے کہ مشترکہ خانہ میں مزدوری پر ممبروں کو اکٹھا کام کرنیکی ترغیب دی جا سکتی ہیں امداد باہمی کی ایک تازہ رپورٹ میں مذکور ہے - کہ ہلکی سی قسم کا جایز غرور ترقی کی جان ہے - خالص ساخت مال کی انجمن اس اصول کے برخلاف چیلنج ہے - انفرادی اور جماعتی لڑائی ابھی ہو رہی باقی ہے - اٹلی کے فارم اور انجمن ہائے مزدوراں میں کیتھولک اور اشتراکی اس کا ثبوت دے رہے ہیں - اس اثنا میں کافی قدرتی خود غرضی باقی ہے کہ خالص ساخت مال کی انجمن کس شکل سے بنی بہت سے زیادہ سمجھدار اور مستعد ممبروں نے اپنی انجمن کو خرید کر اپنے فائدہ کیواسطے اُس کو کمپنی بنا لیا ہے - ماسٹر کاریگر چاہتا ہے کہ اُسکو آزادی ہو اور اُس کو وہ نصب العین پر قربان کرنا پسند نہیں کرتا جو اُس کی آزادی کو مسدود کرتا ہو - آزاد قسم کی انجمن میں جس کا ابھی ذکر کیا گیا ہے وہ بہت اچھا ہے - کیونکہ وہ گھر میں کام کرنے کا عادی ہے - اُس کے واسطے مشترکہ کارخانہ کم آزادی کا مظہر نہیں - لیکن . . . . جو تربیت کا عادی اور کسی قدر خود مختاری کا شائق ہوتا ہے اس قسم کی انجمن اُس کے موزون حال ہوتی ہے ؂ اور جب وہ ممبر ہو تو کامیابی کا زیادہ موقع ہے -

چوب کاروں کی انجمنیں (الف) اُس کا نظام | ۱۱۵ - چوب کاروں کی انجمن

واقعہ ہو بنج اس کی ایک مثال ہے۔ سن ۱۹۱۰ء میں ۱۳ کاریگروں نے اُس کو قائم کیا جو اپنے آپ کو نظام مزد کی زنجیروں سے آزاد کرنا چاہتے تھے۔ اس کا آغاز ممبروں کے واسطے جو غیر مطمئن تھے اور جو فوراً ہی چھوڑ چلے گئے اچھا نہ تھا اور جب جنگ شروع ہوگئی۔ تو یہ قریباً فیل ہو گئی۔ کیونکہ ۱۳ میں سے ۱۲ ممبر علیحدہ ہو گئے اب اس کا کام ایسا اچھا ہے کہ اصلی ممبر ممبروں میں اضافہ کرنا پسند نہیں کرتے اور فیس داخلہ ۳۰۰۰ مارک (۱۵۰ پونڈ) مقرر کر دی ہے اور حصے ۶۰۰۰ مارک کے یہ رقوم ایسی ہیں کہ کوئی معمولی کاریگر ادا نہیں کر سکتا۔ باوجود اس کے گذشتہ سال دو نئے ممبر داخل کئے گئے۔ اور کل ممبر اس وقت ۱۴ ہیں۔ امداد باہمی کے نقطۂ خیال سے یہ علیحدگی بھی مفید ہے۔ لیکن جب بڑی کوشش سے ایک بڑی مشکل اور خطرہ کا کام کامیابی سے شروع کر دیا گیا۔ یہ ہر ایک معمولی آدمی کا کام نہیں ہے کہ اُن فوائد میں جو اس قدر محنت سے حاصل کئے گئے ہیں۔ اُن کے ساتھ حصہ لیوے جنہوں نے نہ تو محنت کی ہے اور نہ جرأت۔ یہ خطرہ تمام کامیاب انجمن ہائے ساخت مال میں موجود ہے کہ یا تو وہ ایک محیط جماعت یا کمپنی میں اپنے آپ کو تبدیل کر لیتی ہیں۔ اس کا علاج صرف یہی ہے کہ آدمی کے صحیح جذبہ خود داری بلکہ جذبہ امداد باہمی برانگیختہ کیا جائے۔

غیر ممبر ملازمین کی حیثیت

ب۔ چونکہ داخلہ بند ہے اُس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر ممبر ملازم رکھنے پڑتے ہیں اُنہیں ۱۵ یا ۲۰ ہیں اور اُن کی حیثیت بعینہ معمولی مزدور کی ہے سوائے اس کے کہ وہ اپنے پیشہ کی انجمن سے مزدوری پر لگانے والے ہیں۔ بجائے ایک علیحدہ فرم کے اُن کو پچاس فی گھنٹہ بمقابلہ ممبروں کے ملتے ہیں۔ اور انتظام انجمن میں اُن کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے۔ جہاں ممبر کو بھی ۱۴ یوم کی رخصت پورے سال میں تنخواہ پر ملتی ہے غیر ممبر کو

۳ سے ۶ یوم رخصت ملتی ہے۔ غیر ممبروں نے صرف ایک دفعہ ہڑتال کی ۱۹۱۹ء کے موسم خزاں میں اپنے نیم سیاسی پیشوا کی ہدایات کے مطابق انہوں نے مطالبہ کیا کہ اُن کی اپنی کمیٹی کام اور مزدوری تقسیم کرے اور مینجر کا کام صرف دونوں کو کام اور مزدوری دینا ہو۔ ۳ ہفتہ کے بعد وہ ہتھیار پھینکنے پر مجبور ہو گئے اور کام پر واپس آگئے۔ کاریگر اپنی انجمن کی وساطت سے اپنے ملازم رکھنے والے کی مشکلات کا احساس کر رہا ہے۔ اور موقعہ پر جب کچھ وقت کے واسطے موزنج پر بالشویکوں کا جابرانہ قبضہ ہوگیا ۶ آدمی ریوالر سے مسلح کارخانہ میں داخل ہوگئے۔ اور ہر ایک کو حکم دیا کہ اوزار رکھ دیوے ورنہ گولی سے مار دیا جاوے گا۔ یہ ہڑتال دس یوم رہی۔

مشترکہ کارخانہ

ج۔ تمام کام انجمن کے کارخانہ میں ہوتا ہے۔ یہ انتظام فوراً پسند کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ چوب کاروں کو گھر پر بہت سے اوزاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک مشترکہ کارخانہ ہی میں ممکن ہے کہ دوسروں کے واسطے کام کیا جائے۔ پہلے ایک چھوٹی دکان کرایہ پر لی گئی موجودہ کارخانہ بہت وسیع ہے اور اُس میں ایک نمائشی کمرہ بھی ہے۔ جہاں بہت سا مختلف قسم کا تیار سامان اوسط درجہ کے نمونہ کا نمائش کے واسطے موجود تھا۔ ۱۴ ممبروں میں سب کے سب انجمن کا کام نہیں کرتے۔ ایک کی تو اس سے ناموافقت ہے اور دو نے دوسری جگہ نوکری کر لی ہے۔ کاریگروں کے دو درجہ ہیں ایک کو ۲۰ پینگس فی گھنٹہ کم دوسرے سے ملتے ہیں۔ چوب کاری میں ایک درجہ کا دوسرے درجہ سے کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے کہ جہاں تک میناکاری کا تعلق ہے ۔ ممبر جو یہ کام کرتا ہے۔ ۷۰ پینگس فی گھنٹہ زیادہ لیتا ہے۔ درجہ بندی آدمیوں کی دو مینجر کرتے ہیں اور مشکل نہیں ہے کیونکہ سب اکٹھا کام کرتے ہیں اور ہر آدمی کے کام کا پتہ ہوتا ہے ہر ایک آدمی ۴۶ گھنٹہ ہفتہ میں کام کرتا ہے جو عام پیمانہ سے دو گھنٹہ کم ہے مزدوری بازار کے

نرخ پر دی جاتی ہے اور ۱۹۱۴ء میں جو شرح تھی اس سے ۱۰ اور اگنک کے اہین سے زیادہ ہے

مالی حیثیت

(د) اوّل اوّل انجمن اپنا مال ایک جماعت کی وساطت سے فروخت کیا کرتی تھی۔ لیکن جیسا کہ مینجر نے کہا کہ اچھا مال ہر وقت بک جاتا ہے۔ سامان آرڈر پر بنایا جاتا تھا اور اب بھی ۸۰ فی صدی اسی طرح ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ۵۴ پونڈ کا نقصان ہوا اور ۱۹۱۶ء میں جب سب ممبر سوائے ایک کے جنگ میں چلے گئے تو نقشہ بقایا میں ۱۵۰ پونڈ کی کمی دکھلائی گئی۔ انجمن کا گھر ریزرو سے پورا ہو گیا اور یہ دوسری مثال اس فنڈ کی اہمیت کی ہے۔ تین ریزرو فنڈ میں سے پہلا قانونی ریزرو ہے اور دوسرا خاص دوسرے کی امداد کے واسطے اور تیسرا خواب قرضہ جات کا ہے اس کے علاوہ ایک بڑا پوشیدہ سرمایہ ہے۔ سٹاک مالیتی ۲۰۰۰ پونڈ کی قیمت صرف ۱۵۰ پونڈ لگائی گئی۔ انجمن کا اپنا اثاثہ قریباً ½ ہے اور اس کی مالی حالت نہائیت اچھی ہے۔ ڈیویڈنڈ...... محدود نہیں ہے گذشتہ سال دس فیصدی تقسیم کیا گیا۔ چونکہ کسی آدمی کا حصّہ ایک سے زیادہ نہیں ہوتا ایک سے زائد حصّہ امداد باہمی کے بالکل خلاف نہیں ہے جیسا کہ بظاہر نظر آتا ہے۔

بہت ہی اچھا ہو گا کہ تنخواہ کی رقم کے لحاظ سے منافعہ تقسیم کیا جائے۔ شروع میں روپیہ ایک مقامی کواپریٹو صنعتی پبلک سے لیا گیا۔ جس نے انجمن کو کیش کریڈٹ حساب ۱۵۰ پونڈ کا دے دیا۔ یہ رقم فی الحقیقت ناکافی تھی لیکن وہ اپنے روپیہ سے کام کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اور کسی نہ کسی طرح اُنہوں نے اُس سے گذارہ کر لیا۔

اگرچہ چند ایک باتوں کے لحاظ سے ٹھیٹھ کواپریٹو اصول کے لحاظ سے یہ نظام اچھا نہ تھا مگر سرمایہ داری کے نظام منافعہ جوئی سے بہتر تھا۔ کیونکہ مزدور اور مالک ہمیشہ ساتھ ساتھ کام کرنے سے ایک دوسرے کے ساتھ بہت وابستہ ہیں اور وہ ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

قصباتی بنکوں کی مالی امداد

۱۱۶ - اب کچھ ذکر روپیہ کے حصول کا کرنا چاہیئے - شروع میں کاریگروں کی انجمنوں نے سرکار سے خاصی امداد لی - جس کے پیشِ نظر جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں سیاسی مقصد تھا - تھوڑی شرح سود پر قرضہ جات اور عطیہ جات بہت سی انجمنوں کو دے گئے زیادہ تر اُسی طرح جیسا کہ کواپریٹو غلہ خانوں کی صورت میں ہوا تھا - اور انجمنوں کو قصباتی بنکوں سے بڑی فیاضی سے امداد ملی - بڑا مقصد چھوٹی چھوٹی فرموں کی امداد ہے ان بہت سے بنکوں میں حصہ دار کاریگر ہی ہیں - ایک بڑا سنٹرل بنک جو میونچ میں میں نے دیکھا ایک قصاب نے قائم کیا تھا - اس کا پہلا صدر جلد ساز تھا اور اب کمیٹی کا صدر ایک رنگساز ہے - ایسے بھی بنک ہیں جو ایک ہی کام کرتے ہیں جیسے نیورمبرگ میں نان بائیوں کا بنک لیکن اُن میں کمی ہو رہی ہے - کیونکہ قصباتی بنک کے کام کے واسطے کئی طرح کا کام ہونا چاہیئے - اسمیں شک نہیں کہ کاریگر کو اپنا بنک درکار ہے یا ایسا بنک جو اُس کے کام کو سمجھتا ہو - وہ صنعت کا مالک خود کاشت ہے اور اپنے دیہاتی چچازاد بھائی کی طرح اُسکی ضمانت ذاتی اور اصلی ہے اُس کو ایسا بنک مطلوب ہے جو اُس کے تمام حالات کا یہ احتیاط خیال رکھنے کیواسطے طیار ہو یہ کام بڑے بنک نہیں کر سکتے نہ اُن میں شرح سود کم ہوتی ہے جو ۷ - ۸ فی صدی لیتے ہیں اور جہاں اب کاریگر صرف ۶ فی صدی دیتا ہے مزید براں کاریگر کے مفاد بڑے بنکوں کے مفاد سے متصادم ہیں - تاہم خاص بنک ضرور ہونے چاہئیں مگر ضروری بات یہ ہے کہ وہ بنک اور تجارت کے کام کو اکٹھا نہ کریں - اس امر پر زراعتی سنٹرل کے بارہ میں طویل بحث مباحثہ ہوا تھا - اور آخر کار یہ فیصلہ ہوا تھا کہ بنک اور تجارت کا کام علیحدہ علیحدہ ہونا چاہیئے - یہی صورت قصباتی بنکوں کی ہے - صنعتی سنٹرل بنک میونچ کو اپنے ضوابط کے ماتحت تجارت کرنیکا اختیار ہے

لیکن اُس نے اُس کا استعمال کبھی نہیں کیا ہے اس لئے کہ یہ خطرناک ہے پنجاب میں بافندوں کی مرکزی انجمنوں کی غالباً یہ کمزوری ہے۔ کہ وہ تجارت کرتیں اور روپیہ قرض بھی دیتی ہیں +

پنجاب میں اس کا نفاذ

۱۱۷۔ پنجاب کے کاریگروں کے بارہ میں مجھے کافی پتہ نہیں کہ جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے اس کا اس کے زیادہ تر ابتدائی حالت سے کہاں تک تعلق ہے۔ فی الحال خالص انجمن ساخت مال اُس کی پہنچ اور خواہش سے باہر ہے۔ لیکن یہ بات کہ اب ۵۰ بافندوں کی انجمنیں ہیں اور کہ حال میں چمرنگوں اور لوہاروں اور تیلیوں کی انجمنیں جاری ہو چکی ہیں۔ یہ ایک اچھی فال مستقبل کے واسطے ہے۔ مگر ترقی زیادہ آسان ہوگی۔ کیونکہ جرمنی اور اٹلی میں قصباتی بنک تحریک کی پشت پر تھے۔ اِن بنکوں کا کسی دوسرے باب میں ذکر کیا جائے گا +

مسئلہ مکانات

۱۱۸ - بے چینی کا سب سے بڑا سبب جو جنگ کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے - مکانوں کی قلت ہے یہ خرابی یورپ میں ہی نہیں ہے - بمبئی میں بھی اس کا واقعی احساس ہو رہا ہے - اٹلی اور جرمنی میں اس کا علاج تحریک امداد باہمی کے ذریعہ ہو رہا ہے اور ہندوستان میں توجہ کا رخ وہی ہے - چنانچہ میں نے بویریا میں ٹھہر کر یہ دیکھا...... کہ اس مسئلہ کو وہاں کسطرح حل کیا گیا ہے - اسکی خوفناک نوعیت..... اس سے ظاہر ہے - کہ صرف مونیخ میں جہاں ۶ لاکھ باشندے ہیں باوجودیکہ گذشتہ دو سال میں بہت سے مکانات بن چکے ہیں وہاں اب بھی دس ہزار کنبہ کے قریب لوگوں کو مکانات مطلوب ہیں - یہ دلچسپ بات ہے کہ سب سے پرانی کواپریٹو انجمن تعمیر مکانات مونیخ میں ۱۸۷۱ء میں قائم ہوئی تھی - اور فرینکو پرشیاء جنگ سے جو قلت پیدا ہو گئی یہ اس کا نتیجہ تھی -

سرکاری امداد کی ضرورت

۱۱۹ - بڑی پیچیدگی موجودہ صورت میں جس کا حل ناممکن ہے وہ مکانوں کی

تعمیر کا بڑا خرچ ہے۔ جو جنگ سے پہلے کے مقابلہ میں کئی گُنا زیادہ ہوگیا ہے۔ اپنے طور پر بڑے پیمانہ پر اب مکان بنانا ناممکن ہے۔ کرایہ خواہ کتنا ہی لیا جائے وہ لاگت کے واسطے ناکافی ہوگا۔ اس کے لئے سرکاری امداد لازمی ہے اور اس وجہ سے حق بجانب ہے۔ کہ مکانات کی قلت اور تعمیر کا بہت بڑا خرچ جنگ کی وجہ سے ہے اور چونکہ گورنمنٹ تعمیر کے اخراجات کی ذمہ داری لینی ہے اسلئے اس کو اول صورت میں بھی تھوڑی بہت ذمہ داری لینی چاہئے۔ اگر جنگ کے تمام اقتصادی نتائج کو منطق سے پرکھا جائے تو یہ اصول کچھ غیر موزون ثابت ہوگا۔ لیکن اس سے گورنمنٹ کی مالی امداد کا حق بجانب ہونے کا بہت اچھا مقصد حل ہوتا ہے جو کہ ہر ایک گورنمنٹ نے بعد از جنگ مجبوراً دی ہے۔

انجمنوں کی سرعت ترقی

۱۲۰۔ غالباً بہت سے بہتر اور موزون طریق امداد لینے کا انجمن ہائے امداد باہمی کی وساطت ہے۔ کیونکہ اُس صورت میں بہت سے آدمیوں کو ایک ہی گرانٹ سے مدد دی جا سکتی ہے۔ اور برعکس اس کے ایک طرف مکانات کی ضرورت اتنی بڑی ہے اور دوسری طرف سرکاری امداد کا لالچ بھی بہت ہے اس واسطے یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ انجمنیں خودرَو گھاس کی طرح پیدا ہو رہی ہیں۔ ۲۴۴۲۔ انجمنوں میں سے جو سنہ ۱۹۲۰ء کے آخیر میں موجود تھیں۔ ۱۲۲۵ کا اجرا جنگ کے بعد ہوا ہے۔ اُن میں ۲۰۰ لوئیریا میں قائم ہو چکی ہیں جہاں کہ اب قریباً ۴۰۰۔ انجمنیں ہیں۔ بہت سی انجمنیں بڑے بڑے شہروں جیسے میونچ یا نیورمبرگ کے اردگرد ہیں۔ لیکن وہ چھوٹے قصبوں اور بڑے مواضعات میں بھی موجود ہیں میں نے ایک انجمن کی بابت جو ۷۰۰ باشندوں کے ایک گاؤں میں ہے مگر اس سے یہ اندیشہ لاحق ہے۔ ممکن ہے۔ کہ جس مقامی صنعت پر اس

کا دارومدار ہے کسی دن مجبوراً بند ہو جائے اور اس صورت میں انجمن کا پول ظاہر ہو جائے گا۔
اب بویریا کے ۱۰۰ مقامات میں انجمنیں ہیں جو ایسا ہی مشہور ہے کیونکہ بویریا بالکل
زراعتی ملک ہے۔ یہ بڑی مثال اس بات کی ہے کہ کہاں تک تحریک امداد باہمی
اشد ضروریات کی مرہون منت ہے۔ یہ سچ ہے کہ بہت سی انجمنوں نے ابھی تعمیر کا کام
شروع نہیں کیا اور بعض تو غالباً کرینگے ہی نہیں اور باقی بھی بہت عرصہ قائم نہیں رہینگی
اتنی جلدی جب نشوونما ہو جائے تو گھاس اور گندم دونوں کا ہونا لازمی ہے لیکن
گندم اچھی ہے اور تحریک بحیثیت مجموعی طاقتور ہے۔ اور خوش قسمتی سے اس کے
حاکم اعلیٰ ذی استعداد اور سرگرم آدمی ہیں۔

سرکاری امداد (الف) براہ راست انجمن کو

۱۲۱۔ بویریا میں جنگ کے بعد قریباً ۸۰۰۰
مکانات جن میں ہر ایک میں ۲ سے ۴ کمرہ ہیں۔ انجمن ہائے امداد باہمی نے بنائے ہیں
بہت بڑی سرکاری امداد کے بغیر جو ۱۹۱۹ء ہی میں ۵ لاکھ پونڈ کے قریب تھی یہ کام
ہونا ناممکن تھا۔ ان قرضہ جات کا مقصد اس سے زیادہ نہیں ہے کہ تعمیر کے خرچ کا
جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے کچھ حصہ دیا جاوے۔ یعنی کم سے کم اس قدر خرچ جو
اس وقت کرایہ سے پورا نہیں ہو سکتا۔ کوئی سود نہیں لیا جاتا اور وصولی آئندہ کرایہ کے
لحاظ سے مالیت پر ہوتی ہے۔ کرایہ کی نگرانی ہوتی ہے اور بڑے خاندانوں اور بیوہ گان کو
ترجیح دی جاتی ہے۔ یا اُن کو جن کا جنگ کی وجہ سے خاص حق ہو۔ فریدبراں
اگر مکانات کے فروخت کی نوبت آجائے تو گورنمنٹ کو حق شفع حاصل ہے ۱۹۱۹ء میں
۱۹۳ انجمنوں کو گرانٹ ملا۔ نصف خرچ شاہی روپیہ کے خزانہ سے دیا گیا اور باقی نصف
گورنمنٹ بویریا اور میونسپل کمیٹیوں میں تقسیم ہو گیا۔ گذشتہ سال آخرالذکر کا حصہ کل کے
⅔ تک بڑھا دیا گیا۔

سنٹرل بنک کی وساطت سے

جب گورنمنٹ قرضہ دے تو بہتر ہے کہ ہر انجمن کو براہ راست نہ دے کیونکہ احتمال ہے کہ وہ مدد ذاتی کے جذبہ کو کم کر دے۔ بہتر تجویز یہ ہے کہ سنٹرل بنک کی وساطت سے دیا جائے۔ یہ عمل میونچ میں ہوا ہے۔ جہاں ۲۵ ہزار پونڈ کی رقم بنک انجمن ہائے تعمیر مکانات کی تحویل میں دیدی گئی ہے۔ یہ اسی امداد کی بدولت ہے کہ بنک قرضہ ۹۰ فی صدی تک رہن ثانی جاری کرنے کے قابل ہوگیا ہے صرف ۶ فی صدی سود لیا جاتا ہے جو پہلے رہن کی شرح ہے۔

کمیشن ترقی کی وساطت سے

(ج) مدد غیر سرکاری کمیشن ترقی کی وساطت سے دی جاتی ہے۔ جس کی بڑی غرض ترقی زمین اور چھوٹے مکانات کی تعمیر ہے۔ یہ جماعت بھی دوسرے قرضہ جات رہن ۹۰ فی صدی مالیت تک دیتی ہے اور صرف ½۴ فی صدی سود لیتی ہے۔ تمام قرضہ جات میں ایک یہ شرط ہے کہ متعلقہ میونسپل کمیٹی اُن کی کفیل ہو وصولی مساوی اقساط سے ہوتی ہے۔ جس میں سود بشرح ¾۴ یا ۱ فیصدی اور کمیشن بشرح ½ فیصدی جو میونسپل کمیٹی ریزرو فنڈ کے واسطے ادائیگی نقصان کے واسطے رکھتی ہے۔ شامل ہوتا ہے سرکاری امداد کی تین صورتیں ہیں۔

(الف) براہ راست عطیہ جات انفرادی انجمنوں کو مکانات کے ایسے جزو کی تعمیر کے خرچ کے واسطے جس سے کوئی آمدنی نہیں ہوتی۔

(ب) قرضہ جات بنک انجمن ہائے تعمیر مکانات۔

(ج) مکرر قرضہ جات رہن ڈیولپمنٹ کمیشن کی طرف سے۔

دیگر اقسام امداد

۱۲۲۔ پہلی قسم کی امداد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مسلمہ طور پر جنگ کی وجہ سے نادر حالات پیدا ہونے کی بنا پر

حق بجانب ہے۔ اور دیگر دو اقسام کے متعلق بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ اور اُسمیں شک ہے کہ آیا معمولی حالات میں بھی اوسط درجہ کی انجمن تعمیر مکانات بلا کسی قسم کی مالی امداد کے جاری ہو سکتی ہے یا نہیں۔ مزدور اور کلرک اور ملازمین اور چھوٹے چھوٹے عہدہ دار جو ان انجمنوں کیلئے ریڑھ ہڈی ہیں وہ سرمایہ کی بڑی رقم بلا امداد پیدا نہیں کر سکتے جو تعمیر مکان جیسے کام کے لئے ہونا چاہیئے ......
کبھی کبھی ذی حوصلہ آدمی ایک نئی انجمن کو اپنا روپیہ دینے کے خدشہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں جہاں کہ ضمانت سوائے ممبروں کے غیر تصدیق شدہ دیانت داری کے کوئی نہیں ہوتی ہے یا ایک مقامی تاجر قرضہ دیدیتا ہے تاکہ اُس کے عوض انجمن کے تمام ممبر اُس سے خرید و فروخت کریں یا کوئی انجمن زیادہ تحمل سے کام لے جو توقع سے باہر ہے اور ایک جگہ خریدنے کیلئے جو اس کے بعد زمین رکھی جاتی ہے۔ روپیہ دیدے اور اتنا عرصہ انتظار کرے کہ ممبر کافی تعداد میں ہو جائیں۔ اور اُن کا سرمایہ حصص زمین کی قیمت خریدنے کے لگ بھگ ہو جائے۔ یا یہ کہ ایک صاحب زمین سے جگہ لے لی جائے جو تھوڑی سی قیمت لیکر باقی کا رہن منظور کرلے۔ لیکن اسمیں ایک خطرہ ہے کیونکہ بہت سی انجمنیں غیر محتاط آدمیوں کی بنی ہوئی ہیں جنکا صرف مقصد یہ تھا کہ اپنی زمین زیادہ قیمت پر فروخت کریں۔ سب سے پرانی انجمن میبو پنچ نے جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے اُس کو سرکار کی صرف اس واسطے ضرورت نہ رہی کہ اس کو ۶ ہزار پونڈ کی رقم ایک جماعت ہمدردان سے قرضہ پر مل گئی۔ ان میں چند بڑے کارخانوں کے مالک تھے جو اپنے کاریگروں کے لئے اچھے مکانات چاہتے تھے۔ گذشتہ زمانہ کے مقابلہ میں اب اس قسم کی امداد جلد میسر آجایا کرے گی۔ بہرحال خواہ کوئی ہی صورت ہو۔ کسیقدر مالی امداد شروع میں عموماً درکار ہوگی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنی مدد آپ کرنا اس قسم کی تحریک امداد باہمی کے لئے ایسا ہی لازمی ہے جیسا کہ کسی دوسری صورت میں سرکاری امداد

صرف اُس وقت دینی چاہیئے جبکہ اُس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہو۔ اور سب سے پہلے بند کر دینی چاہیئے۔

بنک ہائے رہن کا فائدہ

۱۲۳۔ تعمیر مکان کی انجمنوں اور دیگر امداد باہمی کے کاموں میں بنک ہائے رہن لابدی ہیں۔ لیکن جب ایک دفعہ جگہ مل جاوے۔ ماہران اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جگہ لینے میں بہت دانائی درکار ہے اور عمارت کا کام شروع ہو سکتا ہے۔ روپیہ کا ملنا مشکل نہیں ہے بہت سے رہن کے بنک ہیں جو ایک منزل مکمل ہونے پر روپیہ قرض دیدینگے اور علیٰ ہذالقیاس منزل بہ منزل حتیٰ کہ کل عمارت ختم ہو جائے گی۔ ہندوستان میں رہن کے بنکوں کا نہ ہونا ایک مزید مشکل ہے اور اس میں سرکاری امداد کی بہ مقابلہ دوسری صورت کے زیادہ ضرورت ہوگی۔

انجمن ہائے خرید مکانات

(الف)

اُس کی روز افزوں جائداد

۱۲۴۔ انجمن ہائے تعمیر مکانات دو قسم کی ہیں۔ بعض مکان کرایہ پر دیتے اور بعض فروخت کے واسطے ہیں اسوقت پہلی بہت ہیں۔ ۱۸۰ انجمنوں میں جو بہت بڑی آ ڈٹ یونین بویریا میں شامل ہیں۔ صرف ۵۔۶ اپنے ممبروں کے پاس مکانات فروخت کرتی ہیں۔ اور ساتھ ہی آزادی کی خواہش جو جنگ کی وجہ سے زیادہ تیز ہو گئی ہے ایسی زوردار ہو گئی ہے کہ اکثر آدمی جو پہلے ایک کمرہ کرایہ پر لے کر قانع ہو جاتے تھے اب اُن کی خواہش ہے کہ اُن کا اپنا مکان ہو۔ اس لئے بہت سی جدید انجمنیں اس غرض کے واسطے قایم ہو چکی ہیں۔ اور پرانی انجمنیں بھی اُن کی پیروی کر رہی ہیں۔ اُن میں ایک انجمن واقعہ میونچ نے جس کا ابھی ذکر کیا جائے گا۔ حال میں جگہ خریدی ہے تجویز ہے

کہ یہ مکانات ممبروں کے پاس فروخت کے واسطے بنائے جائیں۔ ہر مکان میں ۴ سے ۶ کمرے ہونگے اور ساتھ چھوٹا سا باغیچہ ہوگا خرید میں آسانی کیواسطے ہر ممکن کوشش کی جاوے گی۔ کیونکہ ملکیت صرف کل لاگت میں سے ۲۵ فی صدی ادا کرنے پر منتقل ہوجائے گی اور باقی کا رہن لے لیا جائے گا۔ مثلاً اگر مکان کی لاگت ۴۰۰ پونڈ ہے تو ملکیت ۱۰۰ پونڈ نقد ادا کرنے پر حاصل ہوسکتی ہے۔ اور بقایا ۱۵-۲۰ سال میں ادا ہوسکتا ہے۔ بعض انجمنوں میں ۱۰ فیصدی لاگت کے ادائیگی پر ملکیت دے دی جاتی ہے۔

انجمن کے لئے مکرر خرید کا حق

(ب) بہت حالات میں یہ فروخت کی شرط ہوتی ہے کہ خریدار انجمن کا بعد خرید ممبر رہتا ہے۔ اور یہ مقررہ قاعدہ ہے کہ اگر فروخت ہو تو انجمن کا حق ہوگا کہ بعد وضع خسارہ شکست وریخت کے مکان کو دوبارہ خریدے اسکو السمر سسٹم کہتے ہیں۔ اگر روپیہ کی ادائیگی میں توقف کیا جائے تو مکرر خرید کا پھر بھی حق ہوگا۔ یا اگر مکان اور باغات درست حالت میں نہیں رہتے یا اگر فروخت کی کسی شرط کی خلاف ورزی کی جائے شرائط میں ایک شرط ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ عمارت چھوٹے سے گھر کی صورت میں رہے گی کیونکہ انجمنوں کا مقصد یہ نہیں ہے کہ بڑے مکانات حاصل کئے جاویں اور نہ ہی انجمن کے حق مکرر خرید کی بناء پر کوئی ایسی ایزادی وغیرہ ہوسکتی ہے جس سے کہ مکان کی ہیئت ہی تبدیل ہوجائے۔

سرمایہ کی وصولی

(ج) قدرتاً اس قسم کی انجمنیں بمقابلہ اُن کے جو فقط کرایہ پر ہی مکانات دینے کے واسطے بنائی جاتی ہیں زیادہ سرمایہ کی محتاج ہوتی ہیں۔ برعکس اس کے جو خرید کے واسطے تیار ہوتے ہیں وہ بمقابلہ اُن کے جو صرف کرایہ پر ہی لے سکتے ہیں۔ زیادہ حصّہ لے لیتے ہیں۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبل از جنگ ۰۰ ممبر ۱۵ پونڈ فی کس چندہ دے کر ۲۰ چھوٹے چھوٹے مکانات تیار کر سکتے تھے - ان کو پھر رہن کر کے مزید مکانات زیر رہن سے بنائے جا سکتے تھے - اور یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہتا تھا جب تک کہ ہر ممبر کا اپنا مکان نہ ہو جائے - اگر یہ خیال کہ لاہور کے نزدیک باغ کا شہر ہونا چاہیے پختہ ہو جائے تو یہ سسٹم بھی ہونا چاہیئے -

کرایہ میں زیادتی اور بیدخلی

۱۲۵ - انجمن ہائے تعمیر مکانات میں دو بنیادی قاعدے ہیں - جن کی وجہ سے وہ دیگر ۰۰ انجمنوں سے مختلف ہیں - کرایہ میں زیادتی بغیر منظوری اجلاس عام نہیں ہو سکتی اور ممبر بیدخل نہیں ہو سکتا - جب تک کہ اس کا چال چلن ٹھیک رہے - ان دو قواعد میں تحریک ساده ترین صورت میں دکھائی دیتی ہے - لیکن ہر قاعدہ میں نقص بھی ہوتا ہے - جنگ کی وجہ سے چونکہ خرچ زیادہ ہو گیا اس واسطے اسکو پورا کرنے کے لیے کرائے زیادہ کرنے پڑے - اگرچہ یہ معاملہ بالکل صاف تھا - لیکن اجلاس عام سے یہ مشکل منظور کرتا تھا - یہ حق کہ بیدخلی نہ ہو کبھی کبھی موجب تکلیف ہوتا ہے - ایک انجمن میں میں نے دیکھا کہ اس حق کی حفاظت اس معاہدہ کی صورت میں ہوتی ہے جو کرایہ دار سے کیا جاتا ہے - لیکن خراب کرایہ دار اس سے خیال کرتے تھے کہ وہ جو چاہیں مکانات کر سکتے ہیں - اسواسطے اس دفعہ کو منسوخ کرنا پڑا - خراب ممبر البتہ بیدخل ہو سکتے ہیں - لیکن اُس پر عمل شاذ ہوتا ہے - ممبر کو مکان سے انجمن سے خارج کیئے بغیر بیدخل کیا جا سکتا ہے - اور انجمن اور اُس کی جائداد کے مفاد کے لحاظ سے یہ اختیار ایسا ہے کہ اسکی بہت تحدید نہیں ہونی چاہیئے جو ممبر کرایہ نہ دیویں اُن پر بابت نالش کر دی جاوے - لیکن بندش ہر دفعہ مقید ثابت نہیں ہوتی - کیونکہ انسانیت وہ قدرتی تعلق ہے - جس سے تمام دنیا

کے لوگ ایک رشتہ میں مل کر دکھائی دیتے ہیں باشندے لوگ تنازع کے سامنے کھڑے ہو جا سکتے ہیں
اور بہتر قابل ترقی سامان کی نسبت سکتے ہیں کہ وہ اٹھا سکتے

آوٹ یونین اور نقشہ جات

۱۲۶ - حال کی اکثر انجمنیں آوٹ یونین کی بہت مرہون منت ہیں۔ جو تعمیر مکانات انجمنوں کے واسطے قائم ہوئی ہیں جرمنی کی دوسری انجمنیں بھی انکی مرہون ہیں صرف بوپر یا ہیں ... یونین ہیں اور اُن کا خاص کام آوٹ ہے لیکن وہ اُن کی رہنمائی اور رفاقت کا کام .... بھی کرتی ہیں۔ مشکلات سے اُن کو عبور کراتی ہیں اور مکانات کے بارہ میں اُن کو مشورہ دیتی ہیں۔ (سب سے بڑی یونین دو معمار بھی رکھتی ہے اور اُن کے مفاد کی محافظت کرتی ہیں۔

اعداد و شمار نہیں ملتے۔ لیکن ذیل کے اعداد جو بوپر یا کی یونین ہائے کی رپورٹ ۱۹۲۰ء سے اخذ کئے گئے ہیں۔ خالی از دلچسپی نہ ہونگے۔

اوسط تعداد ممبران ایکسو گیارہ انجمنوں میں	۱۸۳
اوسط تعداد مکانات ۵۷ انجمنوں میں ¾ کے تین یا چار کمرے ہیں انکے ساتھ ایک باغ ہے	۱۲۰
اوسط کرایہ تین روپیہ ماہوار ہے	
کل قرضہ رہن (۱۱۱ - انجمنیں)	۲ لاکھ پونڈ
حصص وصول شدہ اور ریزرو	۵۰۰۰ پونڈ
امانتیں (۱۴ انجمنیں	
خرچ انتظام و مرمت مکانات	۲۷ فیصدی کرایہ کا (۳ سال کی اوسط ۹ فیصدی ہے)

ان اعداد کا کمیٹی کی ۱۷ انجمنوں کے اعداد و شمار سے مقابلہ کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ ترازو کے دونوں پلڑوں کا پورا ہونا آسان نہیں ہے دیکھئیے انجمن ہائے سے جن کا اوپر

ذکر ہوا ہے ۳۰ فی صدی کو نقصان رہا۔

متفرق امور

۱۲۷۔ ذیل کی خفیف باتیں بھی قابل ذکر ہیں (۱) جنگ سے پہلے یہ مسلمہ اصول تھا کہ انجمن کا راس المال تقریباً ۱۰ فی صدی ہو اب تعمیر کا بہت خرچ ہو گیا ہے۔ اس واسطے یہ ناممکن ہے (۲) ۱۔فی صدی سالانہ عمارت کی شکست و ریخت کے لیے خارج کر دینا چاہیئے۔ ہندوستان جیسے گرم ملک میں شرح کچھ زیادہ درکار ہوگی۔ (۳) حصص حتی الامکان بڑی مالیت کے ہوں لیکن کوئی شخص محدود حصص سے زیادہ نہ لیوے۔ کیونکہ اگر دفعتاً بہت سے بڑے حصہ دار روپیہ واپس لے لیں تو اس سے بڑی مشکل ہوجائے گی قرین مصلحت یہ ہے کہ اٹلی کے دستور پر عمل کیا جائے۔ اور روپیہ کی واپسی کا حق روک دیا جائے۔ سوائے کمیٹی کی منظوری کے۔ بہرحال یہ حق ایک سال کے نوٹس کے ماتحت ہو۔ جرمنی قانون زیادہ سے زیادہ ۲ سال ہے (۴) قرین مصلحت یہی ہے کہ مکانات مضبوط بنائے جائیں۔ تاکہ مرمت کا خرچ زیادہ نہ ہو۔

ایک نمونہ کی انجمن

(الف) اُسکا نظام

۱۲۸۔ اگر بطور نمونہ دو مثالوں کا ذکر کیا جائے تو اس سے جرمنی کی انجمن ہائے عمارت کا تمام حال منکشف ہوجائے گا۔ بڑی انجمن سونچ میں ہے جس نے دو ہزار ممبروں سے ۱۹۱۸ء میں کام شروع کیا اور اب کل ممبر ۷۰۰ ہیں۔ ان میں بہت سے چھوٹے چھوٹے ملازم ہیں اور میونسپل ملازمین اور ٹریم وے پر کام کرنے والے اور فائر مین اور علیٰ ہذ القیاس اور منتفس کے کارخانہ لوکو کے مزدور شامل ہیں مختلف مذاق کے ممبروں میں فائدہ ہوتا ہے۔ خصوصاً جبکہ اس میں اہلکاروں کی جماعت ہو۔ کیونکہ آخر الذکر مستقل مزاج ہوتے ہیں اور ان کو اپنے مکانات پر فخر ہوتا ہے اور اپنے ممبر بھائیوں کے واسطے

اعلیٰ معیار قائم کرتے ہیں۔ اچھا ٹریڈ یونینسٹ پسند کیا جاتا ہے اس سے اسے اپنے دل کا پتہ رہتا ہے۔ وہ اگرچہ خطرناک ہوتا ہے۔ لیکن بالکل کاروباری ہوتا ہے اس انجمن میں ہر ممبر ۵ پونڈ کا حصہ لیتا ہے جسے وہ چار سال میں ادا کرتا ہے ذمہ داری بقدر مالیت حصہ محدود ہوتی ہے۔ اور اس ذکر کو ختم کرنے سے پہلے یہ یاد رہے کہ غیر محدود ذمہ داری شاذ ہوتی ہے۔ منافعہ ۵ فیصدی سے زیادہ تقسیم نہیں ہوتا ہے اور تمام باقی منافعہ ریزرو میں جمع ہوتا ہے۔

آغاز کار میں غلطی

ب۔ انجمن نے شروع ہی میں کام غلط کیا۔ کارکنان مقام عمارت کیلئے غیر محدود دلچسپی لیتے تھے زمین بڑی قیمت پر حاصل کی گئی۔ عمارات میں اتنا اضافہ کیا گیا کہ جو ٹھیکہ جات کے رو سے جائز نہ تھا یہ اضافہ مناسب نہ تھا۔ اس واسطے انجمن دوسرے سال میں بیچ گئی روپیہ ختم ہو گیا اور جو روپیہ دینا تھا وہ بار بار رہن سے پورا کیا جاتا تھا۔ معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ ایک بلاک مکانات کم از کم گیارہ رہن تھے تمام لوگ جو تعمیر کے کام میں لگے ہوئے تھے مثلاً معمار اور نقاش اور لپائی کرنے والے اور پانی کے نل لگانے والے اور نجار اور ترکھان اور سامان آرائش طیار کرنے والے انہیں اپنے جزوی اجرت کے لئے رہن کو قبول کرنا پڑا بڑے بحث مباحثہ اور قریباً نصف ممبران کی علیحدگی کے بعد ناموزوں ممبر خارج کر دیئے گئے اور نئے منتظم انتخاب کئے گئے۔ باقی کے ممبر اکٹھے ہو گئے اور مزید سرمایہ حصہ وصول کیا گیا اور اس سے بہت بھاری قرضہ ادا کیا گیا اور اب اس کا تمام کام قابل تعریف ہے۔ بہترین اور مضبوط انجمن موجود ہے۔

موجودہ حالت

(ج) اس کے چھ بلاک ہائے عمارات ہیں جن میں ۲۰۳، ۵ مکانات دو یا تین کمرہ والے ہیں۔ آخری بلاک جو تعمیر ہوتا ہے وہ بہت ہی خوبصورت عمارت ہے اور اس کے کمرے چھوٹے مگر ہوادار اور

اچھے بنے ہوئے ہیں ماہواری کرایہ ۴ شلنگ سے ۱۶ شلنگ سے زیادہ ماہوار نہیں ہے اندریں حالات یہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ ابھی ۳۰۰ ممبروں سے زائد مکان لینے کے منتظر ہیں جن میں اکثر جنگ میں شامل ہوئے تھے انجمن کا اپنا روپیہ ۲۵۰۰ پونڈ ہے۔ (سرمایہ حصہ اور ریزرو) اور نفقتہ لقایا میں جائداد کی قیمت ۱۲۰۰۰ پونڈ دکھلائی گئی ہے۔ جو غالباً اسکی موجودہ قیمت سے بہت کم ہے حصوں اور امانتوں پر تھوڑا تھوڑا روپیہ قرض بھی دیا جاتا ہے۔ امانتیں جو صرف ممبران کی ہوتی ہیں اُن کی رقم ۱۷۰۰ پونڈ ہے۔ ایک بیکری اور ڈایری بھی قائم ہے جس سے ممبروں کو ارزاں خالص دودھ اور روٹی ملتی ہے۔ اور وہ منافعہ پر کام کر رہی ہیں۔

انتظام

(۵) منتظمان میں ایک کمیٹی دو آدمیوں کی ہوتی ہے۔ جن میں ایک مینجر اور دوسرا خزانچی ہوتے ہیں۔ اُن کو سالانہ ۱۵ اور ۶ پونڈ دیے جاتے ہیں۔ بڑی انجمن میں کمیٹی بھی یا تو تنخواہ یا بونس لیتی ہے۔ چھوٹی انجمنوں میں دستور مختلف ہے۔ کیونکہ رہائش کا خرچ بہت ہے۔ اسواسطے کام اعزازی بہت زیادہ ہر دلعزیز ہو رہا ہے۔ اور نہ ہی ہمیشہ یہ ایسا قابل اعتبار ہوتا ہے جیساکہ اُجرت کا کام۔ کمیٹی کے علاوہ بورڈ نگران بھی ہے جو مہینہ میں صرف ایک دفعہ ایک جلسہ کرتا ہے۔ بلکہ قواعد کے مطابق چھ معائنے سال میں بلا اطلاع کرنے ہوتے ہیں۔ ہر دو ماہ کے بعد ایک اجلاس عام ہوتا ہے۔ جسمیں عموماً قریباً ۱۰۰ ممبر کے شامل ہوتے ہیں۔ اتنے اجلاس غیر معمولی ہیں۔ اور ظاہر کرتے ہیں کہ ممبران جذبہ امداد باہمی سے سرشار ہیں۔ وہ بڑے مفید ہیں۔ کیونکہ اُن سے منتظمان کا ممبروں سے ربط ضبط رہتا ہے۔ اور آخر الذکر کو انجمن کے انتظام سے خاص دلچسپی پیدا کرنے پر مائل کرتے ہیں۔ اس سال میں جب سے ابتدائی کام شروع ہوا صرف تین ممبر خارج ہوئے ہیں اور بہتوں کو خارج نہیں کرنا پڑیگا۔ انجمن نے بڑا کام کیا ہے اور اُس کے ڈائرکٹروں سے بات چیت کرنے میں یہ نا ممکن ہے

کہ آدمی یہ محسوس نہ کرے کہ اس کے سرگرم دکان بے لاگ کام کرنے والے ہیں اگر ایسے آدمی نہ ہوتے تو تحریک امداد باہمی کبھی کی معدوم ہو جاتی ٭

موونج کی تعمیر مکانات کی انجمن

۱۲۹۔ دوسری انجمن جس کا ذکر کرنا ہے۔ موونج کی سب سے پرانی ہے اس سال کی اسکی جوبلی ہے۔ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ شروع میں کس طرح نجی ہمدردان کی جماعت نے اس کو روپیہ دیا۔ جنمیں شاہ لیوپولڈ بھی تھا۔ پہلے ...۷ پونڈ کے قرضے جو بلا سود ۷ سال کے واسطے تھا عمدہ جگہ حاصل کی گئی اور تعمیر شروع کر دی گئی۔ جگہ کارخانوں کے نزدیک تھی جن کے ملازمین کے واسطے انجمن اصل میں مقصود تھی۔ تجویز یہ تھی کہ ممبر مکانات کرایہ پر لینے کے بجائے خریدیں مگر سکیم رہ گئی کیونکہ مکانات بوجہ کثیر مطالبہ مکانات ۱۸۶۷ء میں بہت بن گئے۔ اس سے کرایوں میں عام طور پر کمی ہو گئی۔ جس پر کہ ممبروں نے خرید سے انکار کر دیا۔ بہت ممبر انجمن چھوڑ کر چلے گئے۔ بعض تو اس خیال سے کہ یہ فیل ہو جائے گی اور باقی اسلئے کہ وہ بیکار تھے۔ اور چند ممبر کرایہ نہ دینے کی بناء پر خارج کر دئے گئے۔ چند مکانات خالی ہو گئے اور خرچ بدستور رہا اور آمدنی کم ہو گئی۔ وہیں سال تک انجمن کی حالت خراب رہی۔ لیکن ..... اچھے وفادار ممبروں کی استقامت کے باعث جنہوں نے سرمایہ حصہ جہاں تک اُن سے ہو سکا دیا اور ایک قطعہ زمین اچھی قیمت پر فروخت کر دینے کے مالی پلڑا برابر ہو گیا۔ اور ممبروں کی زیادہ معتبر اور بہتر جماعت خصوصاً ڈاک خانہ اور ریلوے کے ملازمین کی رفاقت حاصل ہو گئی۔ یہ جماعت مزدوروں کے مقابلہ میں زیادہ پائدار ہے جنکی قسمت صنعت اور حرفت کے اُتار چڑھاؤ پر موقوف ہوتی ہے ٭

آخر کار انجمن کی حالت اچھی ہو گئی اور اب

اسکے چھوٹے بڑے ۲۲۴ مکانات ہیں۔ ایک کمرہ سے چھ کمرے کے

۱۵۰ مکانات میں ایک یا دو رہائشی کمرے ہیں اور اُس کے علاوہ ایک باورچیخانہ

اور ایک گودام کا کمرہ ہے۔ پچھلے مکانات میں گودام کے کمرے کی جگہ غلہ خانہ ہے
مکانات جن کی مالیت . . . اپونڈ ہے تمام مقامی رہن کے بنک میں رہن ہیں . . . .
. . . . . . اور شرح سود ۴ - ۵ فی صدی ہے۔ ادائگی زرِ رہن ۲۰ سال میں ہوتی
ہے . . . . . انجمن ممبروں کیلئے کبھی کبھی سیونگ بنک کا کام بھی کرتی ہے۔ ۱ انامتیں . . ۱۵ پونڈ
سے اوپر ہیں۔ جنگ سے پہلے ۷۵ فیصدی مکانات میں غیر ممبر رہائش پذیر تھے۔
جن سے ۱۰ فی صدی زیادہ خرچ ممبروں کے مقابلہ میں لیا جاتا تھا۔ مگر اب چونکہ
مکانات کی قلت ہوگئی ہے اسواسطے غیر ممبر کرایہ دار نہیں رہے۔ عام اصول یہ ہے
کہ جب ممبروں کو مکانات ملجائیں تو پھر غیر ممبروں کو مکانات کرایہ پر دیے جاتے ہیں
غیر ممبر کو ہمیشہ ایک ماہ یا سہ ماہی کا نوٹس دیا جا سکتا ہے۔ وہ انجمنیں جن کا ذکر کیا گیا
ہے خاص طور پر قابلِ توجہ ہیں کیونکہ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ کیا کچھ نہیں ہو سکتا اور
جذبہ امداد باہمی سے سرشار ہونے کے بغیر کام پائیدار نہیں ہو سکتا۔

ہندوستان کی ضرورت

۱۳۰ - ہندوستان نے جہاں ۹۰ فیصدی آبادی دیہات میں رہتی ہے دیہاتی بنک پر اپنا زور دیا ہے۔ لیکن یہ تحریک شہروں میں بھی پھیل رہی ہے اور قصباتی بنک بیدار ہو رہا ہے۔ ان کی تعداد بمبئی میں ۱۰۰ کے قریب اور احاطہ بمبئی میں سرمایہ اور امانتیں قریباً ایک کروڑ روپیہ ہے۔

متوسط الحال لوگ محسوس کر رہے ہیں کہ کاروبار بنک میں انکو بھی ان سہولتوں کی ضرورت ہے جن کی غریب زمیندار کو ہے اسوقت کامیاب وکیل یا ٹھیکہ دار کے واسطے مشکل ہے کہ اپنی بچت کاروپیہ رکھے اور معمولی دکاندار یا کاریگر کے لئے آسان نہیں ہے کہ تھوڑی شرح پر قرضہ لے لے جس کی اسے اکثر ضرورت ہوتی ہے قصباتی بنک امداد باہمی کی یہ دو خصوصیتیں ہیں کہ امانتیں خواہ کتنی ہی تھوڑی ہوں لے لی جاتی ہیں۔ اور قرضہ جات خواہ اُنکی رقم کیسی تھوڑی کیوں نہ ہو دے جاتے ہیں اور اعتبار کیا جاتا ہے کیونکہ مقصد منافع جوئی نہیں ہے۔ بلکہ خدمات کرنا ہے مزید برآں ہندوستان میں امداد باہمی کے واسطے بہت بڑا میدان ہے جرمنی اور اٹلی میں جیساکہ

ہم ذکر کریں گے تجارتی بنک کا کاروبار اب بہت بڑھ گیا ہے اور احتمال ہے کہ قصباتی بنک امداد باہمی کی حیثیت معرض خطر میں پڑ جائے۔ برعکس اس کے ہندوستان میں تجارتی بنک بہت ہی قلیل ہیں۔ ۱۹۱۶ء میں برہما سمیت اس بنک کے کاروبار کی آسانیاں جنگ سے پہلے آئرلینڈ کے برابر بھی نہ تھیں۔ اس سے جو موقعہ حاصل ہوتا ہے وہ ظاہر ہے۔ پیشتر اس کے کہ دوسرے میدان میں اُتر آئیں۔ اس سے فائدہ حاصل کر لینا مفید ہے۔

اہل اٹلی کے بنک

۱۳۱۔ قصباتی بنک امداد باہمی جرمنی میں گذشتہ صدی کے دوران میں پیدا ہوئے مگر اٹلی میں جلدی اُن کا رواج ہو گیا یہاں قصباتی بنک کو ہمیشہ کامیابی ہوئی ہے۔ جب سے بنک کا کاروبار پیپل خزانہ کی نگرانی میں ۵۰ سال کی بات ہے کہ شروع ہوا۔ میں پہلے وہ قسم بیان کروں گا۔ جس کا نام عام طور پر لوگوں کا بنک ہے کیونکہ یہی قسم ہے جس کی طرف زیادہ توجہ مبذول کی گئی ہے۔ لوزاٹی نے پہلا پیپل بنک ۱۸۶۶ء میں بمقام میلان جاری کیا اور یہ بنک تمام شمالی اور وسط اٹلی میں پیدا ہو گئے ہیں۔ اُن کی تعداد ۸۰۰ ہے۔ رقبۂ عمل کے لحاظ سے یہ بنک مختلف حیثیت کے ہیں۔ ایک بنک وہ بھی ہے۔ جو نویرا سے لیکر ٹورن تک پھیلا ہوا ہے جنکی ۶۴ شاخیں ہیں۔ ایک وہ بھی ہے جس کا ایک ہی دفتر صرف ایک منڈی میں ہے اگرچہ زیادہ تر وہ قصباتی ہیں مگر وہ کسانوں سے بہت لین دین کرتے ہیں اور گذشتہ سال میں جس کے نقشہ جات موجود ہیں قریباً ۲۰ ملین پونڈ زراعت پیشہ لوگوں کو قرضہ دیا گیا تھا۔ بہت سی شاخیں اور ایجنسیاں چھوٹے قصبوں یا بڑے گاؤں میں ہیں جہاں زراعت کا بہت کام ہوتا ہے اور نوارا میں ۵۰ فیصدی سے زائد کاروبار سب کسانوں سے ہوتا ہے۔ غریب زمیندار اور غریب تاجر اور غریب دستکار

تین بڑی جماعتیں ہیں۔ جن سے پیپلز بنک لین دین کرتا ہے۔ لیکن ممبری میں
ضرور اختلاف ہے اس میں سب لوگ بڑے کسان اور دستکار سے لے کر
قصباتی کاریگر اور گاؤں کے مزدور تک شامل ہیں۔ ۲۴ سکول ماسٹر نویرا
کے بنک میں شامل ہیں اور اکھیڑا سے اوپر سرکاری اور خانگی ملازمین
ملوگنا کے بنک میں شامل ہیں۔ جو اسے چاہے ایک حصّہ لے کر ممبر ہو سکتا ہے
اور چونکہ اُسکی مالیت کبھی ۱۰۰ لیرا سے زیادہ نہیں ہوتی اور بعض دفعہ ۵ لیرا تک
ہوتی ہے۔ افلاس اُسکی راہ میں ایک روک ہے۔

اُن کا کاروبار

۱۳۲ – پیپلز بنک کا کاروبار زیادہ تر امانتوں پر
ہے ۱۹۱۹ء میں امانتیں ۱۸ ملین پونڈ تھیں جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ بنکوں پر اعتبار تھا۔ گذشتہ سال میں صرف نویرا کے بنک میں
امانتیں ۳ ملین پونڈ تھیں۔ یہ امانتیں زیادہ تر تھوڑی رقوم جمع ہوجانے کی
وجہ سے ہیں۔ مثلاً وینس کے بنک میں ۱۹۲۰ء میں ۲۱۹۴۸ امانت دار تھے اور ہر
ایک کی اوسط امانت ۵۵ پونڈ سے کم تھی۔ بنک ہر قسم کا کاروبار کرتا ہے۔
اور یہ ضروری خیال کیا جاتا ہے تاکہ تجارتی بنکوں کا بوجھ کم ہو جس کا اب احساس
ہو رہا ہے۔ بل لیجاتے ہیں۔ ادا کرتے جاتے ہیں اور قرضہ جات کیش کریڈٹ حساب کے
ذریعہ یا کفالتوں یا مال اور مالیتی اشیاء کے ذریعہ۔ بڑے بڑے شہروں میں
کٹوتی کا کام بہت ہوتا ہے۔ نوارا کے بنک میں ۱۹۲۰ء میں ۴۴ فی صدی قرضہ
اس قسم کا تھا۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ کوآپریٹو پیپلز کے مقابلے میں جس کا مقصد
کہ چھوٹے چھوٹے کاروبار کے واسطے روپیہ بہم پہنچانا چاہیے۔ تجارتی پہلو
کامیاب ہے۔

انجمن ہائے امداد باہمی اور اُن کی امداد

۱۳۳ – کاروبار کی لا کلام ایک

قسم ایسی ہی ہے جسکو پیپلز بنک سے فائدہ ہوا ہے۔ یعنی انجمن امداد باہمی - جہاں کہیں کوئی شمالی اٹلی میں جائے وہاں پیپلز بنک ہی ہے جسنے انجمن کو پہلی دفعہ دستگیری کی ہے - پیشی کے بنک نے حال میں ۴۰۰۰ پونڈ کا خاصہ حصّہ ایک انجمن فارم کو خرید زمین کے واسطے قرضہ دیا - نوارا کے بنک نے ۲۵۰۰۰ پونڈ کارخانہ امداد باہمی کھاد کے اجرا کے واسطے قرضہ دئے جس میں پورے سال میں ۹۰۰۰ ٹن کھاد تیار ہوتی ہے کسی حالت میں کفالت نہیں لی گئی - کمیٹی کی اخلاقی ذمہ واری ہی کافی خیال کی گئی سنہ ۱۹۱۹ء میں ودینا میں بنک نے ۵۰۰۰ پونڈ مزدور انجمنوں کو قرضہ دیا اور حال ہی میں مکانات کی قلت کو رفع کرنے کیواسطے ایک انجمن تعمیر مکانات کو ۱۲۰۰ پونڈ صرف بشرح ۳ فیصدی قرضہ دیا - یہ صرف مثالوں میں چند ہیں - امداد باہمی کی ہر نوعیت کی شاید ہی کوئی انجمن ہو جس کی پیپلز بنک نے مدد نہ کی ہو - اور انہوں نے اس کمی کو کسی قدر پورا کر دیا ہے جو سنٹرل بنکوں کی عدم موجودگی سے پیدا ہو گئی تھی

فرق مابین پیپلز بنک

(الف)

سنٹرل بنک

۱۳۴ - اُن کو اور سنٹرل بنک کو ایک جیسا نہیں خیال کرنا چاہیئے - دونوں بالکل علیحدہ ہیں اور بڑا فرق یہ ہے کہ سنٹرل بنک صرف اپنی الحاق شدہ انجمنوں کو ہی قرضہ دیتا ہے اور پیپلز بنک انجمنوں اور لوگوں یعنی دونوں کیساتھ لین دین کرتا ہے - ایک بڑا فرق جہاں تک ممبری کا تعلق ہے یہ ہے کہ سنٹرل بنک کے ممبر انجمنیں ہی ہوتی ہیں - اور پیپلز بنک کے قریباً تمام حصہ دار اشخاص ہیں

(ب) دیہاتی بنک

اسیطرح پیپلز بنک کو دیہاتی بنک کا مثل بھی خیال نہیں کرنا چاہیئے

پنجاب کے دیہاتی بنکوں کو اگر لوزاٹی بنک کہا جاوے تو یہ غیر معمولی بات نہ ہوگی
اس لئے کہ ان کے حصے ہیں جیسے دونوں ایسے مختلف ہیں جیسے شہر اور گاؤں
ایک کا کام ایک یا گاؤں میں محدود ہوتا ہے اور دوسرے کا ضلع بھر میں ہو سکتا
ہے اور اکثر اس کا کام شہروں میں ہوتا ہے۔ دیہاتی بنک میں ذمہ داری غیر محدود اور
لوزاٹی بنک میں محدود ہے پہلے کے ۲۰ یا ۳۰ ممبر ہوتے ہیں اور دوسرے کے کئی ہزار
لوارا میں ۹۰۰۰ ممبر ہیں اور میلان میں ۲۶۰۰۰ سے زائد پنجاب کے دیہاتی بنک کا
پیپلز بنک سے مقابلہ کرنا بیل گاڑی کا موٹر سے موازنہ کرنا ہے۔

نقائص (الف) ان کا الگ ہونا

۱۳۵۔ ایک بات میں پیپلز بنک جرمن کے سنٹرل بنک یا پنجاب کے
دیہاتی بنک کے مقابلہ میں کمزور ہے۔ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ لوازٹی نے کہا
کہ انجمن امداد باہمی ہمیشہ خودمختار ہونی چاہئے مگر الگ کبھی نہ ہونی چاہئے۔ الگ ہونا
پیپلز بنک کی کمزوری ہے۔ جرمن کے سنٹرل بنک یونین اور فیڈریشن میں مشتمل ہیں
اور جرمنی اور ہندوستان کا دیہاتی بنک یونین یا سنٹرل بنک یا دونوں سے الحاق شدہ
ہوتا ہے۔ لیکن روم کی ایک جماعت کے سوا جو معلومات بہم پہنچاتی ہیں کوئی جماعت
نگرانی کا کام نہیں کرتی۔ پیپلز اٹلی بھر میں بالکل اکیلے ہیں ایک فیڈرل بنک میلان
میں سنہ ۱۹۱۲ء میں انہیں . . . روپیہ بہم پہنچانے کا مرکزی کام کرنے کے واسطے
قائم کیا گیا تھا۔ لیکن خراب انتظام کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی اس کی موت
واقع ہوگئی۔ اور اب بنک لوارا اس کی جگہ لینے کی کوشش کر رہا ہے۔ روپیہ کے
معاملہ میں امداد ضروری ہے اور جرمنی میں جیسا کہ ہم ذکر کریں گے۔ یہ امداد بڑے
بنکوں سے لی جاتی ہے پیپلز بنک کا الگ رہنا نظام کی کمزوری کی ایک اور مثال
ہے جس کا کہ ہم نے اکثر مواقع پر اس رپورٹ کے دوران میں ذکر کیا ہے۔

حصوں کی قیمت

(ب) - اُن میں ایک نقص یہ بھی ہے جو اُن کی کوآپریٹو حیثیت پر بڑا دھبہ ہے۔ منافعہ محدود نہیں ہوتا ہے اور اس واسطے اُن کے حصص کی قیمت بڑی ہوتی ہے۔ گذشتہ سال اٹلی میں ایک بہت اچھا پیپلز بنک یعنی بنک بلوگونا ۶۰ لیرا کے حصے ۱۵۲ لیرا پر یعنی اُس کی مالیت سے اڑھائی گنا پر فروخت کر رہا تھا۔ اپونیا کا بنک اس سے بھی بدتر تھا اس کے حصص مالیت میں چار گنا زیادہ ہوگئے تھے۔ یہ ہر بنک کی جو میں نے دیکھا خصوصیت تھی اور کہتے ہیں کہ یہ دستور عام ہے ایک چار سالہ پُرانے بنک واقعہ وینس کے بھی حصے مالیت میں ۲۵ سے ۳۰ لیرا تک بڑھ گئے ہیں۔ حصہ پر پریمیم واجب الادا منڈی کے بھاؤ کی کمی بیشی پر نہیں ہوتا۔ بلکہ ڈائرکٹر سال میں ایک دفعہ اس کو مقرر کر دیتے ہیں جو تعداد حصص کے مطابق ہوتی ہے وہ ریزرو کا روپیہ تقسیم کر دیتے ہیں اور اُن کے مطابق پریمیم مقرر کرتے ہیں۔ اس دستور کی حمایت اس بنا پر کیجاتی ہے کہ ریزرو کا روپیہ حصہ دار کا ایسا ہی ہے جیسا کہ اُس کے حصے کا روپیہ اور جب ایک کی رقم میں اضافہ ہوتا ہے تو دوسرے کی مالیت میں اضافہ لازمی ہے۔ یہ وجہ قابل پذیرائی ہوتی اگر تجارتی کام کی طرح امداد باہمی کی غرض بھی منافع کمانا ہوتا۔ مگر یہ بات نہیں ہے اور ہر اچھا کوآپریٹر بالاتفاق اس کو بُرا خیال کرے گا۔ اس کی مسلمہ خرابی یہ ہے۔ کہ یہ غریب ممبروں کو محروم کر دیتا ہے۔ اور یہی چیز اس نفرت کا موجب ہے جو اشتراکی کوآپریٹر پیپل بنک کے بارے میں محسوس کرتا ہے . . . . . .

. . . . لاکلام دونوں اٹلی اور جرمنی میں قصباتی بنک زیادہ تر تعلق درمیانی اشخاص سے . . . . رکھتا ہے اور حالات کے دباؤ سے تمام صنعتی ملکوں میں غریب آدمی کا جو کام بگڑ رہا ہے اُس کی تائید میں ہے۔ وہ لوگ جو روپیہ قرض دے سکتے ہیں اور وہ لوگ جو قرضہ کی بہتر کفالت دے سکتے ہیں

دچلن عموماً کافی نہیں ہوتا، متوسط طبقوں میں زیادہ ملتے ہیں اور شکیلین کو ایسے آدمیوں
سے زیادہ لین دین کرنا چاہیئے۔ امداد باہمی کے کسی بنک کے شایان شان نہیں
کہ اس کے دروازے غربا کیلئے مسدود ہوں۔

غربا سے لین دین (الف) قرضہ جات

۲۳۶ ایہ چیز کہ تھوڑی آمدنی والے کو خوش آمدید کہا جاتا ہے بولوگنا کا بنک پیش کرتا ہے۔ ۱۹۱۹ء میں اس کے قرضہ کے کل کاروبار
میں ۱/۲ ۱۲ پونڈ یا اس سے کم رقوم تھیں بلکہ ۲۰ فیصدی پچاس شلنگ سے بھی کم تھیں۔
اور قریباً ۱/۲ قرضہ اوسط ۲ پونڈ سے کچھ زیادہ رقوم میں مزدوروں اور کاریگروں کو دیا
گیا تھا۔ جب جنگ شروع ہوگئی۔ سیاحوں کی آمد ورفت وینس کے نصف
کے قریب کشتی کے بیوپاریوں کو کوئی کام نہ رہا۔ کچھ عرصہ میں شہر چھوڑ کر
لوگ بھاگ گئے اور کئی سال کشتی بیکار رہی۔ اور جب آخر کار صلح ہوگئی اور لوگ
شہروں میں واپس آگئے بہت سے شکارے مرمت کرائے گئے اور بعض نئے
بنوائے گئے۔ لیکن ملاح کے پاس کوئی روپیہ نہ تھا۔ مقامی پیپلز بنک نے ان کی
امداد کی اور ۵۰۰ پونڈ قرضہ ۶ فی صدی پر دیا اور نہروں میں پھر پرانی صدا گونجنے لگی۔

سیونگ امانتیں

(ب) پیپلز بنک سے قلیل آمدنی والوں کو
صرف قرضہ سے ہی فائدہ نہیں پہنچا ہے۔ ہر ایک
بنک کی ایک سیونگ ڈیپارٹ برانچ ہے۔ اور ایک لیرا اوپر رقوم لی جاتی ہیں
اور سود کچھ زیادہ شرح سے بمقابلہ معمولی امانت کے دیا جاتا ہے (عموماً زائد ۱/۲ فیصدی)
جو رقم اس طرح سے جمع کی جاوے وہ قدرتاً محدود ہوتی ہے لیکن تو بھی یہیں ۱۰۰۰۰
لائر تک ہے۔ اس بنک میں سیونگ ڈیپازٹ کی رقم پچھلے سال ۲۷ ملین لیرا تھی
یہ بنک کی کل امانتوں کا ۱/۴ تھی۔ وینس میں یہ سیونگ ڈیپازٹ جتنے ہیں کہ بنک کیواسطے

ایسی ہی فائدہ بخش ہیں جیسا کہ امانت داروں کے لئے کیونکہ وہ کبھی واپس نہیں لی جاتیں
ان کا عام رواج کرنے کیلئے روپیہ کا صندوق جو صرف بنک میں کھولا جا سکتا ہے رکھا
گیا ہے اور بنک اگرچہ نیا ہے ۵۰۰ صندوقچے پہلے ہی زیر استعمال ہیں۔ یہ سیونگ ڈیپارٹ
اس طریق کی بہترین مثال ہے۔ جس سے غریب بھی تجارت اور صنعت کو
روپیہ بہم پہنچانے میں حصہ لے سکتا ہے۔

بنک نمائندے

۱۳۶۔ میں اب کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پیپلز بنک اصل
میں کس طرح کام کرتا ہے۔ چونکہ وہ الگ نہیں اسواسطے
ٹھیک ٹھیک پتہ لگانا مشکل ہے۔ جو کچھ آگے مذکور ہے وہ چار نمائندے بنک نوارا
بلوگونا اور وینس اور الیونیا میں پہنچکر تحقیق حالات کا نتیجہ ہے۔ نوارا دوسرے درجہ پر سب سے
بڑا بنک اٹلی میں ہے اور بلوگونا سب سے قدیم ہے اور وینس کا حال ہی میں جاری ہوا
ہے۔ چوتھا الیونیا کا بنک ہے اس لئے بلاحظہ کیواسطے اسے انتخاب کیا گیا تھا کہ یہ اوسط
درجہ کا ہے۔ اور جس شہر میں اس کا کاروبار ہے جو بہت سی باتوں میں ہندوستان کے
قصبہ سے ملتا ہے۔ ضلع کا صدر مقام ہے۔ یہ اس زمانہ کا نہیں بلکہ وسطی زمانہ کا معلوم ہوتا ہے
اس میں چند کارخانے ہیں یہاں ایک بندرگاہ ہے جو ۱۵۰۰ سو سال کی پرانی ہے اور آبادی
... بہت تھوڑی ہے اور مکانات ایسے گنجان ہیں کہ میدان اب بھی شہر کے دروازوں
تک آتا ہے۔ ایک بات میں مگر یہ بہت آگے ہے۔ یعنی اٹلی میں جیسا کہ میں آگے چل کر
بیان کروں گا۔ قصبہ ریگیو امیلیا کے سوا تحریک امداد باہمی کے فروغ کے لحاظ سے
کوئی اور قصبہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وینس کے بیان کی ضرورت
نہیں ہے بلوگونا حال کا بڑا قصبہ ہے اور اس میں بہت سی پرانی عمارات ہیں اور الپائن
کے دامن میں واقعہ ہے اور اٹلی سوشلزم کا گھر ہے۔ نوارا میدان جنگ کے واسطے
مشہور ہے اور ایک صوباتی دیہاتی شہر ہے۔ اس کی خوشحالی۔ . . . اٹلی کے

متعدد دیگر شہروں کی مانند ملحقہ علاقہ کی خوشحالی سے وابستہ ہے۔ لمبارڈو میدان کے کنارہ پر واقعہ ہے چونکہ اٹلی میں سب سے زرخیز علاقہ ہے یہ بٹالہ کے مشابہ ہے۔ اور بٹالہ کی طرح جب دن صاف ہو اس کے اردگرد کے پہاڑوں کا نظارہ ہے جس کی وجہ سے زمین اس قدر زرخیز ہے ۔

نوبرا کا بنک جس کے ۷۴۴ ممبر ہیں چاروں میں سب سے بڑا ہے۔ اور دو اضلاع میں کام کرتا ہے بلوگونا کے ۵۶۰ ممبر ہیں اور دوسرے کے قریباً ۲۰۰۰ نوارا اور بلوگونا میں غریب آدمی بکثرت ممبر ہیں۔ پہلے میں ۸۰ اور دوسرے ۹۰ فیصدی ہیں۔ بلگونا جیسا کہ اعداد ذیل سے ظاہر ہوتا ہے مختلف قوموں کے آدمیوں کے ممبروں کی عمدہ مثال ہے۔ اور ہر اچھے شہری بنک ایسے ہونے چاہئیں۔

بڑے زمیندار	۶۴	انجمنہائے امداد باہمی	۱۳
چھوٹے ”	۱۰۰۸	تنخواہ دار آدمی	۳۳۷
بڑے مزارعان	۱۱	سرمایہ دار اور بنکر	۱۰
چھوٹے ”	۹۱	سوداگر اور مالکان کارخانہ	۳۳
کھیت میں یا باہر کام کرنیوالے	۱۱	چھوٹے تاجر	
		پیشہ ور	۵۲۴
		سیکنڈری سکول ٹیچر	۳۴
		ابتدائی سکول ٹیچر	۱۵۷
		کلرک اور ملازمین وغیرہ	۱۰۰۶

قرضہ جات (الف) رجسٹرڈ قرضہ

۱۳۸ - خیال کیا جاسکتا ہے کہ کثیر تعداد میں بین ذہن کرنے میں روپیہ کا قرض دینا آسان بات نہیں ہے۔ بعض بنکوں میں بار رجسٹرڈ قرضہ ہوتا ہے

جسمیں ہر ممبر کی حد قرضہ درج ہوتی ہے - دیگر بنک مثلاً بلگونا اور ایونیا میں ہر ممبر کے وقتی حالات اور حیثیت کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے ان کا خیال ہے کہ صرف اسی طریق سے امتیاز اور احتیاط ہو سکتی ہے - بلگونا کے مینجر کا خیال یہ تھا کہ رجسٹر حد قرضہ قرضہ کے میلان کو بڑھاتا ہے اور دوسرے طریق میں ہر دفعہ اچھی طرح چھان بین کرنیکا موقع ملتا ہے ... وینس میں رجسٹر ایک کمیٹی کے پاس ہوتا ہے اور قرضہ جات ایک اور کمیٹی منظور کرتی ہے کم از کم ہر سہ ماہی پر رجسٹر کی نظر ثانی کی جاتی ہے - جہاں یہ طریقہ رائج ہے وہاں میرے خیال میں رجسٹر کے رکھنے میں کوئی بڑا نقص نہیں ہے -

منظور کون کرتا ہے

(ب) - ہر چہار بنک میں کوئی قرضہ دیا جاتا اور نہ ہی کسی بل کا روپیہ دیا جاتا ہے جب تک کہ کمیٹی جو اس غرض کے واسطے مقرر ہوتی ہے - اسکو منظور نہ کرے کمیٹی ہفتہ میں کم از کم ایکدفعہ جلسہ کرتی ہے - اور بعض حالات میں روز - ایونیا میں قرضہ جات کبھی کبھی ڈائرکٹر دیتا ہے لیکن اُس صورت میں اگر روپیہ وصول نہ ہو تو وہ ذمہ دار ہوتا ہے - بلگونا میں منتظمان کو اختیار ہوتا ہے کہ قرضہ معطل یا ملتوی کریں لیکن قرضہ نہیں دے سکتے - یہ قاعدہ ہندوستان میں ضرور رائج ہونا چاہیئے -

ضمانتیں

(ج) - رقم قرضہ کا فیصلہ کرنے میں قرضہ گیر ... کی دیانت پر غور ہوتا ہے - نو پرا بنک میں کاروباری سود آدمی کی استعداد کام پر دیا جاتا ہے کہ وہ کام کو اچھی طرح سر انجام دے گا - اور اُس کی قابلیت اور کفایت شعاری اور سب سے بڑھ کر اُس کی ایمانداری پر غور کیا جاتا ہے سوائے تین حالتوں کے ضمانت جو عموماً ذاتی ہوتی ہے ہمیشہ لی جاتی ہے - عام طور پر دو ضامن مطلوب ہوتے ہیں جن میں ایک ممبر ہونا چاہیئے - وینس میں

کوئی ضمانت نہیں لی جاتی اور نویا میں بہ اُس حالت میں نہیں لی جاتی جبکہ کمین غیر معمولی طور پر معتبر ہو ورنہ کفالت لی جاتی ہے۔ دوسری حالت مستثنیٰ ہیں ممبر عموماً اپنے حصوں پر بقدر ۲/۳ مالیت قرضہ لے سکتے ہیں لیکن جو رقم اس طرح پر قرضہ دی جاتی ہے وہ تھوڑی ہوتی ہے۔ ہندوستان میں یہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔

اعزازی قرضہ

(۶) ۔ اس سے کم قرضہ اعزازی ہے ان چہار بینک میں سے اعزازی قرضہ صرف بنک بلگونا میں ہوتا ہے ۱۹۱۱ء میں قریباً ۳۰۰۰ پونڈ زیادہ تر غریب مزدوروں کو قرضہ دیا گیا تھا۔ قرضہ ممبروں اور غیر ممبروں کو یکساں دیا جاتا ہے۔ لیکن کوئی قرضہ ۳۰۰ لایر (۱۲ پونڈ) سے زیادہ نہیں ہوتا۔ اول سو لیرا پر کوئی سود نہیں لیا جاتا اور باقی پر صرف تین فیصدی سود لیا جاتا ہے اچھا چلن ہی کفالت ہوتی ہے اور یہ دیکھنے کے لئے کہ سائل اس صفت سے موصوف ہے یا نہیں ایک خاص کمیٹی مقرر ہوتی ہے۔ جن میں وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جن کا غربا سے ربط ضبط ہوتا ہے۔ جو ہر آدمی کے حالات کی تحقیقات کرتے ہیں۔ بلگونا کے بنک میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنے کاروبار میں کبھی جذبۂ انسانیت کو زیادہ ملحوظ رکھتا ہے۔

نوعیت اور تجدید قرضہ جات

(۷) ۔ کفالت رہن شاذ ہوتی ہے اور چار میں سے دو بنکوں میں بالکل ہی نہیں ہوتی ۔ دراصل قصباتی بنک کے لئے یہ ناموزوں ہے کیونکہ اس سے روپیہ قید ہو جاتا ہے اور وصول ہونا مشکل ہوتا ہے۔ بہت سے قرضہ جات بادی النظر میں پرامیسری نوٹ سے بل آف ایکسچینج کی صورت میں کمفول کرلئے جاتے ہیں اور اگرچہ برائے نام ادائگی چار ماہ یا چھ ماہ پر ہوتی ہے تجدید ہمیشہ ہوتی ہے۔ جبتک ۱/۱۰ قرضہ وصول نہ ہو جائے کفالت بدستور قائم رہتی ہے۔ مزید براں تجدید بار بار

اُنھیں شرائط پر ہوتی ہیں کہ قرضہ کل وصول ہو جائے۔ اس میں تین سال صرف ہو جاتے ہیں۔ اسواسطے یہ فرض کر لینا غلطی ہے کہ قصباتی بنک صرف چند ماہ کیواسطے ہی قرضہ دے سکتا ہے اور اسواسطے زمینداروں کو اُن کا کچھ فائدہ نہیں ہے انگلستان میں بڑے جائنٹ سٹاک بنک بھی ۵۔۱۰ سال کے واسطے قرضہ دے دیتے ہیں۔

کسانوں کو قرضہ جات

(و)۔ تجدیدات کا طریق اس قابل ہے کہ اس پر زیادہ بھروسہ کیا جائے۔ اس کا ذکر پرونوٹ کے ضمن میں کر دیا گیا ہے۔ . . . پیپلز بنک کسان کے واسطے ایسا ہی مفید ہے جیسا کہ تاجر کو۔ وینس میں قرضہ دونوں کو ایک ہی شرائط پر دیا جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ ادائگی کی صورت میں کسان کے حق میں بمقابلہ تاجر زیادہ رعائت ملحوظ رکھی جاتی ہے۔ جیسا کہ ڈائرکٹر نے کہا کہ کسان کی دیانتداری مسلمہ ہے بلکہ نوابیں کسان کے قرضہ کی فقط معمولی تجدید ایک دفعہ ۶ ماہ کے بعد کی جاتی ہے۔ فصل اُس ضلع میں اتنے ہوتے ہیں اور عام طور پر اُن کا اپنا بیمہ ہوتا ہے۔ قرضہ ہمیشہ ایک سال میں وصول ہو جاتا ہے۔

کیش کریڈٹ حساب

(ز)۔ جیسا کہ جرمنی میں کیش کریڈٹ حساب عام ہو رہا ہے۔ گذشتہ سال ۷ ملین پونڈ نویرا بنک نے دیئے حسابات بذریعہ پرامیسری نوٹ کفول کرائے جاتے ہیں جس کی ہر چھ ماہ میں تجدید ہوتی ہے اور ایک دفعہ سہ ماہی کے بعد حساب کی چھان بین ہوتی ہے اور اگر اس کا کاروبار درست نہ ہو تو بند کر دیا جاتا ہے۔

غیر ممبروں سے لین دین

(ح)۔ اُدھار کبھی کبھی اُن لوگوں کو دیا جاتا ہے جو ممبر نہ ہوں۔ نویرا میں کاروبار

غیر ممبروں سے ۶۰ فیصدی سے زائد ہے۔ جو وہی سود دیتے ہیں جو ممبر۔ یہ ناموزون عمل اس وجہ سے حق بجانب ہے کہ اسکے ذریعہ غیر ممبر بھی ممبر ہو جائیں تاکہ ہر سہ بنک .... غیر ممبروں کو کوئی قرضہ نہیں دیتے اگرچہ وہ اُن کی ہنڈویوں پر کٹوتی ضرور دیتے ہیں۔

نادہندگان

(ط) نادہندگی شاذ ہوتی ہے۔ وینس میں کسی پر نالش اب تک نہیں ہوئی۔ ایوبنیا میں ایک پیسے کا بھی دس سال میں نقصان نہیں ہوا۔ نوبیرا میں گذشتہ سال میں ۶ ملین پونڈ قرضہ میں سے صرف ۱۲۰۰ پونڈ مارے گئے۔ اور ۶ سال میں تین حالتوں میں حصے بوجہ عدم ادائگی فروخت کرنے پڑے۔

انتظام (الف) کمیٹی

۱۳۹۔ ان بنکوں کا انتظام اور نگرانی اُسی طرح ہوتی ہے جس طرح کہ اٹلی میں اور انجمن امداد باہمی کی ایک کمیٹی ہوتی ہے جو کاروباری افراد پر مشتمل ہوتی ہے اور پانچ آدمیوں کا بورڈ ہوتا ہے جو جرمنی کے بورڈ نگران کے برابر ہوتا ہے۔ صرف ہر چہار بنک میں ایوبنیا میں اعزازی کمیٹی ہوتی ہے۔ بلگونا اور وینس میں ممبروں کو ہر جلسہ میں چند شلنگ دئے جاتے ہیں۔ لیکن نوبیرا میں ۱۰ فی صدی منافعہ جو ۱۹۲۰ء میں ۵۵۰۰ پونڈ تھا صدر اور ماتحت کمیٹیوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہم نے ذکر کیا ہے کہ اعزازی منتظمان کا ہونا جرمن میں بھی کتنا بڑا مشکل ہے۔ جہاں کہ کام کی زیادتی ہوتی ہے اور ان تمام بنکوں میں کمیٹی کی رکنیت آسان نہیں ہے۔ نوبیرا میں ہر ممبر باری باری بنک کا کام سیکھنے کے واسطے جاتا ہے۔ ایوبنیا میں جہاں کمیٹی میں ۲۴ آدمی ہیں ممبران باری باری ہفتہ کے واسطے کریڈٹ کے کاروبار کو منظوری کرنے کے واسطے سب کمیٹی میں کام کرتے ہیں۔ اور ہفتہ میں دو دفعہ اس غرض کے واسطے جلسہ کرتے ہیں۔ بلگونا میں

کمیٹی کتوتی روزانہ اجلاس کرتی ہے جیساکہ اکثر اٹلی میں ہوتا ہے کمیٹی کو منافعہ ۲۰ سے
فی صدی دینا غلط ہے۔ کیونکہ اس لالچ سے وہ منافعہ زیادہ دکھلا دیویں گے اس کے
لیے یا تو کام میں قیاسی نفع زیادہ دکھائیں گے یا خسارہ کم دکھائیں گے۔ یا بیلنس شیٹ کو یونہی مساوی بنا دینگے۔ انڈیکس
منافعہ جات سے ثابت ہوگیا ہے کہ آخر الذکر تدبیر کل نہیں ہے۔ کمیٹی کے ممبر صاحب حیثیت
ہونے چاہئے۔ جن کو قرضہ کی ضرورت نہ ہو۔ نو یرا میں اُن کو زیادہ سے زیادہ حصے
لینے پڑتے ہیں اور وہاں قاعدہ ہے کہ جو ممبر متواتر تین جلسوں میں بلا وجہ حاضر نہ ہو وہ
خارج کر دیا جاتا ہے۔ مگر اخراج کی ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے۔

منتظم

(ب)۔ منیجروں کے مفید یا غیر مفید ہونے میں لوگوں کی رائیں مختلف ہیں
اگر وہ اپنے فرائض کو انجام دیں تو وہ مسلمہ طور پر مفید ہوتے ہیں
کمیٹی کے جلسوں میں ہمیشہ حاضر ہوتے ہیں۔ نو یرا میں وہ سال میں ایکدفعہ
نو یرا میں وہ
تملیک ناموں، ضمانت ناموں اور پرامیسری نوٹوں کی پڑتال کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ وہ
اندراج اور مختلف رجسٹروں کے مطابق ہیں یا نہیں۔ مگر وہ بہت مستعد نہیں
ہوتے ہیں ہم اس ذکر کو ختم کرتے ہیں۔ یہ واضح رہے اٹلی بھر میں یہی حالت ہے۔

اجلاس عام

(ج)۔ اجلاس عام سال میں ایکدفعہ ہوتا ہے۔ جیسا بہت سی
بڑی انجمنوں میں ہوتا ہے۔ ممبر بہت تھوڑے حاضر ہوتے ہیں
وینیسی میں ۱۷۰۰ میں ۱۰۰ کے قریب حاضر ہوتے ہیں اور ایونیا میں ۱۸۰۰
بلگونا اس لحاظ سے جیسا کہ دوسری باتوں میں ہے سب سے اچھا ہے۔ ۱۹۲۰ء میں
۵۵۹۹ میں سے ۷۸۴ ممبران شامل جلسہ ہوئے

پیپلز بنک کا کاروبار

۷۰۴۱۔ پیپلز بنک کے نظام کی وینیس کے
بنک سے اچھی طرح وضاحت ہوتی ہے جو کہ
جنگ کے درمیان قائم ہوا۔ سرمایہ حصص ہے (۲۵ لائر فی صدی حصہ) اور امانتوں سے

پیدا کیا گیا۔ امانتیں صاحب ثروت ممبروں نے بنک کو ابتداً میں ۰ ۰ ۰ دیں۔ کیش کریڈٹ اکونٹ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۸ پونڈ کا دو بڑے کمرشل بنکوں سے حاصل کیا گیا جنہوں نے بظاہر کوئی کفالت طلب نہ کی۔ انہوں نے صرف ڈائرکٹروں کی نیک چلنی پر اعتبار کر لیا۔ دو سال تک کوئی منافعہ تقسیم نہ ہوا۔ اور کیپوریٹو کی مصیبت کے بعد بنک ر د مہ میں قایم کیا گیا۔ جہاں یہ دو سال رہا۔ اس کی اب چار برانچ ہیں۔ اور امانت کا سرمایہ ۳ ملین پونڈ سے زیادہ ہے۔ ممبران میں ۱۳۰ سے ۱۷۰۰ کی زیادتی ہو گئی ہے اور منافعہ ۸ فیصدی کے حساب سے تقسیم ہوتا ہے۔ یہ سب کام چار سال میں ہوا ہے یہ خاص کر حوصلہ افزا مثال اُن لوگوں کے واسطے ہے جو ہندوستان میں قصباتی بنک کا اجرا کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اُن کو یاد رہے کہ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ ۰ وینس کے بنک کا مینیجر مینٹ ہی قابل آدمی تھا۔ بنک کے کاروبار میں جیسا کہ امداد باہمی کے دوسرے کاموں میں مینیجر کامیابی کا ضامن ہوتا ہے۔ جرمن میں بھی چند بنک قصباتی جو اوّلاً جاری ہوئے اسلئے ناکام ہوئے کہ اس نے مینیجر یا بد دیانت رکھے یا نالایق۔

متفرق امور

۱۴۱ - بنک ہائے عوام کے متعلق مندرجہ ذیل متفرق اور قابل ذکر ہیں ۔

(۱) قرضوں پر عام کمرشل بازار کی شرح سود ۷ - ۸ فیصدی قرضوں پہ ہوتی ہے۔ اور چونکہ میعادی امانتوں کی شرح ۲½ سے ۵ فی صدی تک میعاد ۰ ۰ ۰ ہوتی ہے اس واسطے مصارف کارکردگی و ریزرو منافعہ کے واسطے ۳ - ۴ فی صدی کی گنجائش نکل آتی ہے جو کافی ہے۔ وینس میں صرف ۶ فی صدی قرضوں پر سو لیرا تک (۲۵ شلنگ) لیا جاتا ہے۔ سود در سود پہلے

جو روپیہ باقی کھڑا رہے اُس پر لیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ چیز ٹھیٹھ امداد باہمی پر مبنی نہیں ہے۔ مگر۔۔۔ جرمنی کے اکثر قصباتی بنکوں میں ایسا ہوتا ہے۔

(۲) تین بنکوں میں شرح سود امانتوں پر جو عند الطلب واجب الادا ہوں ۲½ فی صدی ہے۔ اور چوتھے میں دو فی صدی۔

(۳) میعادی تمسکات کا اجرا جو ہیلیہ بنک کی اصلی خصوصیت ہے۔ دوران جنگ میں بند ہو گیا تھا۔ لیکن اُس کے بعد پھر شروع ہو گیا ہے۔ تمسکات چھ ماہ سے ۲ سال کی میعاد کے واسطے جاری ہوتے ہیں۔ اور اُن کی شرح سود مقرر ہوتی ہے۔ یہ صرف لمبی میعاد کے واسطے۔۔۔ امانت عند الطلب کے مقابلہ میں روپیہ حاصل کرنے کی تجویز ہے۔ اُن میں اور میعادی امانتوں میں تھوڑا ہی فرق ہوتا ہے اور اوّل اُن کو اسلئے جاری کیا گیا کہ امانتیں ناپسند تھیں۔ مگر اب کہتے ہیں کہ یہ ہی خزانہ زیادہ پسند کئے جاتے ہیں اور بہر حال یہ رقم اُس کی رقم آمدنی سے بہت ہی تھوڑی ہوتی ہے۔ مثلاً نوبرا میں ۲½ ملین لیرا تھا۔ اور امانتیں ۲۶۶ ملین لایر تھیں۔

(۴) جرمنی امداد باہمی بنکوں میں زیادہ سے زیادہ رقم قرضہ جو ایک آدمی۔۔۔ کمیٹی کشوتی سے لے سکتا ہے وہ ہمیشہ مقرر ہوتی ہے۔ بلگوناہیں یہ ۲۵۰ پونڈ ہے اور نوبرا بنک کے صدر مقام میں ۲۵۰۰ اور مختلف برانچوں میں ۶۰ سے ۶۰۰ پونڈ تک حد ہے

(۵) نوبرا بنک کی ہر برانچ میں اُن کی اپنی کمیٹی قرضہ جات کی کشوتی منظور کرنے کے واسطے ہوتی ہے۔ حساب صدر مقام پر ہر دس روز میں ارسال کیا جاتا ہے۔

(۶) ٹیکس بہت ہے۔ نوبرا میں ۱۹۱۹ء میں ۳۲۵۰۰ پونڈ دینا پڑا۔

عام مالی حالت

۱۴۲- اگرچہ چہار بنک نمونہ کے ہیں۔ مگر مالی حالت پیپلز بنک کی زیادہ استوار ہے۔ صرف وینس میں سرمایۂ محفوظ مقابلتاً تھوڑا ہے۔ نوبرا اور ایونیا میں سرمایہ حصّہ کا ۵۰ فی صدی ہے بلکہ تو یہ میں اتنا زیادہ کہ ڈیڑھ گنا ہوتا ہے۔ سرمایہ حصّہ اور محفوظ میں ایک طرف اور امانتوں میں دوسری طرف اچھی نسبت ہوتی ہے۔ ہر چہار بنک ... کی اوسط ۱۱ فیصدی ہے جو جرمنی کے برابر ہے۔ جہاں ۱۹۱۸ء میں ۱۷۸ بنکوں کی شرح ۲½ ۱ فی صدی تھی۔ لیکن یہ یاد رہے کہ شلزے کے خیال میں جو تحریک قصباتی کا بانی ہے۔ شرح مناسب ۲۵ فی صدی ہونی چاہیے۔ مگر فی الحال چونکہ جرمنی اور اٹلی میں روپیہ کم ہے۔ یہ مشورہ بغرضِ تکمیل ہے اس لحاظ سے کہ پیپلز بنک کو کوئی سرکاری امداد نہیں ملتی اُنھوں نے بڑا کام کر دکھایا ہے اور اٹلی کے واسطے اپنی مدد آپ کرنے کی مطلوبہ مثال ہے۔ اُن کی کمزوری صرف اُن کی نظام سے علیحدگی ہے اور یہ خطرہ کہ جس فضا میں وہ رہتے ہیں وہ منافعہ جوئی کا محرک ہے شہر میں امداد باہمی کا شغلہ کم ہوتا ہے۔ پرانے روم میں لوگ اس آگ کو اتنا ضروری خیال کرتے تھے کہ اُس کو ہر طرح قائم رکھتے تھے تحریک امداد باہمی کو بھی سرپرستوں کی ضرورت ہے۔ پیپلز بنک میں یہ نقص ہے کہ سرپرست نہیں ہیں اور کوئی مرکزی شعلہ جلانے اور دوسروں پر اثر کرنے کے واسطے نہیں ہے۔

جرمن کا قصباتی بنک

۱۴۳- پیپلز بنک جرمن قصباتی بنک امداد باہمی کی ترمیم شدہ قسم ہے جس کو شلزے نے ۱۸۵۰ء میں قایم کیا ۔ اور ۱۵ سال بعد لوزاٹی ... جو اُس کا سب سے بڑا حامی تھا اس نئے بیج کو کوہ الپس کے پار لے گیا اور پہلا پیپلز بنک بمقام میلان قایم کیا۔ جرمنی میں باوجود اس کے کہ آبادی کم و بیش ہے۔ تحریک اٹلی سے زیادہ

زور وار ہے۔ اور بحیثیت مجموعی ان میں امداد باہمی کا جذبہ زیادہ ہے۔ اُن انجمنوں کو ملا کر جو دستکاروں اور کاریگروں کو اصل میں روپیہ قرض دینے کی غرض سے جاری کی گئیں تھیں اب جرمنی میں ۱۹۰۰ قصباتی بنک امداد باہمی ہیں وہ تمام ملک میں پھیلے ہوئے ہیں اور دیہاتی بنک کی طرح اکثر لوکل آڈٹ یونین میں شامل ہیں۔ جن میں کاریگروں کی انجمنیں اور گودام بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ یونین جنکی تعداد ۱۹۲۰ء میں ۲۸ تھی۔ سب شلزے فیڈریشن واقعہ برلن میں شامل ہیں۔ روپیہ کی امداد یا تو پرشیا کے سنٹرل بنک امداد باہمی سے یا بنک واقعہ ڈریسڈن سے لی جاتی ہے جس کے ساتھ خاص انتظام ہے۔ اسطرح قصباتی بنکوں کا انتظام ایسا ہی اچھا ہے جیسا دیہاتی بنکوں کا اور جو امداد نظام سے اُن کو مل سکتی ہے اُس کی اُن کو ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بڑے تجارتی بنک کا دباؤ محسوس ہو رہا ہے۔ آخر الذکر کی غرض چھوٹے بنکوں کو خرید لینا ہے۔ اور اس میں اُن کو اکثر کامیابی ہوئی ہے چنانچہ بنکوں کے لئے بہترین یہی ہے کہ وہ حتی الامکان کاروباری بنک تمام ممکن کام کریں۔ اور بالکل تجارتی اصولوں پر کاروبار کریں۔ اس قسم کا میلان پیپلز بنک میں بھی دیکھا گیا ہے۔ اور اُن میں ہمنے دیکھا ہے کہ کس طرح تجارتی سپرٹ جانا روح امداد باہمی کے لئے موجب خطرہ . . . . . ہے۔ جرمنی میں خطرہ موجود ہے۔ لیکن اٹلی کے مقابلہ میں جرمنی بنک پر کم اعتراض کی صورت موجود ہے کیونکہ یہاں مقابلتہً امداد باہمی کی روح زیادہ موجود ہے

جرمنی اور اٹلی کے سسٹم میں فرق

۱۴۴۔ ہر دو طریقہ ہائے کار کی مختصر طور پر حسب ذیل امور کے ملاحظہ سے اچھی طرح وضاحت ہو جاتی ہے۔

(۱) حصوں کی قیمت بڑی نہیں دی جاتی۔ چند ہی بنک زیادہ فیس داخلہ کے

ہیں +

(۲) اگرچہ منافعہ محدود نہیں ہوتا مگر عملاً ۵ فیصدی سے زیادہ نہیں ہوتا اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ جو انجمن ۵ فی صدی سے زائد منافعہ تقسیم کرے اُسپر ٹیکس لگ جاتا ہے +

(۳) اٹلی میں پوری بازاری شرح سود لی جاتی ہے۔ جرمنی میں قریباً ایک فیصدی کم ہوتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کیونکہ جرمنی میں اٹلی کے مقابلہ میں کم منافعہ تقسیم ہوتا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرمنی بنک کو اب بھی تجارتی بنک پر فوقیت ہے اور وہ اُس حد تک اُس کے دباؤ کا اچھا مقابلہ کر سکتا ہے۔

(۴) جرمنی قانون کے مطابق غیر ممبروں کو کوئی قرضہ نہیں دیا جاتا۔

(۵) جرمن بنک عام نظام میں شامل ہیں۔ اور اٹلی کے بنکوں کی طرح الگ نہیں ہیں۔ اسواسطے امداد باہمی کا اعلیٰ پیمانہ قائم رکھا جا سکتا ہے۔

(۵۴) اگر جرمنی بنک نے بمقابلہ اطالوی بنک کے زمینداروں کے واسطے تھوڑا کام کیا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ جرمنی میں صنعت کا کام بمقابلہ اٹلی کے زیادہ ہے اور علاوہ بریں اُس میں دیہاتی بنک بہت ہیں۔ مگر فی الحقیقت ½ ممبر زمیندار ہیں جو کہ اٹلی کی شرح کے برابر برابر ہے باقی ½ میں نصف صنعت اور نصف متوسط طبقہ کے لوگ ہیں۔ جرمنی اور اٹلی کے بنکوں کے نظام میں بڑا فرق یہ ہے۔ کہ پہلے میں ۶۰۰ سے زیادہ کی ذمہ داری غیر محدود ہے جب تحریک شروع ہوئی تو جرمنی قانون میں اسی قسم کی ذمہ داری کی اجازت تھی اور اُسوقت سے یہی دستور چلا آرہا ہے۔ مگر اب چونکہ غیر محدود ذمہ داری کو بہت ناپسند کیا جاتا ہے اور بہت سے بنک ایک صورت کو دوسری صورت میں تبدیل کر رہے ہیں۔ غیر محدود ذمہ داری اُس وقت ہی ٹھیک ہوتی ہے

جب ممبر ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اور انتظام کی نگرانی اچھی طرح کر سکتے ہوں، قصباتی بنک میں جہاں یہ بات مشکل ہوتی ہے۔ اور جہاں ممبر صدہا اور ہزارہا ہوتے ہیں یہ بالکل ناممکن ہے۔ اس واسطے محدود ذمہ داری بہتر ہے سوائے اس کے جب بہت بڑی رقم قرضہ لینی ہو۔ اُس صورت میں بنک چھوٹا ہونا چاہیئے۔ اور صرف ہمسایہ ہی اُس میں شامل ہونے چاہیئے۔

ایک نمونہ کا جرمنی بنک

۱۴۶ - جرمنی اور اٹلی کے بنک کے کاروبار میں کچھ فرق ہے۔ اور اُنکی وضاحت اس طرح اچھی طرح ہو سکتی ہے کہ ایک نمونہ کے جرمنی بنک کا ذکر کیا جائے۔ میں ہیپلز بنک واقعہ کابلینیر کو لیتا ہوں۔ یہ قصبہ آبادی میں ابونیا کے برابر ہے۔ لیکن زیادہ زمانہ حال اور ضلع کے بجائے صوبہ کا صدر ہے۔

ممبری

(الف) یہ بنک سنہ ۱۸۶۶ء میں قایم ہوا اور اُسی سال اٹلی میں تین ... ہیپلز بنک جاری ہوئے۔ ان کی ابتدا ۱۲ ممبروں سے ہوئی۔ اور اب انکے ممبر ۱۹۰ ہیں جن میں ۱۳۹ عورتیں ہیں زیادہ دلچسپ تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

کاریگر	۶۷ (۸ عورتیں)	خود مختار سوداگر اور تاجر	۲۲۳ (۱۳ عورتیں)
مالک خود کاشت	۶۳	کارخانوں اور کانوں کے مالک اور معماران	۹۲
مالکان ہوٹل و تفریح خانہ و کشتی ہائے	۶۲ (۱۰ عورتیں)	کارخانہ جات اور مصنوعات	۲۳
مزدور باہر کام کرنیوالے	۵	ریلوے اور ڈاک کے مزدور اور تارگھر کا ماتحت عملہ اور کشتی بان اور قلی	
کاروباری مگر خود مختار نہیں	۲۵		۶۳

ڈاکٹر۔ عطار۔ ماسٹر۔ نقاش۔ محرر۔ سرکاری اور میونسپل ملازمین ۱۰۱

یہ فہرست مختلف ممبروں کی ہے۔ لیکن ہندوستان کے قصباتی بنک کے ایسے ممبر مختلف ہونگے۔ بہ حیثیت مجموعی یہ فہرست بلگونا بنک کے ممبروں کی فہرست مندرجہ بالا کے مطابق ہے کا بلنیز بنک کا کوئی خاص حلقہ نہیں ہے۔ لیکن عام طور پر اگر کہا جائے تو ہندوستان میں ضلع کے برابر ہوتا ہے۔

قرضہ جات

(ب) تمام قرضہ جات کیش کریڈٹ سسٹم پر دئے جاتے ہیں اور ہر کیش کریڈٹ کا حساب ایک تمسک اور معمولی طرح کے ضامنوں سے مکفول کر لیا جاتا ہے۔ میعاد مقرر نہیں ہوتی اور رقم قرضہ جب چاہیں وصول ہو سکتی ہے۔ یہ سسٹم جو مقررہ میعادی قرضہ کی جگہ زیادہ رواج پکڑ رہا ہے اس کے واسطے منتظمان کو سخت نگرانی کی ضرورت ہے کا بلنز میں پڑتال سے ہمیشہ نگرانی کا مقصد حاصل کیا جاتا ہے۔ ایک ڈائرکٹر نے مجھے کہا کہ وہ ممبروں کے حساب کی ہمیشہ پڑتال کرتا تھا۔ قبل اس کے کہ کسی کو کیش کریڈٹ دیا جاوے۔ مقامی ایجنٹ کے ذریعہ احتیاط سے تحقیقات کر لی جاتی ہے یہ مقامی ایجنٹ یا اعتباری شخص جیسا کہ اُن کا نام جرمن میں عام ہے۔ رجسٹر حد قرضہ کوئی نہیں ہوتا کیونکہ ہر جگہ یہ رواج ہے کہ ہر ممبر کے قرضہ کا اُسکی حالت کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ قرضہ دینے سے پہلے بورڈ نگران کی منظوری ضروری ہے۔ اگرچہ غیر ممبروں کو قرضہ نہیں ملتا۔ مگر وہ حساب کھولکر امانتوں اور بیچکوں پر قرضہ لے سکتے ہیں۔ لیکن رہن پر نہیں کیونکہ یہ صورت ایسے شخص کے واسطے کافی آسانی یا موزون خیال نہیں کی جاتی جسپر کہ بنک کا کوئی تصرف نہ ہو۔ ممبروں کو قرضہ مکانات پر (جو کاشتکار کا نہ ہو) ۵۰ فی صدی مالیت تک مل سکتا ہے۔ اٹلی میں ایسا نہیں ہے۔ رہن ہمیشہ جدی خیال کیا جاتا ہے اگرچہ ابتدائی کفالت نہیں ہے۔ حصوں پر کوئی قرضہ نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ جرمن قانون اس کے خلاف ہے لیکن قرضہ جات بیچک پر انکی بازاری قیمت کے ۷۵ فیصدی حصہ تک دیے جاتے ہیں اور مال پر بھی بشرطیکہ وہ حسب ضابطہ

رہن ہوں جیساکہ اٹلی میں ہے۔ ڈائرکٹر کوئی قرضہ اپنی ذمہ داری پر بلا منظوری کمیٹی نہیں دے سکتا۔

انتظام

(۲۰) کمیٹی میں تین ممبر ہوتے ہیں اور وہ بنک کے تنخواہ دار ملازم ہوتے ہیں۔ یہ عام رواج ہے اور یہ اسواسطے کیا جاتا ہے کہ منتظمان ماہر ہوں۔ زمانہ حال کے بنک کے کاروبار میں ماہروں کا ہونا ضروری ہے اس امر کو ہر ایک شخص بلا تامل سمجھ سکتا ہے کہ جن حالات میں بورڈ نگران پر بڑی ذمہ داری عائد ہو اور مسٹر ولف نے سچ کہا ہے کہ ان بنکوں کا ہر کام بورڈ کے فرائض کی انجام دہی کے طریق پر ہے۔ بورڈ کا جلسہ ہر پندرہ روز میں بغرض پڑتال حسابات ہوتا ہے بورڈ نیز سال میں ایک دفعہ ہر حساب قرضہ کو اپنی تین کمیٹیاں بناکر جسمیں تین ممبر ہوتے ہیں پڑتال کرتا ہے اور ہر قرضہ کی کفالت کی تحقیق .. کرتا ہے۔ اسمیں عام طور پر ۵ یوم صرف ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کمیٹی سال میں ایک علیحدہ پڑتال کرتی ہے حتیٰ کہ کام اچھی طرح قابو میں آجاتا ہے۔ وینیس کی مانند بچت ہائے امانت کا روپیہ حاصل کرنے کیواسطے شرح سود کچھ زیادہ مقرر کی جاتی ہے اسکیلئے نقدی کے صندوق استعمال کئے جاتے ہیں۔ ..۵ صندوق تقسیم ہوچکے ہیں۔ قرضہ جات پر صرف ۶ فیصدی سود لیا جاتا ہے جو مقامی تاجروں کی شرح سے صرف ایک فیصدی سے کم ہے کٹوتی کا کام ہوتا ہے لیکن اٹلی کے چار بنکوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔ منافعہ محدود نہیں ہوتا ہے۔ لیکن کبھی ۶ فیصدی سے متجاوز نہیں ہوتا بنک میں نقص صرف یہ ہے کہ اس کے اجلاس عام میں ۲۵ سے ۳۰ ممبر تک ہی شامل ہوتے ہیں میرے خیال میں جرمنی کے شہری بنکوں میں یہ نقص عام ہے۔

باب دوازدہم

اٹلی اور آئرلینڈ کے دیہاتی سٹور

ضرورت

۱۴۷۔ روٹی کے ذریعہ بدن کی حفاظت کرنا۔ بدن کی نجات چاہنا ایک قابلِ مطالعہ حقیقت ایک مذہب اور ایک فطری خواہش ہے

سو یا ۴ سال کا عرصہ ہوا کہ ایک مشہور فاضل نے تنقید کرہ فقرہ تحریر کیا۔ کہ صلح ہونے کے بعد وسطی یورپ کیواسطے روٹی کی خواہش ایک نفسانی خواہش کہی جاسکتی ہے۔ جرمنی میں پچھلے موسم سرما میں ۳۔۴ فٹ گہری دکانوں کے سامنے کھڑے ہوئے بھوکے لوگ ٹھیچوں سے روٹیاں ناٹتے ہوئے دیکھے گئے۔ اٹلی میں خوردنی اشیاء کی قیمت جنگ سے پہلے کے مقابلہ میں ۴ یا ۵ گنا زیادہ ہو گئی ہے۔ گورنمنٹ کی کوشش کے باوجود منافعہ کمانے والا کسی نہ کسی صورت میں حکمران رہا۔ صرف ایک علاج اور ہے اور وہ تحریک امداد باہمی ہے۔ جرمنی میں جب سے جنگ شروع ہوئی۔ قصباتی گودام کے ممبران دگنے ہو گئے ہیں۔ اٹلی میں شہر اور دیہات میں ممبر صدہا کی تعداد میں ہو گئے ہیں اور آئرلینڈ میں یہ سوال تحریک امداد باہمی کا مرکز ہو رہا ہے۔ ہندوستان میں اگرچہ قیمتیں بمقابلہ یورپ کے کم چڑھی ہیں مگر ضرورت ایسی ہی اشد ہے کیونکہ گاؤں کا مہاجن یا دوکاندار بڑا سود لیتا ہے۔ وہ نااہل بھی ہے زیادہ سود خوار اسواسطے کہ عموماً اُسی کا اجارہ ہوتا ہے۔ اور نااہل اسواسطے کہ وہ

سست اور جاہل ہے اپنی تجارت کو منتظم نہیں کر سکتا۔ روس میں جو ملک کبھی ہندوستان کے مشابہ تھا۔ سٹور امداد باہمی نے عرصہ ہوا کہ گاؤں پر قابو پا لیا ہے اور اُس کے ۲۰۰۰۰ سٹور سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب اشد ضرورت ہو تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔ مگر کچھ مشکلات ہیں جن کا ذیل کے اوراق میں ذکر ہے اور یہ سوال ہے کہ ہندوستان میں ترقی جرمنی یا اٹلی کے طریقوں پر ہونی چاہیئے۔ جرمنی میں جیسا کہ اس وقت پنجاب میں عمل ہے۔ زراعتی ضروریات بہم پہنچائی جاتی ہیں مگر اُن اسباب کی بنا پر جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ کوئی کوشش دیہات کے ساہوکار کو بدر کرنیکی نہیں ہوتی۔ اسواسطے جہاں تک دیہاتی سٹور کا واسطہ ہے ہمیں اٹلی اور آئرلینڈ کے تجربہ سے فائدہ حاصل کرنا چاہیئے۔

سوشلسٹ اور کیتھولک مقاصد اٹلی میں

۱۴۸۔ سنہ ۱۹۲۰ء کے آخیر میں اٹلی میں کل ۱۵۰۰۰ انجمنوں میں ۶۰۰۰ سٹور امداد باہمی تھے۔ دیہاتی کس قدر تھے یہ کہنا دشوار ہے لیکن اُن کی تعداد ۵۰۰ سے بمشکل کم تھی۔ انجمنوں کے دو بڑے حلقہ ہیں کیتھولک اور سوشلسٹ اگرچہ بہت سی بالخصوص پرانی انجمنیں ۰۰۰ کسی نظام کی محتاج نہیں ہیں۔ دیہات میں قدرتاً میلان کیتھولک کی طرف ہے اور شہر میں سوشلسٹ کا غلبہ ہے اور اگرچہ ایک دوسرے کے کام میں دست اندازی کرتا ہے۔ دیہاتی ممبر کیتھولک ہیں بر سر اقتدار ہیں اور قصباتی سوشلسٹ انجمنوں میں سوشلسٹ کی خواہش یہ ہے کہ ایک مرکزی نظام بڑی انجمنوں کا ہو اور جا بجا اُن کی شاخیں ہوں۔ کیتھولک کی خواہش ہے کہ ایک فیڈریشن ہو جسمیں چھوٹی چھوٹی انجمنیں ہوں اور اُسمیں ہر ایک زندہ اور خود مختار ہستی ہو۔ ٹورن کی امداد باہمی الائنس جس کے ۰۰۰ ۱۶ ممبر اور ۹۳ شاخیں ہیں۔ پہلی صورت کی ایک عمدہ مثال ہے۔ سوشلسٹ انجمن افراد کو کثرت میں گم کر دے گا۔ کیتھولک خاندان میں کیتھولک کے

واسطے انجمن امداد باہمی بڑھا ہوا کنبہ ہے جسمیں ہمسایہ اور رشتہ دار دونوں شامل ہیں تجارت کے بارہ میں سوشلسٹ کہتا ہے کہ اُس کا طریق دونوں سے اچھا ہے کنبھولک کا جواب یہ ہے کہ چھوٹی مختار انجمن اپنا مال براہ راست خرید سکتی ہے محض برانچ یہ کام نہیں کر سکتی۔ بڑی انجمنوں میں احتمال ہوتا ہے کہ وہ اجارہ دار نہ بن جائیں۔ وہ بہت ہی گراں قیمتیں لینے کی خوگر نہ ہو جائیں۔ مزید براں اخلاقی اور بعض اوقات مذہبی خیالات کی بنا پر وہ کہتا ہے کہ احساس ہمسائیگی اور اپنی مدد آپ کرنیکا اصول ایک چھوٹی انجمن میں زیادہ ترقی کرے گا۔ جہاں ایسے رشتہ داروں کا تعلق جکڑے ہوئے ہوتا ہے۔ اس سے ممبروں میں امداد باہمی کے ضروری اوصاف پیدا ہوتے کا بمقابلہ وسیع نظام زیادہ امکان ہے۔ سٹور جس کا مقصد جسم کی پرورش ہے معدہ کی نہیں۔ امداد باہمی کے اوصاف یعنی اپنی مدد آپ کرنے اور رواداری پیدا کرنے کی . . اس میں صلاحیت بہت کم ہے۔ ارباب فکر کو یہ اعتراض ہے کہ اس سے ہر قسم کی تحریک امداد باہمی سٹور کے زیر اثر ہو جائیگی۔ اسواسطے سٹور کا نظام بنانے کے واسطے ضروری ہے کہ سسٹم ایسا قایم ہو کہ جس سے اخلاقی اور مادی فائدہ حاصل ہو۔ اس حد تک چھوٹی انجمن بمقابلہ بڑی انجمن کے اچھی ہے اور اگر ایک انجمن دوسری میں رل جاوے تو یہ اچھی قابل ہونی چاہیئے۔

تحریک اٹلی میں

۱۹۴۹ء جنگ کے بعد غالباً ۷۵ فی صدی سٹور جاری ہو چکے ہیں۔ اور تعداد کے لحاظ سے وہ ملک میں تحریک امداد باہمی کا بڑا اہم شعبہ ہیں۔ اس کا زیادہ تر ذمہ دار منافع ہوا . . . ہے۔ لیکن بہت سی انجمنیں اسواسطے بھی جاری ہو چکی ہیں۔ کہ ان رعایتوں کو حاصل کریں جو نورانی اشیاء کے ناتجربہ کار انجمن ہائے امداد باہمی کے لئے تجویز کی ہیں جیسا کہ اور قسم کی . . . .

انجمنوں کا حال ہے ۔۔۔۔۔۔ سٹور جزیرہ نما کے شمال میں بہ مقابلہ جنوب کے بہت ہیں۔ جنوب میں لوگوں میں استقلال نہ ہونے اور اچھے ممبروں کے نہ ہونیکے باعث اُن میں کمی ۔۔۔۔ ہے۔ آخرالذکر اکثر شمال سے آتے ہیں۔ پادریوں کے جلسہ میں ایک موقعہ پر انجمن بہم رسانی پارچات کے قیام کی غرض سے ایک نے سوال کیا کہ پنیجر سے ہمکو کون بچائیگا؟ ایک انسپکٹر نے مجھ سے کہا کہ جنوب سٹور ہیں بہ مقابلہ شمال کے تین چار گنا ایک مشکل چیز ہے۔ اس لئے معائنہ اور سخت نگرانی ضروری ہے میں اسکا ذکر اسواسطے کرتا ہوں کہ ہندوستان میں حالات بہت مختلف ہیں۔ شمال میں تحریک کے ساتھ قدم بقدم چلنا مشکل ہے۔ برگاموں کے ضلع میں جو کوہ ایلپس کے دامن میں واقعہ ہے ۱/۲ علاقہ داروں میں پہلی انجمنیں جاری ہو گئیں اور ۔۔۔۔۔۔ آسٹریا کے سابقہ ضلع ٹریسٹ میں ۳۲۰ کمیونز کی ۲۸۵ انجمنیں ہیں۔

۱۵۰ ب پرانی انجمنیں زیادہ تر خوردنی اشیاء

سسٹم (الف) مال فروخت شدہ

میں لین دین کرتی ہیں اور نئی بھی زرعی ضروریات کی بہم رسانی کی کوشش میں ہیں اور متعدد انجمنیں بوٹ اور جوتیاں اور کپڑا فروخت کرتی ہیں۔ کپڑے کے واسطے بڑے تجربہ کی ضرورت ہے جو کمیٹیوں کو اُسوقت نہیں ہے۔ کبھی کبھی شراب بھی فروخت ہوتی ہے اور ایک کلب کا کمرہ کرایہ پر لے کر وہاں شراب نوشی کی جاتی ہے اور ساتھ ہی گپ شپ اور سیاسیات پر بحث اور سگرٹ نوشی ہوتی ہے۔ بہت سی انجمنیں درخواست کر رہی ہیں کہ اُن کو قصاب خانہ کی اجازت ہو اور بعض حالات میں گوشت کی قیمت میں پہلے سے کمی کر دی گئی ہے۔ چند دیہاتی بنکوں نے سٹور کھول دئیے ہیں مگر انکی جائز طور پر بڑے زور سے مخالفت کی جاتی ہے۔ کیونکہ بنک اور دوکان دونوں اکٹھے اچھا کام نہیں کر سکتے۔ علاقہ جمبی کیمطابق

مختلف ہوتے ہیں جو سارا گاؤں ہو یا کل علاقہ ہوسکتا ہے۔ ۲۰۰ کیتھولک قصباتی اور دیہاتی انجمنوں میں اوسط ۲۰۰ کی بتلائی جاتی ہے۔ دیہاتی انجمنوں میں یہ اوسط کم ہوگی۔

قیمتیں (ب) مال عموماً بہت ہی کم قیمت پر فروخت ہوتا ہے قیمت عموماً لاگت سے ۱۰ فیصدی زیادہ ہوتی ہے۔ جنگ سے پہلے لاگت ہی وصول ہوتی تھی اور ریبیٹ خرید پر ۱ سے ۲ فیصدی تک سال کے آخیر میں تقسیم ہوتی تھی۔ یہ دستور بلاشبہ اچھا ہے لیکن فی الحال قیمتیں اتنی زیادہ ہوگئی ہیں کہ ہر ایک چاہتا ہے کہ بہت کم ہوں۔ ریبیٹ سسٹم بڑا محنت طلب ہے اور جنوبی ناتجربہ کار انجمن کے واسطے سخت پیچیدہ ہے۔ اگرچہ جو انجمنیں میں نے دیکھیں اُن میں یہ بات نہیں تھی۔ مگر ہندوستان کی دیہاتی انجمنوں میں ایسا ہوسکتا ہے۔

غیر ممبروں سے لین دین (ج) بڑا فرق کیتھولک سوشلسٹ میں یہ ہے کہ اگر وحدت بندی زور پر نہ ہو تو سوشلسٹ انجمن ممبر اور غیر ممبر سے یکساں لین دین کرتی ہے۔ ومنس کے نزدیک ایک انجمن اسکی نمایاں مثال تھی جسکے ۳۰۰۹ گاہکوں میں صرف ۱۲۰ ممبر تھے۔ کیتھولک ... کا خیال ہے کہ انجمن کی ہستی ممبروں کی خاطر ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ لنٹ سے زیادہ انجمنیں اسی خیال پر کاروبار کرتی ہیں ضلع برگاموں کیتھولک میں یہ عمل صاف طور پر اس غرض سے ہوتا ہے کہ لوگوں کو ممبر بننے کی ترغیب دی جاوے۔ اور جب بہت سے لوگ شامل ہوجاتے ہیں تو دکان کا سب سے لین دین جاری ہوجاتا ہے۔ یہ امر متنازعہ فیہ ہے کہ انجمن کو غیر ممبروں سے کہانتک لین دین کرنا چاہیے۔ جرمنی میں ایسے لین دین کی بابت انجمن کو محصول دینا پڑتا ہے اور اس سے یہ سوال بہ طریق احسن حل ہوجاتا ہے۔

حصے۔ ذمہ داری اور مال کی تیاری

۵۰ ممبری آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے

چھوٹی انجمن میں ۵ یا ۱۰ شلنگ سے حصہ خرید لیا جاتا ہے اور بڑی انجمن میں ۱۔ ۲۰ شلنگ سے۔ ذمہ داری ہمیشہ بقدر مالیت حصہ محدود ہوتی ہے۔ اٹلی میں ہر قسم کی انجمن کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے سوائے اُس صورت کے جبکہ ذمہ داری غیر محدود ہو۔ منافعہ بھی ۵ فیصدی تک محدود ہوتا ہے اور پہلے چند سال تک تاکہ روپیہ زیادہ ہو جائے تمام روپیہ سرمایہ محفوظ میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ چھوٹے دیہات میں مال ۵۰۰ پونڈ سے ۱۰۰۰ پونڈ تک اور بڑے میں ۴۰۰۰ سے ۶۰۰۰ پونڈ تک نکلتا ہے ۱۹۱۹ء میں دونوں دیہاتی اور قصباتی ۴۰۰۰ انجمنوں میں اوسط نکاس قریباً ۴۰۰۰ پونڈ کا تھا۔ اٹلی میں کل مال ۲۵ ملین سے زائد نکلتا ہے۔

چند دیہاتی انجمنیں (الف) عام حالات

۱۵۱۔ کوہ ایلپس کے نیچے کے میدانوں

میں مونٹ روزا کے سامنے اور ایک دوسرے سے ۵ میل کے اندر دیہاتی سٹور ہیں جہاں میں اتفاق سے پہنچ گیا اُن میں ایک بھی کسی بیرونی امداد کا رہین منت نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی کسی نظام کے ماتحت ہے وہ سیاسیات میں دخل نہیں دیتے اور ضرورت کا اتفاق بھی ہو تو بھی سیاسیات گاؤں کے لئے زہر ہیں لہذا ان سے اجتناب ضروری ہے اور ان تمام انجمنوں کو یہی خیال تھا انہوں نے کہا ہم صلح جو لوگ ہیں۔ اور سب کے دوست ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ ہم کسی فریق کے طرف دار ہوں۔ ان میں بڑے سے بڑے گاؤں میں ۲۰۰۰ باشندوں کی آبادی ہے اور چھوٹے سے چھوٹے میں ۵ یا ۶ سو کے قریب اکثر ممبر مالک خود کاشتکار ہیں اور ان کا رقبہ اکثر اتنا قلیل ہوتا ہے کہ کانگڑا کی پہاڑیوں کی طرح اُن کو روزگار اور جگہ تلاش کرنا پڑتا ہے بہت سے

لوگ ایلپس عبور کرکے سوئٹزرلینڈ اور فرانس میں جاکر کام کرتے ہیں۔ مگر سب نہیں جاتے۔ بخلاف
کانگڑا کی پہاڑیوں کے یہاں پانی کی طاقت سے کام لیا جاتا ہے اور پانچ میں تین دیہات
میں چھوٹے کارخانہ ہوتے ہیں۔ جو گاڑیاں اور ٹرنک اور ریشم کا مال بناتے ہیں۔

نظام فروخت

(ب) شروع میں کسی انجمن کو زیادہ سرمایہ درکار نہ تھا۔ سٹاک کم رکھا جاتا تھا۔ اور قرضہ کم دیا
جاتا تھا۔ بیوپاری بھی تین ماہ کی امانت دیتے تھے۔ ہر ممبر چند شلنگ اپنے حصہ کی
بابت دے دیتا تھا۔ اور چند ممبر کچھ امانت بھی رکھ لیتے تھے۔ کبھی کبھی بڑی رقم
کسی لوکل فنڈ یا کسی متموّل باشندے سے لی جاتی تھی۔ لیکن گاؤں سے
باہر کوئی قرضہ نہیں لیا جاتا تھا۔ بہت انجمنیں اکثر خوردنی چیزوں میں لین دین کرتی
ہیں۔ ایک میں بوٹ اور جوتے بھی ہوتے ہیں اور ایک میں فروخت شراب ہوتی ہے
اور اس غرض کے واسطے کلب ہوتا ہے۔ اس کے باعث اس کے ۳۰۰ ممبر ہیں۔
جو اکثر انجمنوں سے بہت زیادہ ہیں۔ مال جہاں سے سستا ملے وہاں سے خریدا
جاتا ہے۔ مقامی امداد باہمی تھوک فروش (بمقام صدر ضلع) بڑی ہر دلعزیز ہے
اور ایک صدر نے اپنی انجمن کی قبولیت کا فخریہ لہجہ میں ذکر کیا ہے سٹاک سال میں
۴۔۵ دفعہ نکالا جاتا ہے۔ جنگ سے پہلے کچھ منافعہ تقسیم ہوتا تھا۔ لیکن اب منافعہ
عموماً سرمایہ محفوظ میں جمع ہوتا ہے۔ دو انجمنوں میں لین دین سب نقدی میں ہوتا ہے۔
اور دوسری انجمنوں میں حساب ہر پندرہ روز میں ختم کیا جاتا ہے اور اس قاعدہ پر بڑی احتیاط
سے عمل کیا جاتا ہے۔ غیر ممبر اگر اچھی طرح واقف ہوں تو اُن کو بھی اُدھار دیا جاتا ہے
کوئی حد مقرر نہیں ہوتی لیکن قرضہ کی حفاظت ایک اچھے قاعدہ سے کیجاتی
ہے۔ مینیجر ہر چیز کے نقصان کا ذمہ وار ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس سے ضمانت لی جاتی
ہے مال منگایا جاتا ہے اور قیمتیں صدر اور سیکرٹری مقرر کرتا ہے جو وزن کرکے

مال کو درج رجسٹر کرتے ہیں۔ ایک انجمن میں ایک ممبر کمیٹی کا باری باری یہ کام کرتا ہے صرف ایک انجمن میں ہر کام مینجر کے ہاتھ میں ہوگا ۔ صدر نے تسلیم کیا کہ یہ عمل ناموزون ہے۔ لیکن وقت نہ ملنے کا عذر کیا۔

انتظام اور نگرانی

۷۔ ان تمام انجمنوں میں مینجر اُسی جگہ کا ہوتا ہے۔ ایک انجمن میں اس کا کئی دفعہ تبادلہ کیا گیا تاکہ اسکے صدر اور سیکرٹری سے مل جانے کا احتمال نہ ہو۔ ایک اور انجمن میں یہ قاعدہ ہے کہ چار پشت تک صدر یا نائب صدر یا سیکرٹری یا خزانچی کا رشتہ دار نہ ہو۔ مال کے نکالنے پر وہ ۳ سے ۴½ فی صدی اُجرت پاتا ہے۔ اور کسی کو کچھ نہیں ملتا اور اس واسطے انتظام کا خرچ بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ صدر قرب و جوار کی بستی کے ہوتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر سمجھ دار گاؤں کا ممبر ہوتا ہے ایک اور مینجر مالک خود کاشت ہے اور وہ معمار کا کام بھی کرتا ہے اور تیسرا کارخانے میں کام کرنے والا ہے سیکرٹریوں میں ایک نوجوان دستکار اور ایک کلرک اور ایک معمار اور ایک ترکھان ہے۔ اجلاس عام سال میں ایک دو دفعہ ہوتے ہیں اور سب سی چھوٹی انجمن میں تین ماہ میں ایکدفعہ۔ آخر الذکر انجمن اس غرض سے جاری کی گئی تھی۔ کہ قیمتوں کا اوتار چڑھاؤ بند ہو جائے اور سب مانتے ہیں۔ کہ بحیثیت مجموعی انجمنوں کی بدولت ایسا ہوا۔ اور فوائد یہ ہیں۔ کہ لوگ اب مطمئن ہیں اور اُن کو اور انکے روپیہ کے بدلے ۔ ۔ اچھا مال ملتا ہے۔

سٹاک کی پڑتال سال میں ایک دو دفعہ کمیٹی کے دو تین ممبر کرتے ہیں یا ایک یا دو بورڈ نگران۔ لیکن باقاعدہ پڑتال نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی بیرونی نگرانی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود انجمنیں لاکلام اچھا کام کر رہی ہیں۔ ایک طرف سے ظاہر ہوتا ہے کہ شمالی حصہ کا اطلاع ہی جبکہ اُسکو کسی غیر کا سہارا نہ ہو کیا کچھ کر سکتا ہے شاید یہ ملک کی حاجت ہے کہ اگرچہ بعض انجمنیں ایک ہی گاؤں میں ہیں جس کا فاصلہ نصف میل سے

کم ہے مقامی اشخاص میں حسد کی وجہ سے باہمی لین دین نہیں ہو سکتا اور یہ بھی خاص بات ہے کہ ایک انجمن کے ۳۵ ممبر دوسری کے بھی ممبر ہیں تاکہ وہ اس کی کلب کا کمرہ استعمال کرسکیں۔ جہاں شراب کی فروخت تھوڑی قیمت پر ہوتی ہے اور اس سے بظاہر تمام اختلافات دور ہوجاتے ہیں۔

آئرلینڈ اغراض عمومی کی انجمن

۱۵۲۔ اب ہم آئرلینڈ کا ذکر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہاں اغراض عمومی کی انجمن کو مستقل کی انجمن خیال کیا جاتا ہے۔ اس وقت اس کی حیثیت دیہاتی سٹور سے زیادہ نہیں ہے۔ جہاں زراعتی ضروریات خرید و فروخت ہوسکتی ہے اور ممبروں کے انڈون فروخت ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ میں ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے نام کا پتہ لگتا ہے امید ہے کہ اس سے قرب وجوار کی ہر ضرورت پوری ہوجائے گی۔ اس میں کلام ہے کہ آیا یہ معقول بات ہے کہ لازمی تجارتی انجمن کو جسکی ذمہ داری محدود ہو امداد باہمی کے نظام کا مرکز بنایا جاوے۔ جرمنی کا دستور اس کے خلاف ہے جرمنی نے دیہاتی بنک کی پرورش کی ہے۔ لیکن آئرلینڈ نے اس کا زوال گوارا کر لیا ہے۔ یہ زوال قابل افسوس ہے کیونکہ دنیا کو کسی اور مادی فائدے کے مقابلہ میں جذبۂ امداد باہمی ۔ ۔ ۔ زیادہ درکار ہے جذبہ دیہاتی بنک کے برادرانہ ماحول میں بمقابلہ سٹور کے تجارتی کاروبار کے غالباً زیادہ نشوونما پائے گا سنہ ۱۹۲۰ء میں آئرلینڈ میں ۰۰م۔ انجمنیں اغراض عامہ کی تھیں اور ہر ایک میں اوسط ۱۵۰ ممبر تھے سوائے ایک کے جو میں نے دیکھی باقی سب ڈونی گل میں تھیں۔ عام طور پر سسٹم آئرش سوائے دو بڑے اختلاف کے اٹلی کے سسٹم کے مشابہ ہے۔ ایک تو انڈوں کی فروخت ہے جس میں ممبروں کو بڑی سہولت ہے کیونکہ جو مال باہر جاتا ہے اسکا یہ بڑا حصہ ہے اور دوسری فروخت بازاری نرخ پر ہے جس کے ساتھ کچھ منافعہ

تقسیم ہوتا ہے (جس کا ڈیویڈنڈ غلط نام ہے)، اور یہ ۵ فیصدی سے شاید زائد ہوتا ہے۔ کبھی کبھی انجمنیں ایک قسم کی ہندوستانی کمپنی کی طرح لالچ میں آکر ڈیویڈنڈ تقسیم کرتی ہیں۔ خواہ منافعہ ہو یا نہ ہو۔ ایک صدر نے عام ممبروں کو کہا کہ ہمیں یہ کام کرنا چاہئے تاکہ کچھ صورت نظر آئے۔ مال کی کفالت مقابلہ اٹلی کے کچھ تھوڑی زیادہ ہوتی ہے اوسط ۵۰۰۰ پونڈ کی ہوتی ہے، اوسط اس سے بھی کم ہوتی اگر غیر ممبروں سے لین دین نہ ہو۔ جو ممبروں کے مقابلہ میں تین چار گنا زیادہ ہوتی ہے جب تک یہ ہوتا رہے گا انجمن اغراض عامہ کی تکمیل میں بہت کچھ ورکارہ ہوگا۔

۱۵۴۔ دیہاتی سٹور کے نظام کی کامیابی کے لئے	اہم امور (الف) انجمن تھوک فروشی

چار چیزیں ضروری ہیں۔ انجمن تھوک فروشی۔ کافی سرمایہ۔ لایق منیجر اور مناسب نگرانی۔ ہر امر کا کچھ ذکر ضروری ہے۔ انجمن تھوک فروشی کی ضرورت کا ذکر جرمن انجمن بہم رسانی کے تعلق میں کافی طور پر پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔ اٹلی میں جنگ کے بعد اسکو ایسا ضروری خیال کیا گیا ہے کہ میلان کے قومی تھوک فروشی انجمن کے علاوہ کیتھولک والوں نے ۵۰ ڈسٹرکٹ تھوک فروش انجمن جاری کر دی ہیں۔ تاکہ قومی انجمن اور گاؤں کے درمیان کڑی کا کام دیویں۔ اسی طرح آئرلینڈ میں زرعی تھوک فروش انجمن ہے۔ بہت تھوڑی انجمنیں اگر کوئی ہو بالکل تھوک فروشی کا کام کرتی ہیں۔ اور جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے بعض انجمنیں تو بالکل یہ کرتی ہیں۔ لیکن اگر ایک دفعہ تحریک شروع ہو جائے تو قابل نظام کا یہ لازمی عنصر ہے آئرلینڈ میں کہتے ہیں کہ تھوک فروش انجمنوں نے مشہور عمدہ کھاد کی قیمت میں ۵۰ فیصدی کی تخفیف کر دی ہے۔

سرمایہ	(ب) دوسری ضروری بات سرمایہ ہے۔ آئرلینڈ میں سرمایہ حصص میں

جو کہ مسلمہ طور پر بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ امانتیں بھی آجاتی ہیں اور کیش کریڈٹ
اکونٹ سے جو کسی قریب کے جائنٹ سٹاک بنک میں ہوتا ہے امداد ہوتی ہے
جرمنی کی بہترین رائے اسکی خلاف ہے کہ تجارتی انجمن امانتیں رکھیں کیونکہ اسکو
... بنک کے کاروبار کا ضروری تجربہ حاصل نہیں ہوتا ہے اور جب سٹور کا کام ہو تو امانتوں
کے روپیہ سے احتمال ہے کہ فائدے کے خیال سے سب مال خرید کر لیا جاوے
یا بہت سا سودا قرضہ پر دیدیا جاوے۔ کیش کریڈٹ اکونٹ کے بارہ میں یہ اعتراض
ہے کہ اس کی کمیٹی کفیل ہو۔ ایک انجمن میں میں نے دیکھا دستور نہیں تھا کہ ممبران کو
۴۵ پونڈ سود دینا پڑا اور اُن کو دھمکی دی گئی کہ اور اصل اُن سے وصول ہوگا۔ اٹلی
میں سوشلسٹ فیڈریشن کے سیکرٹری نے انجمن ہائے
گودام کی ذمہ داریوں کی کل میزان تخمیناً ۲ ملین بتلائی جسمیں اُسنے کہا کہ ۱۰ ملین قرضہ
میں سے نصف لوکل بنکوں سے اور نصف قومی انجمن کریڈٹ سے جسکو سرکار سے امداد
ملتی ہے۔ لیا گیا۔ آخر الذکر قرضہ فی صدی شرح سود پر انجمن اوسط سٹاک کی ۳/۴ مالیت
تک دیتی ہے قانون کی رو سے انسٹی ٹیوٹ پر اول بار ہوتا ہے
یہی اسکی کفالت ہے۔ میلان کا کیتھولک بنک جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے بعد کسی
باضابطہ کفالت کے روپیہ دیدیتا ہے اُسکا بھروسہ اخلاقی کفالت اور عام نگرانی
پر ہوتا ہے۔ مال گروی نہیں ہوتا گروی کا روپیہ وصول ہونا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن
بیوپاریوں کو روپیہ بنک کی معرفت ملتا ہے تاکہ کاروبار کی نگرانی رہے۔ قرضہ کی رقم
بالکل ضرورت کے مطابق ہوتی ہے۔ چند پہاڑی انجمنوں سے جس کا ذکر اوپر ہو چکا
ہے ظاہر ہوتا ہے کہ دیہاتی سٹور شروع ہی سے قریباً کسی بیرونی امداد کا محتاج
ہوتا ہے۔ اگر جیسا کہ عام ہوتا ہے بیوپاری ایک ماہ اُدھار دلوے تو بہت کم سرمایہ
درکار ہوگا۔ اور حصّوں سے روپیہ بہم پہنچ سکتا ہے۔ مگر اُسکا مدار دو باتوں پر ہے

لین دین نقد ہو اور مال تھوڑا ہو۔ ہندوستان میں اگر کسی ممبر کے پاس نقد روپیہ نہ ہو تو اسکو کسی دیہاتی بنک سے نہ کہ سٹور سے روپیہ قرض لینا چاہیئے۔ اٹلی میں سٹاک کے بارہ یہ بات ہے کہ اوسطاً سال میں ۵۔ ۶ دفعہ سے زیادہ نہیں لایا جاتا۔ ایک قصباتی سٹور جو میں نے دیکھا وہ پندرہ روز میں سٹاک لاتا تھا۔ دیہاتی انجمن سال میں ۹۔ ۱۰ دفعہ سے زیادہ سٹاک لانے کا کام نہیں کر سکتی اور وہ بھی اگر انتظام اچھا ہو۔

اچھا منیجر

(ح) اس رپورٹ کے دوران میں بار بار اس بات پر ضروری زور دیا گیا ہے کہ انتظام اچھا ہونا چاہیئے سٹور میں پھر لازمی ہے دیہاتی سٹور میں بنیادی بات یہی ہے۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ جنوبی اٹلی میں یہ چیز کسی قدر مشکلات آلود ہے۔ اور موضع الپہائن میں بھی جہاں کہ لوگ بہت ہی ایماندار اور لائق ہیں۔ منیجر کی تبدیلی بار بار قرین مصلحت خیال کی گئی اور آئرلینڈ میں۔۔ موزوں قسم کے آدمی کو بھی آہستہ آہستہ۔۔۔ کام سکھلایا جاتا ہے۔ بہت جگہ میلان یہ۔۔۔ ہے کہ مقامی آدمی مقرر ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ امداد باہمی یا اور کوئی تعلیم بھی ہو۔۔۔ ان کی قابلیت صرف اتنی ہی ہوتی ہے کہ وہ کمیٹی کے ایک ممبر کے رشتہ دار ہوتے ہیں۔ اٹلی میں فروخت کرنے والوں میں یہ عام نقص ہے کہ وہ کمیشن لے لیتے ہیں اور دوستوں اور رشتہ داروں کی رعایت کرتے ہیں۔ فروخت کرنیوالا ہمیشہ اسی جگہ کا ہوتا ہے۔ کیونکہ انجمنیں باہر سے آدمی نہیں لا سکتیں اور بعض حالات میں جیسا کہ ایک ممبر نے کہا وہ دکان کا مالک ہی بن بیٹھتا ہے۔ اور اسی شخص نے یہ بھی کہا کہ بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کا سدباب محال معلوم ہوتا ہے۔

نگرانی اور مال شماری

(د) اس کا علاج فقط یہی ہے کہ تعلیم اور نگرانی

کافی ہو۔ اٹلی میں ۷ سے ۱۵ یوم کا نصاب فروخت کنندگان اور سیکرٹریاں کی تعلیم کیلئے ہوتا ہے
امتحان ہو کر سندیں دی جاتی ہیں کہتے ہیں کہ نتائج بہت اچھے ہوتے ہیں۔ نگرانی کا
دار و مدار ممبران کمیٹی ... ... اور اجلاس عام پر ہوتا ہے۔ اکثر اوقات
ابتدائی سرگرمی سال کے خاتمہ سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ مجلس عامہ ہر کام
کمیٹی پر اور کمیٹی منیجر پر چھوڑ دیتی ہے۔ اس وقت دورہ کرنے والے انسپکٹر کی
ضرورت ہے۔ اس پر تمام کا اتفاق ہے کہ دیہاتی سٹور کی نہایت سخت نہ سہی
مگر خاص نگرانی ضرور چاہیئے۔ ہر سال سٹاک کی پڑتال ہونی چاہیئے اور حسابات
چیک ہونے چاہیئے۔ اٹلی میں صرف کیتھولک والوں نے آڈٹ پر زور دیا ہے۔ لیکن
اب ہر ایک اس کی اہمیت کا احساس کرتا ہے اور اگر نیا مجوزہ قانون منظور ہو گیا تو سال
میں ایک دفعہ پڑتال ہوا کرے گی۔ سالانہ مال شماری پہلے لازمی ہے۔ زیادہ اچھی
انجمنیں سال میں دو دفعہ کرتی ہیں۔ بعض آدمی کہتے ہیں کہ پڑتال سہ ماہی ہونی چاہیئے
انجمن کی حالت پر بہت کچھ مدار ہے۔ عام حالت میں کمیٹی کے ایک دو ممبر بہ امداد
ایک ممبر مجلس منتظمان پڑتال کرتے ہیں۔ ایک انجمن میں میں نے دیکھا کہ اجلاس عام
سے خاص ممبر اس غرض کے واسطے مقرر ہوئے۔ یہ کام خواہ کوئی آدمی کرے کم ازکم
سال میں ایکبار اچھی طرح ہر ایک چیز کا شمار اور وزن ہونا چاہیئے۔ ورنہ آڈیٹر
کی رپورٹ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ باقی مال شماری مختصر ہو۔ جنرل انسپکٹر ای۔ اے
ایس۔ جس کا نام تمام آئرلینڈ میں انجمن ہائے اغراض عمومی کی پڑتال ہوتی ہے۔
خاص تجربہ کی بناء پر ذکر کرتا ہے کیونکہ وہ چند سال تک سٹور منیجر رہا تھا۔ ...
کہ پڑتال کا چنداں فائدہ نہیں ہے تاوقتیکہ کل مال کی پڑتال نہ ہو اور کل کاروبار
کی چھان بین نہ کی جائے۔ صرف یہی طریقہ ہے جس سے غبن وغیرہ کا پتہ لگایا جاسکتا ہے
اور یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ ہر ایک آدمی ٹھیک کام کر رہا ہے نہیں۔ انجمن کی سہ ماہ کے بعد

ایک دفعہ اور جس انجمن کا کاروبار اچھی طرح چل چکا ہو اُس کی سال میں ایکدفعہ پڑتال کافی ہے۔ مگر یہ کام اچھا واقف آدمی کرے اور اس سے زیادہ اور تعلیم نہیں ہوسکتی کہ کسی سٹور کا ۵ سال کے واسطے وہ مینجر رہے۔

پالیسی آئی۔ اے۔ او۔ ایس کے پاس مطلوبہ اوصاف کے مینجروں کی فہرست رہتی ہے جو کہ قرب جوار کی انجمنوں کی مال شماری کرنے والوں کا کام خوشی سے کرتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ مال شماری کے وقت کمیٹی کے کم از کم کچھ ممبر موجود ہوں تاکہ وہ خود ہی مال کی حالت کا اندازہ لگالیں۔ موجودہ سٹاک کا موزانہ کریں کئی انجمنیں تباہ ہوگئیں ہیں۔ کیونکہ کوئی باقاعدہ مال شماری نہ تھی۔ اور کتابوں میں جو مال دکھلایا جاتا تھا وہ سٹور میں موجود نہیں ہوتا تھا۔ اور ممبر کئی سال تک انجمن کی اصلی حالت کے بارہ میں دھوکہ میں رہتے تھے اور آخر کار لازمی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ انجمن تباہ ہوجاتی تھی۔ پنجاب کو بھی اس قسم کا تجربہ ہوچکا ہے۔

متفرق امور حلقہ

۱۵۴۔ چند نکات باقی ہیں۔

(الف) آئرلینڈ میں انجمن کا حلقہ معمولی حالت میں ۳ سے ۵ میل کا ہوتا ہے۔ اس کے اندر مقصد یہ ہوتا ہے کہ جتنے ممبر ہوسکیں ... بنائے جاویں۔ اٹلی میں حلقہ پرگنہ سے لے کر ایک گاؤں یا معقول حصہ موضع ... تک بڑا ہوتا ہے ہر دو ممالک میں اصول کار کسی نظریہ کی سختی سے پابند کرنے کی بجائے سہولت کا خیال ہے

اُدھار

(ب) چند آئرش انجمنوں میں اُدھار نہیں دیا جاتا۔ مگر اس سے کہتے ہیں کہ کام رُک جاتا ہے۔ جب لین دین اور عام حالت اچھی ہو تو اُدھار کھلم کھلا دیا جاتا ہے۔ جنرل انسپکٹر۔ ای۔ اے۔ ڈبلیو۔ ایس کا خیال ہے کہ یہ مینجر کی مرضی پر ہونا چاہیے۔ اور مینجر کی نگرانی کمیٹی کو کرنی چاہیے۔ ہندوستان میں ابتدائی انجمنوں کے دستور

کے مطابق جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کام ہونا چاہیئے۔ اور منیجروں کو بالکل ذمہ وار قرار دینا چاہیئے۔

خالص منافعہ مال کی فروخت پر (ج) فروخت مال پر منافع انجمن کی حالت کا موازنہ کرنے کے واسطے ایک سیدھے رہنما کا کام دے گا۔ اور یہ ضروری طور پر جس مال کی خرید و فروخت ہو جاتی ہے اس کے مطابق ... ہوتا ہے۔ لیکن آئرش کے نمونہ کی انجمن میں یہ اوسط ۱۰ سے ۱۵ فی صدی ہوتا ہے۔

اجلاس عام میں ممبروں کی حاضری (د) قریباً تمام انجمنوں کو یہ مشکل ہوتی ہے۔ کہ ممبر اجلاس عام میں نہیں آتے۔ اٹلی میں غیر حاضری اور لاپرواہی عام ہے اور آئرلینڈ میں ۵ جلسوں میں صرف ایک جلسہ میں جہاں میں موجود تھا۔ ۱۲ فی صدی سے زیادہ ممبر شامل جلسہ تھے کو اپریٹو سٹوروں میں یہ بڑا نقص ہے اور ان لوگوں کے لئے .... جو ہر کام اجلاس عام میں کرنا چاہتے ہیں کہ یہ لوگوں کو اکٹھا کرنے کا خراب ذریعہ ہے۔ یہ ضروری اس واسطے ہے کہ اگر لوگ جلسہ میں شامل نہ ہونگے تو جذبہ امداد باہمی کو فروغ نہیں ہوگا۔ یہ اسی چیز کے احساس کے باعث تھا۔ کہ ممبر نے جلسہ میں جسمیں بہت ہی تھوڑے ممبر شامل ہوئے ... ٹی پارٹی کی تجویز کی یہ تجویز آئرش تصور کی ... آئینہ بردار تھی۔ جس پر ... اسے صدر کو جواب دینا پڑا۔ تم چاء پر کبھی ان کو نہیں بلا سکو گے۔ اغلباً اس کا اصلی علاج صرف اصول امداد باہمی کی تعلیم ہے۔ اس اثناء میں صرف روٹی پر ہی تیری حیات کا دارومدار ہے۔ ان حروف کو ہر سٹور میں لکھکر رکھنا چاہیئے۔

نتائج اور حالات کامیابی ۱۵۵۔ اس میں کلام نہیں کہ کامیابی حاصل ہو گئی ہے

آئرلینڈ میں ممبروں کو فی شلنگ ۲-۳ پنس فائدہ ہے ایک کمیٹی کا صدر پکارا اگر کوئی سٹور نہ ہو تو خدا ہم پر بھی رحم کرے کہ ہو۔ اٹلی میں بھی تیمتوں پر روک عائد کی گئی۔ جسکی تاجروں نے معمولی سی مخالفت کی۔ جہاں انجمنوں کا کاروبار اچھا ہے اُن کو مخالفین کے باعث فائدہ ہوتا ہے اور بعض حالات میں اُن کا اجارہ ہی ہو جاتا ہے۔ مگر جہاں وہ اہلی ہیں وہاں بڑی قیمتیں اور منافعہ طلبی کارفرما ہے۔

قیمتوں کی گرانی کی صورت میں لوگوں کے لئے انجمن کا بنانا مشکل نہیں ہے لیکن اگر کامیابی مطلوب ہو تو اصل کارکنان امداد باہمی ہے خواہ اُن کی تعداد کتنی تھوڑی کیوں نہ ہو کام شروع ہونا چاہیے جو مشکلات کی رونمائی کے وقت انجمن کو اپنے تصرف میں رکھیں گے۔ اس کے واسطے ابتدا میں زیادہ تعلیم کی ضرورت ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے۔ کہ اٹلی میں بھی آئرلینڈ کی مانند کسان کو ہر بات سکھانی ضروری ہے جب تک کہ اُن کو اپنے فرائض کی تعلیم نہ ہو۔ اکثر کمیٹیاں اپنا کاروبار نہیں کر سکیں گی اگر بڑے پیمانہ پر کامیابی مطلوب ہے تو اس کے لئے (۱) تھوک فروشی (۲) کمترین شرحوں پر آرڈروں کے حصول کے لئے ... درجہ بندی ... (۳) مال بنانے والے سے براہ راست لین دین ہونا ضروری ہے۔ آخری بات جو اٹلی میں ابھی شروع ہو رہی ہے۔ بہت ہی ضروری مگر مشکل ہے۔ آخر کار ہر انجمن میں خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی معنی خیز اٹلی کا فقرہ استعمال ہونا چاہیے۔ کہ آخر کار کامیابی دیانت داری اور امانت داری کو ہو گی۔

ٹیمپل کروڈن کی زراعتی انجمن امداد باہمی

اس باب کو ختم کرنے سے پہلے ڈونی گل کی انجمن کا جو میں نے دیکھی ... کچھ ذکر ضروری ہے۔ اور یہ غالباً آئرلینڈ بھر میں بہت ہی مشہور ہے اور ایک جوش ..... افزا انجمن ہے۔ . . . . . . ڈونی گل

اپنے نظارے کے باعث جاذبِ توجہ ہے۔ اس کے . . . . . شمال غربی . . . . حصّہ میں کہ جہاں چٹانوں کا رخ اطلانٹک کی طرف ہے . . . اور جہاں اب تک آئرش مہاجن مشرقی ساہوکار کی طرح حکمران ہے ایک چھوٹا سا سٹور امداد باہمی ۱۵ سال ہوئے پہاڑی کی طرف ایک جھونپڑی میں ڈنگلو سے ۶ میل کے فاصلہ پر کھلا ہے۔ ۲۴ ممبروں میں ہر ایک نے ہاف کراؤن چندہ دیا اور اس سے تھوڑی سے چاء اور کھانڈ اور دودھ اور آٹا خریدا گیا تین چار ممبر باری باری فروخت کا کام کرتے تھے اس کا اثر فوری ہوا۔ آٹے کی قیمت ۱۲ شلنگ سے کم ہو کر ۹ شلنگ فی بوری رہ گئی اور ممبر شامل ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ یہ لڑائی گھمسان کی تھی اور ہر تاجر قرب وجوار کی انجمن کی ہلاکت کے واسطے طیار ہو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی قوت کا مقابلہ ناممکن ہو گیا۔ اُس برہنہ پہاڑی پر کوئی ایسا آدمی بمشکل تھا جو کہ مقروض نہ ہو۔ اسواسطے وہ تاجروں کے رحم پر تھا۔ کئی ممبروں کی ایک دو ایکڑ زمین جسے وہ کاشت کرتے تھے نیلام ہو کر فروخت ہو گئی لیکن صدر نے کہا کہ اس کا باہر کوئی ذکر نہ تھا۔ اس لئے کہ بخلاف زمینداران تاجران اچھے مدبر تھے۔ چونکہ اُن کو دق کیا گیا اسواسطے آدمی چھپ کر اپنا کاروبار کرتے تھے۔ اسواسطے بہت سے ممبر رات کو سٹور میں آتے تھے۔ لڑائی دفعتاً لنڈنبری کے بڑے قصبہ تک پھیل گئی۔ روٹی وہاں سے آتی تھی۔ اور نان بائیوں نے نان بہم پہنچانے سے انکار کر دیا۔ انجمن قریباً بیٹھ گئی۔ تب صدر مایوسی میں سکاٹ لینڈ گیا اور وہاں کی انجمن تھوک فروشی سے مال حاصل کرنے انتظام کیا۔ آخرکار صدر پر حملہ کیا گیا۔ مقامی مجلس میں ۶ میں سے ۵ تاجر تھے۔ ایک تاجر نے حلفیہ کہا کہ اُسے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ اور پیٹرک اس قابل ہے کہ اسکا نام تحریر کیا جائے اور ضمانت دینے کا حکم دیا گیا۔ پیٹرک مجبور تھا کہ جیل کی زندگی بسر کرے چنانچہ وہ جیل میں گیا۔ ڈبلن میں اُس کے احباب نے اُس کی امداد کی اور وہ باہر آیا جب وہ ڈنگلو واپس آیا

تو بازاروں میں چراغان کیا گیا اور پہاڑیاں شعلوں سے روشن تھیں گویا کہ نئے بادشاہ کی تاجپوشی ہوئی ہے اور یہ کوئی عجیب بات نہ تھی۔ کیونکہ اُس روز سے تاجر کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ اب انجمن کے ۴۵۰ ممبر ہیں اور کفالتی مال ۱۷۰۰۰ پونڈ کا ہے ہر چیز جو چھوٹے کسان کو درکار ہوتی ہے۔ بہم پہنچائی جاتی ہے اور ۷½ فی صدی کمیشن باقاعدہ تقسیم کی جاتی ہے۔ مزید براں پارچہ بافی کی صنعت جو کہ قرب وجوار میں ایسی ضروری ہے جیساکہ اُس کے مختلف قطعاتِ زمین۔ ایک جدید . . . . . . نظام کے ماتحت لائی گئی ۔ ۱۵۲ لڑکیاں جو ممبران کی دختران ہیں جراب اور دستانہ اور گلوبند اور کوٹ اور جاکٹ تیار کرنے پر ملازم ہیں جنہیں وہ گھر پر یا انجمن کے ایک بڑے ہوادار کمرے میں طیار کرتی ہیں۔ گذشتہ سال اس مال کی قیمت ۳۰۰۰ پونڈ تھی۔ پہلے وقتوں میں ½۱ پنس جوڑا دستانہ کی اُجرت ہوتی تھی۔ اور اب ۳۵ شلنگ ایک جوڑا دستانہ کا دیا جاتا ہے۔ آدمی تین چار پونڈ کما سکتا ہے۔ اچھے کپڑے پر زیادہ مزدوری دی جاتی ہے۔ اور جہاں حال میں ہر ایک مقروض تھا اب امانتوں میں ۱۳۰۰۰ پونڈ سے زائد ہیں۔ مزید براں قرب وجوار میں کوئی ایسا مکان نہیں جو کہ دوبارہ تعمیر نہیں ہوا۔ یہ چیز محض تحریک امداد باہمی کے باعث نہیں سمجھنی چاہیئے کیونکہ جنگ کی وجہ سے کسان مالدار ہو گئے ہیں۔ آسٹریلیا سے جو مقابلہ درپیش تھا اُسکی روح کو کچل ڈالنے کے لئے مقامی منڈیوں کو ایک طرح کی واحد اجارہ داری اور ٹھیکہ داری حاصل ہوگئی ہے۔ لیکن یہ تحریک امداد باہمی ہے کہ جس نے آئرش مہاجن کو تخت سے اُتار دیا ہے۔ اور غلاموں کو سر پر آرائے سلطنت کر دیا ہے۔ تحریک امداد باہمی انجمن کے بانی اور واحد صدر کے فیاض اور نیک چلنی اور ٹھوس معلومات کے بل بوتے پر کام کر رہی ہے ؎

ــــــــــــــ

باب سیزدہم ۱۳

فارم ہائے امداد باہمی

اُن کی ضرورت اور اہمیت

۱۵۷- امداد باہمی فارم زراعتی تحریک امداد باہمی میں اٹلی کا خاص کام ہے اس کی اہمیت اسبات میں مضمر ہے کہ دیگر اقسام امداد باہمی مثلاً بہم رسانی فروخت اور قرضہ جات صرف پیداوار کے نتائج یا وسائل کے متعلق ہیں۔ فارم کا تعلق ذریعہ پیداوار سے ہے۔ اسواسطے زراعت کے ساتھ اس کا قریب ترین تعلق ہے اور یہ زراعت کی جڑوں کی نشوونما کر رہا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہندوستان میں اس کا اجراء ہوسکتا ہے یا نہیں جیساکہ اب اس کا اجراء آئرلینڈ اور سربیا اور جرمنی میں ہو رہا ہے۔ لیکن تجربہ ضرور کرنا چاہئے اور اُسکے واسطے نہری آبادیاں پنجاب کی جہاں زمین نو توڑ کے وسیع رقبہ جات ہیں لاثانی میدان ہیں +

زراعت اراضی اٹلی میں

۱۵۸- مگر زراعت اراضی کے مختصر ذکر کے بغیر امداد باہمی فارم کا ذکر ناممکن ہے۔ اٹلی کا سسٹم مختلف النوع ہونے کی وجہ سے قابلِ ذکر ہے۔ اس میں یورپ کے تمام نمونہ کے اقسام شامل ہیں۔ اکثر پہلو بہ پہلو بڑا رہائشی زمیندار جیساکہ انگلستان میں ہے یا غیر حاضر زمیندار جیساکہ آئرلینڈ میں ہے۔ چھوٹا مالک خود کاشت مزارع کاشتکار

جو جرمنی میں عام ہے حصہ دار فصل مزارع جو جنوبی فرانس کی خصوصیت ہے سرمایہ دار کسان مع اپنے مزدوروں کی جماعت کے مالک خود کاشت اپنی متع تین ایکڑ زمین .. اور ایک گائے کے . . . . . . ٹھیکدار زمیندار جو صرف لگان کا متحمل ہے اور آخر کار سرکاری یا نیم سرکاری محالات جو زیادہ تر گرجا کے ضبط شدہ ہیں۔ یا جو دلدلوں سے آباد کئے گئے ہیں۔ سب اسمیں شامل ہیں ان میں صرف ایک کی بابت ایک لفظ کہنے کی ضرورت ہے اور وہ مالک خود کاشت . . . . ہے۔ کیونکہ اُس کا بار بار اوراق ذیل میں ذکر کیا جائے گا۔ اور دوسرا مزارع ہے جسکے ساتھ صاحب زمین شراکت تقسیم پیداوار کے متعلق کر لیتا ہے۔ اس شراکت کی عام صورت یہ ہے کہ مزارع مزدور مہیا کرتا ہے لیکن بجز بغیر اہم آلات کے کوئی اور سرمایہ بہم نہیں پہنچاتا۔ لیکن مالک زمین مزدور نہیں بہم پہنچاتا۔ زمین مویشی دیگر سامان مثلاً آئل پریس اور شراب کا مٹکا اور چارہ اور کھاد کی خرید کے واسطے مطلوبہ رقم بلا سود دیتا ہے اور مصارف صاحب زمین اور مزارع میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بدلے وہ پیداوار میں ۱/۳ سے ۱/۲ حصّہ لیتا ہے۔

تحریک کی ابتدا (الف) امیلا میں بے کاری دور کرنے کی تدبیر

۱۵۹ ۔ فارم امداد باہمی دو نقائص کو رفع کرنے کے واسطے معرض وجود میں آیا ۔ امیلا میں بے روزگاری کو کم کرنے کے لئے اور لمبارڈی میں درمیانی محصّل لگان کے قلع قمع کے لئے امیلا میں کافی کام نہ تھا اور اکثر مزدور بے روزگار تھے۔ وہ کسی اور جگہ چلا گیا۔ مگر یہاں اُسکی گھر سے محبت تھی . . . . ہڑتال اور مقاطعہ کے معمولی طریقے عمل میں لائے گئے مگر کچھ کامیابی نہ ہوئی اس کشمکش میں کسی کو یہ محسوس نہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ صاحب زمین سے زیادہ مزدوری کا تقاضا کیا جاوے۔ بہتر یہ ہوگا کہ زمین کا قبضہ لے کر پیداوار بڑھائی جاوے

ایونیا کے مزدوران نے پہلے ہی ایک انجمن قایم کر لی تھی۔ تاکہ سرکاری ٹھیکہ جات لیویں۔ ۱۸۸۶ء میں ان مزدوران نے کئی سو ایکڑ زمین اجارہ پر لی تاکہ اس کے ممبر کاشت کریں۔

(ب) لمبارڈے میں ٹھیکیدار کی بیخ کنی

(ب)۔ لمبارڈے میں . . . قرب و جوار کے صنعتی شہروں کے باعث بے روزگاری کم تھی۔ مگر محالات بڑے اور کھاتہ جات چھوٹے چھوٹے تھے۔ اسواسطے صاحب زمین (جو اکثر مجالس عامہ تھیں . . . . . درمیانی ٹھیکیدار کو اجارہ دینا آسان خیال کرتا تھا۔ جو مزارعہ اور لگان کا ذمہ وار ہوجاتا تھا۔ جب کام اعلیٰ پیمانہ پر ہو جیسا کہ انگلستان اور سکاٹ لینڈ میں تو کوئی کاروباری رشتہ اتنا اُنس خیز اور زیادہ کارآمد نہیں ہوسکتا۔ جتنا صاحب زمین اور مزارع کا ہے۔ مگر جب منافع کمانے والا درمیان میں قدم آدھرے تو کوئی رشتہ دار اس سے بدتر نہیں ہے میں نے بہوتانے ایک دولتمند اور حب الوطن زمیندار کو دیکھا جو گو زیادہ صاحب عزم نہ تھا۔

. . . . . مگر اس مسئلہ کے حل کی طرف سب سے اول اس نے توجہ کی۔ ۱۸۸۶ء میں ایک انجمن قایم ہوئی (اسی سال ایونیا میں پہلی بار تجربہ ہوا) تاکہ بڑا محال لگان پر لے کر ممبروں کو برائے کاشت دیویے۔ بدقسمتی سے قرب و جوار کے لوگ اس نئی بات سے ڈر گئے۔ صاحب زمین پر . . . دباؤ ڈالا گیا جو تجربہ سے جلدی اُکتانے لگا۔ اور دو سال میں انجمن کا خاتمہ ہوگیا۔ اس اثناء میں ۱۸۸۷ء میں میلان سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر اسی قسم کی انجمن قایم کی گئی۔ اور بہت سے انقلابات کے بعد آخرکار ۱۸۹۴ء میں پٹہ حاصل کیا گیا۔ تجربہ کامیاب ثابت ہوا۔

حال کی ترقی	۱۶۰۔ آئندہ ۳۰ سال میں باوجود متعدد ناکامیوں اور انجمنوں کے

فرضی اجرا کے یہ تحریک آہستہ آہستہ امبیلا اور لمبارڈی میں پھیلتی چلی گئی اور سسلی
میں بھی اس نے اپنا قوم جما لیا۔ چونکہ تجربہ اور روپیہ نہ تھا اسواسطے ترقی بند ہو گئی یہ تجربہ
فوری ثروت زمینداروں کے واسطے لے کر آیا۔ بڑی بڑی جائدادیں خریدی گئیں۔
اور کلبین حاصل کی گئیں اور نظام روبہ اصلاح ہو گیا۔ صلح کے ساتھ لے روزگاری پھر
زیادہ ہو گئی۔ علیحدہ شدہ فوجی گھر زمین کی خواہش ساتھ لے کر واپس آیا اور ہر ایک
خود مختار بننا چاہتا تھا۔ زمینداروں میں کئی جگہ . . . بلوے ہوئے لیکن اُسجگہ نہیں
جہاں کہ امداد باہمی فارم قائم ہو چکا تھا۔ گورنمنٹ نے امداد باہمی کو . . . بے اطمینانی
کا علاج تصور کرتے ہوئے دل کھول کر عددی روپیہ کی پھر کوئی مشکل نہ رہی۔ چنانچہ جنگ سے پہلے
جہاں چند کوڑی فارم تھے اب ۵۰۰ فارم ہیں۔ تین اضلاع برگامو اور رگیو امیلا
اور ایونیا میں تحریک اچھی طرح قائم ہو چکی ہے۔ اور جگہ اٹلی کے ایک فاضل شخص کے
الفاظ میں ہم کو ایک جدید سوشل ادارہ قائم۔ کرنا ہے جو ابھی تک قائم نہیں ہے!
اور جو ابھی آزمائیشی مرحلہ میں ہے۔

دو بڑے اقسام

۱۶۱۔ انجمن کے دو بڑے نظام اختراع کئے گئے ہیں۔ ایک انفرادی اور دوسری جماعتی۔ دونوں میں
زمین لگان پر لی جاتی ہے (یا خرید لی جاتی ہے) اور ممبروں کو برائے کاشت
دی جاتی ہے۔ ایک میں تو ہر ممبر اپنا قطعہ کاشت کرتا ہے اور انجمن کو لگان نقد
یا جنس کی صورت دیتا ہے۔ دوسری میں انفرادی قبضہ نہیں ہوتا۔ یا صرف محدود رقبہ میں
اُس کی بجائے ممبر مزدوری پر انجمن کے منیجر کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں اور تمام
پیداوار جمع کی جاتی ہے۔ یہ نظام عموماً سوشلسٹ ہے اور دوسرا جو غالب ہے
وہ کیتھولک ہے۔

کیتھولک اور سوشلسٹ کے مقاصد

۱۶۲۔ کسی اور بات میں

کیتھولک و سوشلسٹ مقاصد اتنے متضاد نہیں جتنے کہ فارم امداد باہمی ہیں پیاور
باوصف اسکے عمل کسی اور کام میں اتنا مساوی نہیں ہے۔ سوشلسٹ کی بڑی خواہش
ہے کہ خانگی جائداد نابود ہو جائے۔ اور کل دنیا ایک جماعت ہو جائے کیتھولک
اس خیال سے کہ ذاتی ملکیت کے تصور کا طلسم ریت کو سونا بنا دیتا ہے اور خراب آدمی کو اچھا
شہری بنا دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہر ایک کسان جو زمین کاشت کرتا ہے مالک بن
جاوے۔ ایک قوت کیتھولک یا سوشلسٹ سے بھی زیادہ روزدار ہے اور وہ خود
فطرت ہے۔ پرانے ممالک طریق کاشت بہت قدیم ہے . . . . . . اگر چھوٹے
چھوٹے کھاتہ جات اگلی زمانہ دراز سے رائج . ہیں تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ چاول اور
گندم ایک طریق پر کاشت نہیں ہو سکتے۔ جسطرح کہ زیتون اور انگور۔ اسواسطے
چھوٹے چھوٹے کھاتہ جات بلا نقصان موقوف نہیں ہو سکتے یا بڑے محالات کو کاٹکر
چھوٹے چھوٹے بلا خطرہ بنا دئے جاویں۔ مزید براں اگر ایک طریقہ کاشت دوسرے
طریقہ کی جگہ قایم ہی کیا جاوے۔ تو کاشتکار کی مشکل باقی رہتی ہے۔ صدیوں کی
عادات ایک دن میں بدل نہیں سکتیں۔ اور جو عادات دل میں گھر کر گئی ہوں وہ بمشکل
تبدیل ہو سکتی ہیں۔ ہزار میں سے ایک مزارع بھی جماعتی نہیں بنایا جا سکتا یا ہیں سے ایک مزدور
بھی بمشکل مالک بنایا جا سکتا ہے۔ ایک کا اپنے اوپر بہت ہی انحصار ہے اور دوسرے کا اوروں
پر۔ اسواسطے اگر بڑا فارم لگان پر لیا جاوے۔ تو اسکی خبر گیری بحیثیت مجموعی پہلے کی
طرح مزدور لگاکر کرنی بہتر ہے۔ اور اُس حالت میں خواہ انجمن سوشلسٹ ہو یا کیتھولک
. . جماعتی اصول پر کاربند ہونا ضروری ہے۔ یعنی مزدوری دے دی جائے اور پیداوار
جمع کی جائے۔ اُس کے برخلاف چھوٹے فارم سوائے اس کے کہ وہ منتفرق ہیں اچھی
طرح معدوم نہیں ہو سکتے۔ ہر ایک مزارع ضرور ہے کہ اپنے تین ایکڑ اور گائے پر گذارہ کرے
اور اگرچہ پیداوار مزارع اور انجمن میں تقسیم ہو جائے۔ مگر کل محال کی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی

اسواسطے عام طور پر نتیجہ یہ برامد ہوتا ہے کہ جماعتی فارم صرف وہاں ممکن العمل ہوسکتا ہے جہاں کاشت مزدور سے کرائی جائے اور انفرادی وہاں جہاں کہ کاشت مزارعہ کرے۔ اسواسطے اگرچہ سوشلٹ کی ہرکوشش اس لئے ہے کہ چھوٹے چھوٹے کھاتہ جات نہ بڑھنے پاویں اور کیتھولک چاہتاہے کہ اُن کی تعداد زیادہ ہو۔ مگر یہ دونوں مانتے ہیں کہ امداد باہمی فارم کی کامیابی کے واسطے مروجہ طریق پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے یہ بنیادی بات ہے اور اُس کا مطلب یہ ہے کہ اجتماعی طریق پنجاب کے مالک خود کاشت کے حق میں مفید ہیں۔ اُس کے واسطے دوسری قسم ہی مفید ہے۔ جس میں کامیابی کی امید ہوسکتی ہے۔ اسواسطے اس کا مفصل ذکر ہونا چاہئے۔

برگامو کا انفرادی فارم (الف) سسٹم

۱۶۳۔ اس غرض کے واسطے ہیں کیتھولک ضلع برگامو سے باہر نہیں جاوے گا۔ جو انفرادی انجمن کا گھر ہے۔ گورداسپور کی طرح اس میں دونوں پہاڑ اور میدان شامل ہیں۔ اس کی ۷۰ انجمنوں میں چرواہا اور اُسکی چراگاہیں کاشتکار انگور اور اُس کے گرم جنوبی قطعات شامل ہیں چھوٹا زمیندار جو گندم اور مکی اور ریشم لمبارڈے کی آبپاشی میدانوں میں کاشت کرتا ہے۔ یہ تمام انجمنیں انفرادی قسم کی ہیں۔ اگرچہ ایک انجمن میں جس کا ابھی ذکر کیا جائیگا جماعتی رحجان ظاہر ہے۔ معمولی طور پر ۹ سال کے واسطے پٹہ لیا جاتا ہے یا زیادہ سے زیادہ ۱۲ سال کے واسطے۔ ہر ممبر فریق کام کے تمام مالک اور مزارع ہیں چھوٹے چھوٹے کھاتہ جات کے عادی ہیں ہر ممبر ایک قطعہ زمین اپنی ضرورت کے مطابق ½ ا سے ۱۰ ایکڑ تک لیتا ہے اسکو وہ لازماً خود کاشت کرتا ہے۔ اور بشرطیکہ وہ اُسکو آگے ٹھیکہ پر نہ دلیوے اور لگان ادا کر دلیوے اور زمین خراب نہ کرے تو اُسکو میعاد پٹہ تک بیدخل نہیں کیا جاوے گا۔ زمین کی تقسیم کی ہوتی ہے اور اگر ایک کنبہ کے پاس بہت زیادہ اور

اور دوسری کے پاس بہت تھوڑی ہو تو اُس کو ٹھیک کر دیا جاتا ہے۔ ہر ممبر کے آلات اور مویشی اپنے ہوتے ہیں۔ لیکن بڑی لاگت کی مشین جیسے چارہ کاٹنے والی اور گاہنے والی انجن سے عام طور پر کرایہ پر لی جا سکتی ہیں۔ بیج اور کھاد اور دیگر زراعتی سامان قیمت پر دئے جاتے ہیں اور کچھ فروخت بھی امداد باہمی کے طریق پر ہوتی ہے۔ مگر یہ انجمنہائے امداد باہمی روح امداد باہمی کے نہ ہونے کے باعث ابھی عالم طفولیت میں ہیں۔ اور زیادہ تر صرف ریشم کی گولیاں اور بچھے ہی فروخت کرتی ہیں۔ بڑی انجمنوں میں ہو سکتا ہے کہ کوئی بنک موجود ہو جہاں سے قرضہ لیا جائے اور بچت کا روپیہ امانت رکھا جائے اور سٹور بھی ہو جہاں سے خانگی ضروریات خریدی جا سکتی ہوں۔

مینیجر

(ب) بڑا عہدہ دار انجمن کا مینیجر ہے۔ اوقات تجربہ کار کاشتکار ہوتا ہے ہے۔ اُس کا بڑا کام ممبران کو نیک اور ماہرانہ مشورہ دینا ہے۔ کیونکہ اٹلی میں کسان صاحب زمین کو جیساکہ اور جگہ بھی ہے۔ ہر قدم پر رہنمائی کی ضرورت ہے مشکل یہ ہوتی ہے کہ اُسمیں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ وہ انجمن میں شامل ہو کر اپنے آپکو مالک کی طرح خود مختار خیال کرنے لگے اور مینیجر کے ساتھ اس کے مطابق سلوک کرے۔ اُس کا علاج یہی ہے کہ اُسکو خارج کرنے کی تجویز کی جائے لیکن یہ شاذ و نادر ہوتا ہے۔ اور عملاً ممبر جس طرح چاہیں کاشت کرتے ہیں۔ باوصف اس کے یہاں مینیجر اچھے چلن اور لیاقت کا آدمی ہے۔ اُس کا رعب بہت ہو سکتا ہے۔

تقسیم زمین اور لگان

(ج) جیساکہ خیال ہو سکتا ہے۔ بڑی مشکل اس قسم کی انجمن میں زمین اور لگان کی تقسیم ہے۔ اگر ممبر پہلے ہی سے قابض ہیں تو کہیں کہیں مساوات کے خیال سے ترمیم بلحاظ قبضہ ہوگی اور اس میں بڑی دقت نہیں ہوتی لیکن جب زمین کی تازہ تقسیم منصور ہو تو یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کا کنبہ کتنا بڑا ہے زمین کیسی ہے

یہ سب باتیں غور طلب ہوتی ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو فیصلہ بذریعہ قرعہ ہوتا ہے۔ اور لگان بھی تشخیص ہونا ہوتا ہے اور تب جیسا کہ ایک مورخ کہتا ہے جھگڑے اور تنازعات اور شکایات اور غلط فہمی دوستوں میں پیدا ہوتی ہے جس سے ممبروں کا اتحاد ہی معرض خطر میں نہیں پڑتا ہے بلکہ انجمن کا وجود خطرہ میں ہو جاتا ہے۔ ہر ایک کہتا ہے کہ میرا لگان ناواجب طور پر زیادہ ہے۔ اور کہ زمین کی تقسیم کمیٹی کے تخمینہ سے بہت کم ہے۔ اور اس کا مکان اُس کے ہمسایہ کے مکان سے بہت چھوٹا ہوتا ہے آخر کار ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اپنے ہمسایہ سے اچھا ہو اور اُس کو لگان کم دینا پڑے ان امور کی سر انجام دہی کے لئے قومی تحمل اور استقلال کی اشد ضرورت ہے اور یہ صاف طور پر ضروری ہے کہ انجمن خود بھی بہت بھاری لگان نہ دلوے ورنہ متذکرہ مشکلات دس گنا بڑھ جائینگی۔

مجلس نگران

(۶) برگاموکی بہت سے انجمنوں میں کونسل نگران ہوتی ہے جسمیں ضروری نہیں ہے کہ انجمن کی ممبر ہی ہوں انجمنیں جونئی اور مشکل قسم کی تحریک امداد باہمی کا تجربہ کرتی ہیں۔ اُن کو باہر سے امداد ملے تو بہتر ہے اور برگامو میں علاقہ کا پادری یا قرب وجوار کا سرگرم کارکن تحریک اکثر آتا ہے اور امداد اور مشورہ اور قرضہ کی ضمانت بھی دیتا ہے۔ اس طرح شمالی اٹلی میں پرجوش کارکن تحریک علاقہ ٹرلوگلی کا پادری . . . .
کیسٹل کیرٹیو کے قرب وجوار میں ایک انجمن جو اہم ترین اور تمام انجمنوں کی ماں ہے قایم کرسکا ہے۔

فارم امداد باہمی اور... دیہاتی مجلس میں فرق

۱۶۴۔ فارم امداد باہمی

ایک معنی میں پہلے دستور کی طرف رجعت ہے۔ انگلستان میں جب سیکسن نے

سیلٹ کو تسخیر کیا تو زمین جماعتوں کے بجائے افراد کے قبضہ میں تھی۔ کاشت میں تعاون ہم پڑھتے ہیں ضروری تھا۔ کیونکہ ہر ایک گھرانہ کو علیحدہ علیحدہ قطعاتِ زمین دیئے جاتے اور ہر قطعہ کا رقبہ جو کاشت کے واسطے علیحدہ کیا جاتا تھا۔ قریباً مساوی ہوتا تھا۔ اس طرح سے زمین تقسیم ہوکر ہر ایک گھرانہ کو اچھی بُری زمین میں برابر حصہ ملجاتا تھا۔ کیونکہ اہلخانہ سب برابر تھے اور اصول جسپر زمین کی تقسیم کا دراصل مدار تھا وہ قوم کے مختلف ممبروں کے حصّوں کی مساوات تھی۔ آخرکار ہم کو یہ کہا جاتا ہے کہ اگرچہ کاشت قطعات میں امداد باہمی عمل پذیر تھی لیکن فصلوں کی تقسیم موجود نہ تھی۔ سوائے ایک دو جزوی اختلافات کیلئے یہ اُس فارم کا اچھا نمونہ ہوسکتا ہے۔ جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ لیکن اگرچہ قسم ایک ہے تاہم فارم امداد باہمی کا مقصد بالکل جداگانہ ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد صرف زراعت کی اصلاح نہیں ہے اسی میں اعلیٰ امداد باہمی سے موجودہ دیہاتی لوگوں میں تہذیب اور عیسائیت کو اعلیٰ درجہ پر پہنچاتا ہے۔ کیتھولک اچھے کارکن امداد باہمی کے لئے یہ بہت ہی ضروری ہے اور یہی وجہ ہے کہ پرگاموں میں اکثر انجمنیں غیر محدود ذمہ واری پر قائم کی گئی ہیں۔ دلچسپی کو بڑھا کرنے اور احساس ذمہ واری پیدا کرنے غیر محدود ذمہ واری بمقابلہ کسی اور قسم کی جماعت کے امداد باہمی کے جذبہ کو اُبھارنے کے لئے زیادہ موثر اور کارآمد ہے۔ یہ چیز منڈلیوں کے لئے زیادہ مفید ہے اور اکثر ہندوستان کے تجربات دیہات سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاں وہاں پر بیرونی حملہ کے خطرہ اور عام علیحدگی ان کے رہنے والوں میں اتحاد عمل کے جذبہ کے حق میں زیادہ مفید ہے تہذیب کی پرورش نے اس احساس کو کمزور کر دیا ہے۔ زمانہ حال کے اٹلی کے کسان سے بڑھ کر کوئی انفرادی نہیں ہے۔ اگر صنعت اُسکی قوت ہے تو خود رائے اُسکی کمزوری ہے چنانچہ کیتھولک کے واسطے تحریک امداد باہمی کا بڑا مقصد یہ ہے

کہ ایک کو مضبوط تو دوسری کو کمزور کیا جائے اور اُس کا خیال ہے کہ یہ صرف اسی
طرح ہو سکتا ہے کہ اسکی اقتصادی حیات کی مشترکہ متحدہ بنیاد کو قائم رکھا جائے

ایک کوہی انجمن

۱۶۵۔ اب وقت ہے کہ فارم امداد باہمی کی ٹھوس مثال
پیش کی جائے۔ دو کا ذکر کیا جائے گا۔ ایک تو نہائیت ہی
سادہ قسم کی ہے اور دوسری بہت حد تک ترقی کر چکی ہے۔ ایلپس کے دامن میں نصف
زمین اس کی پہاڑیوں میں اور نصف میدان موضع سان پالو ڈی ارگن میں واقعہ
ہے جہاں کہ ایک ہی عمارت نظر کو روک لیتی ہے ایہ مقامی فارم امداد باہمی کا
وطن ہے۔ اور پُرانا ناگرجا گھر جسکی استرکاریاں آدھی خراب ہو چکی ہیں۔ وہ
انجمن کا گودام ہے۔ اور اس جگہ ۸۹ کارکنان امداد باہمی اپنے اجلاس عام کرتے ہیں
دس سال ہوئے کہ انجمن کا اجرا ناپسند غیر دلعزیز درمیانی اشخاص سے حصول
نجات کے لئے ہوا تھا۔ جس کے ذریعہ شفاخانہ جو اب املاک کا مالک ہے علاقہ کے
اراضیات ٹھیکہ پر دیتا تھا۔ یہ کام شروع کرنا آسان نہ تھا کہ ٹھیکہ دار کو پھانسنے کے
واسطے پہلے ہی زیادہ لگان دینا پڑا۔ اور بطور کفالت نیک نیتی ½ ۱ سال کا لگان
پیشگی دینا پڑا۔ بہت ممبروں نے مویشی فروخت کرکے روپیہ انجمن کے پاس جمع
کرادیا۔ دوسروں نے حتی الامکان قرضہ لیا۔ اور ہر ایک نے سخت مشقت کی
حتیٰ کہ روپیہ حاصل ہو گیا۔ ایک اور مشکل انگوروں کی حالت کی تھی جو بالکل تباہ و
برباد ہو گئے تھے۔ تمام انگور پھر لگائے گئے اور جب تک یہ کام ہوا تجربہ کیا گیا
کہ کونسی قسم انگور کی زمین کے بہت موافق ہے۔ تجربہ جات ایسے کامیاب ہوئے
کہ جب میں نے انجمن کا ملاحظہ کیا تو نئے شراب کے ظروف میں ۲۵۰ ٹن شراب تھی۔ ہزار ایکڑ
زمین لگان پر لی گئی ہے۔ لیکن اس میں نصف کے قریب جنگل ہے۔ پہلے دنوں میں ممبر بٹائی پر
کاشت زمین کرتے تھے۔ لیکن اب ہر ایک لگان دیتا ہے۔ کیونکہ ایک آدمی نے

مجھ سے کہا کہ اب چونکہ سب پیداوار میں لیتا ہوں۔ اس واسطے میں محنت سے کام کرتا
ہوں۔ اور میں زمین درست کرنے میں بہت کوشش کرتا ہوں۔ یہ امداد باہمی فارم
کے فوائد میں سے ایک فائدہ ہے۔ اس سے آدمی کو جو پہلے دوسرے کے واسطے کام
کرتا تھا۔ احساس ہوتا ہے کہ اب اس کو اپنے واسطے کام کرنے کی ضرورت ہے
لگان بذریعہ . . . ریشم دیا جاتا ہے۔ توت اور انگور دونوں کی کاشت
ہوتی ہے اور اگر کمی رہ جاوے تو نقد روپیہ دے کر پوری کر دی جاتی ہے
ریشم کے کیڑے کے خول امداد باہمی کے طریق سے فروخت ہوتے ہیں۔ اگرچہ
شراب کا ظرف اور سامان انجمن اجارہ پر لیتی ہے اگر ہر ممبر اپنی شراب بنا کر فروخت
کرتا ہے اور اپنے ٹبوں میں اسکو جمع کرتا ہے۔ اب تک امداد باہمی کے طریق پر شراب
کی طیاری میں کامیابی نہیں ہوئی ممبر فوراً ہی خود مختار اور پرانے خیالات کے دلدادہ ہو جاتے ہیں۔
اور تخم انجمن کے ذریعہ سے بہم پہنچایا جاتا ہے اور اب کھاد اندازی زیادہ تر سائنس کے طریق پہ
کی جاتی ہے اور تخم بمقابلہ پہلے کے بڑی احتیاط سے انتخاب کیا جاتا ہے۔ یہ
بلاشبہ مینجر کی وجہ سے ہے۔ جس کی تحویل میں انجمن ہے۔ فصلوں کا بیمہ لازمی ہے
کیونکہ لگان کی کفالت صرف فصل ہی نہیں۔ انگوروں پر پریمیم بقدر ۱۰ فیصدی ہے
اور گندم پر ۵ - ۶ فیصدی انتظام اور ضابطہ داری سخت نہیں ہے کوئی ممبر خارج
نہیں ہوا۔ اگرچہ ایک دو حالات میں اخراج نہایت ضروری تھا۔ کبھی کوئی منافع
تقسیم نہیں ہوتا۔ اور اس کی جگہ منافعہ جو بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ سرمایہ محفوظ میں جمع
ہوتا ہے۔ اب انجمن کی حالت ایسی اچھی ہے کہ یہ زمین خرید سکتی ہے بڑی اچھی بات قابل توجہ
یہ ہے کہ شروع میں ممبروں کو بمقابلہ . . . سرکاری . . . . امداد کے اپنی سخت کوشش پر
زیادہ اعتبار تھا۔ حقیقی . . . امداد باہمی کے معنی اپنی امداد آپ کرنا اور اعتبار ہے۔
انجمن اگرچہ بہت ترقی کردہ نہیں ہے تاہم ایک اچھی مثال ہے۔

میدانی انجمن
(الف) تقسیم زمین

۱۶۶ - دوسری انجمن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کیونکہ لمبارڈے میں یہ سب سے پرانی ہے۔ تقریباً ۳۰ سال ہوئے چند ہمدردان کی امداد سے جو اس غرض کے واسطے امداد باہمی ممبر ہو گئے موضع کیلویزیو کے چند چھوٹے کسانوں کا یہ گاؤں ہے جو امر تسر کیطرح ہموار ملک میں واقع ہے۔ ۱۳۲ ایکڑ آبپاشی زمین کا ٹھیکہ ۹ سال کا ریاست صاحب زمین سے لینے کے واسطے مستعد ہو گئے۔ بجائے اس کے کہ وہ ہر ایک دو تین ایکڑ درمیانی ٹھیکہ دار مخفل لگان سے لگان پر لیویں۔ اب انجمن کی ۵۰ ایکڑ اپنی زمین ہے جس کی بیلنس شیٹ میں مالیت ۵۰۰ پونڈ ہے۔ لیکن دراصل قیمت بہت زیادہ ہے اور اس کے علاوہ ۹ محالات بمقابلہ ۵۰۰ پونڈ لگان پر لیتی ہے سوشلسٹ رجحان کی وجہ سے چند مزدور بلحاظ پیشہ ممبر ہیں۔ اور اس کی وضاحت اس خصوصیت سے ہوتی ہے جو انفرادی انجمن میں عموماً نہیں ہوتی۔ ہر تین سال کے بعد زمین پھر تقسیم ہوتی ہے۔ ہر ایک خاندان کو جہاں تک ممکن ہو ۵/۴ ایکڑ فی آدمی دیا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ سلاٹک فرقہ میں دیہات جات مختلف مواضعات سے بنائے جاتے ہیں۔ تاکہ ہر ایک کو اچھی اور خراب زمین یکساں ملے۔ ممبر جس طرح چاہیں اپنی زمین کاشت کریں۔ مگر وہ نہ اجارہ آگے دے سکتے ہیں اور نہ ہی شراکت سے کسی طرح کاشت کر سکتے ہیں۔ اصولی لحاظ سے انجمن سب کے واسطے کھلی ہے مگر عملی صورت یہ ہے کہ چونکہ زمین کی قلت ہے نئے ممبر ۱۵ پونڈ فیس داخلہ دیکر رکن بن سکتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ البتہ بعض ممبر صرف نصف کراؤن دیتے ہیں۔

فروخت امداد باہمی اور کارخانہ ٹماٹو

(ب) چونکہ انجمن کو ۱½ سال کا لگان پیشگی بطور احتیاط دینا پڑتا ہے اسواسطے ممبر نصف لگان پیشگی دیتے ہیں۔ باقی ریشم کے کیڑوں کے خول

اور ٹماٹو کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ نہ صرف یہی پیداوار امداد باہمی کے ذریعہ فروخت ہوتی
ہے ریشم کے کیڑوں کے خول کی فروخت میں کوئی دقت نہیں ہوتی کیونکہ ممبر کیواسطے
اور کوئی چارہ کار نہیں کہ کسی سوداگر سے لین دین کرے جو امرتسر کے سوداگروں کیطرح
صرف ریشم کے کیڑوں کے انڈے اس شرط پر دیتا ہے کہ خول اُس کی معرفت
فروخت ہوں۔ اور اس انتظام میں اُسی کا فائدہ ہے۔ ٹماٹو کا لین دین بہتر ہوتا ہے
کیونکہ گذشتہ ۱۴ سال سے انجمن کا اپنا کارخانہ ٹماٹو قائم کر لیا ہے۔ کارخانہ مال موجود رہنے
کے واسطے ممبران کو نہ صرف ٹماٹو انجمن کے پاس فروخت کرنے ہوتے ہیں۔ بلکہ اپنی
اپنی زمین کے مقرر رقبہ میں اُن کی کاشت بھی کرنی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہر دو
قواعد کی تعمیل ہوتی ہے کیونکہ قیمتیں اچھی اور امداد باہمی کا جذبہ عمل ترقی پذیر
ہے۔ ایک طرح کا کارخانہ بھی مفید ہے کیونکہ ۱۶ شخص ممبران کے بیٹے اس میں
ملازم ہیں۔ کیونکہ مقابلہ بہت تھا۔ اور انتظام خراب تھا۔ آغاز اچھا نہ تھا۔ اور پہلے
۶۔ ۷ سال نقصان رہا۔ مگر یہ اب اپنا خرچ نکال لیتا ہے۔

متفرق کاروبار

(ج) انجمن اور بہت سے متفرق کاروبار کرتی ہے
جن کی غرض پیداوار کو ارزاں کرنا یا زیادہ کرنا
ہے۔ تخم اور کھاد مہیا کئے جاتے ہیں اور وزن کرنے کا کانٹا رکھا ہوتا ہے
اور تھوڑے کرایہ پر گاہنے اور چارہ کو پریس کرنے اور مکی کو خشک کرنے کی مشین کرایہ
پر دی جاتی ہیں۔ ممبروں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ اپنا بچت کا روپیہ انجمن
میں لادیں۔ اور امانت ممبران اب ۵۰۰۰۰ پونڈ ہے۔ یہ کسان کی خوشنمائی
کا ایک اور نشان ہے جو اسے جنگ کے باعث حاصل ہوئی۔ قرضہ جات حسب ضرورت
دئے جاتے ہیں اور ژالہ سے بچانے کے واسطے بیمہ ۱/۳ پریمیم کی ادائیگی پر ہوتا ہے
بڑھاپے کے واسطے ممبران کا بھی بیمہ ہوتا ہے اور اُن کے لئے جو بیمہ کیواسطے

بہت ہی بڑی عمر کے ہیں۔ انجمن ۲۵ شلنگ سالانہ پراونڈنٹ فنڈ میں چندہ دیتی ہے۔ اگر کوئی ممبر بیمار ہو اور کام نہ کر سکے تو صدر دوسرے ممبران کی حب الوطنی سے اپیل کرتا ہے کہ اُسکی زمین کاشت کریں اور جو کوئی ایسا کرتا ہے اُس کا نام کتاب میں درج ہوتا ہے جو اس غرض کیواسطے رکھی ہوتی ہے۔ انجمن میں ایک کمزوری یہ ہے کہ اس کا مینجر واقف کار زمیندار نہیں ہے۔ اس سے زراعتی ترقی رُک جاتی ہے اور امداد باہمی فارم کی بڑی غرض یہی ہے۔ کہ زراعت کو فروغ ہو۔ ورنہ شاندار اسٹیٹی انجمن اغراض عامہ سے کچھ بہتر ہوگی۔ اور باوصف اس کے آخرالذکر کے مقابلہ اس کا ایک فائدہ ہے کیونکہ اسکی بناء پیداوار ہے اور خرچ کرنا نہیں ہے اور کسان کے واسطے یہ زیادہ قدرتی اور سبق آموز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہے۔ اس انجمن میں دعوی کرتے ہیں کہ پیداوار بڑھ گئی ہے اور فارم سے قرب وجوار کے لوگ بیدار ہو گئے ہیں۔ ٹھیکہ دار کی بیخکنی کے واسطے لگان میں تخفیف بھی کردی گئی ہے۔

نقشہ جات

۱۶۷۔ کچھ اعداد دینے چاہئیے جس سے ظاہر ہو کہ برگاموکے ایک ہی ضلع میں کیا کام ہو چکا ہے۔ کل رقبہ کاشتہ ۷ انجمن ہا قریباً ۲۰۰۰ ایکڑ ہے۔ تین انجمنوں کا رقبہ کاشتہ ایک ہزار ایکڑ سے زیادہ ہے اور کم از کم دس کا ۱۰۰ ایکڑ سے کم ہے۔ اسیطرح سب سے بڑی انجمن کے ۲۲۲ ممبر ہیں اور سب سے چھوٹی کے ۵ ممبر ہیں۔ ۱۸ انجمنوں کے ممبر ۲۰ سے کم ہیں۔ اس واسطے فارم امداد باہمی چند انجمنوں کا ایسا ہی کام ہے جیسا کہ دو تین مواضعات کا۔ یہ اُن لوگوں کے واسطے حوصلہ افزا ہے۔ جن کا خیال ہے کہ کام چھوٹے سے بڑا ہو جاتا ہے۔

خرید زمین

۱۶۸۔ برگاموکی ایک انجمن نے ممبروں کے پاس فروخت کیواسطے

زمین خریدی ہے۔ ہر شریک کے لین دین کا حساب کھولا جاتا ہے۔ جو کل رقم بذریعہ اقساط ملکیت حاصل ہونے سے پہلے ادا کر دیتا ہے۔ اپونیا میں بہت سی انجمنیں اس غرض کیواسطے قایم ہو چکی ہیں۔ خوشحالی کا لوگوں کے افلاس پر وہاں وہی اثر ہوا ہے جو کہ پنجاب میں ہوا ہے۔ زراعتی زمین کی قیمت گراں ہو گئی ہے۔ اور ٨٠٠ لایرا کو ایک ایکڑ فروخت ہوا ہے۔ اول غرض ان انجمنوں کی خریداروں کے اشتراک سے یہ ہے کہ مقابلہ رک جاوے۔ جس سے قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور کاشت اچھی ہو۔ کیونکہ پنجاب کی طرح غریب کسان اپنا بچت کا روپیہ اور زمین خریدنے میں لگانا پسند کرے گا۔ بجائے اس کے کہ وہ پہلی ہی زمین کو درست کرے۔ یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ جب ممبر زمین لے لیتا ہے تو وہ انجمن میں رہتا ہے تاکہ امداد فروخت اور بہم رسانی سے فایدہ اٹھاوے اور اسی کے سٹور کو استعمال میں لاتا ہے۔

ہندوستان میں امکانات

١٦٩۔ اب یہ ظاہر ہے کہ انفرادی فارم کے بہت امکانات ہیں اور زراعت پیشہ لوگوں میں کوئی فرقہ بھی ایسا نہیں ہے جس سے اس کا مطلب کسی نہ کسی طرح حل نہ ہوتا ہو۔ یہی انجمن کی قسم ہے جو دیہاتی امداد باہمی سسٹم کے مقابلہ میں دیہاتی بنک کی بہتر بنیاد ہوگی۔ مزارع کے واسطے اس کا فایدہ ظاہر ہے اور مالک کے واسطے بھی خواہ بڑا ہو یا چھوٹا یہ ایک پیغام ہے۔ چھوٹے زمیندار کے واسطے پیغام یہ ہے کہ کاشت اچھی ہو۔ ایک اچھے امداد باہمی فارم سے اس کو حکمت آموز سبق اور رہنمائی حاصل ہوگی۔ جس کی کہ دنیا بھر میں ہر کسان کو ضرورت ہے اور علاوہ ازیں اسکو سپلائی اور فروخت کی سہولتیں حاصل ہوں گی جو دوسروں کو حاصل نہیں ہیں۔ بڑے صاحب زمین کو فارم امداد باہمی یاد دہانی کراتا ہے کہ اس صاحب زمین کو مغرور اور ناقابل رسائی دیوتا۔۔۔ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اسکے دست نگر

احترام اور خوف سے اُسکی خدمت کریں۔ پنجاب میں اس نو آبادی کا جس کی بنا کو اپریٹیو فارم پر ہو۔ تجربہ کیا جا سکتا ہے۔۔۔ اس سے بہتر طریق پنجابی کو اچھا کاشتکار بنانے کا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں اس سے اپنی زمین کی درستی کیواسطے اس طرح ابھارا جائیگا جیسے زمیندار اُسے ابھارتا ہے۔ اگر ایسے اچھے حقوق کوآپریٹ کے پاس ہوں تو وہ روز افزوں آبادیوں کی ترقی میں بڑا حصہ لیتی رہے گی۔ اور اس طرح امداد باہمی فارم مالگذاری کا بھی اچھا ذریعہ ثابت ہوگا۔

ریونیا میں جماعتی فارم

۱۶۰۔ یہاں شاید اس باب کا خاتمہ ہے کیونکہ جماعتی قسم کے امداد باہمی فارم کا پنجاب سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ لیکن اٹلی والوں کا یہ خاص وصف ہے اور امداد باہمی تحریک میں ایسا عجیب کام ہے کہ اُسکو نظر انداز کرنا ناممکن ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہندوستان میں کوئی ایسا خطہ ہو۔ جہاں اسکی نشوونما ہو سکتی ہو۔ وہ اضلاع جہاں انجمنوں کا کام بعد اچھا نظر آتا ہے وہ رگیو ایمیلا اور ریونیا ہیں۔ میں نے صرف آخرالذکر کا معائنہ کیا۔۔۔ اور جو کچھ بعد میں مذکور ہے وہ خاص کر اسی ضلع کے متعلق ہے۔ قصبہ ریونیا کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ ضلع جس کی آبادی ۲½ لاکھ نفوس کی ہے اپینائن سے اڈریاٹک تک چلا گیا ہے اور بہت حصہ اس کا اتنا پست اور ہموار ہے کہ بہت سی زمین دلدل اور ویران ہے۔ یا ایسی ہے جس کو پنجاب میں سیلابہ کہتے ہیں۔ پانی آہستہ آہستہ نکالا جا رہا ہے اور گذشتہ ۵۰ سال میں بہت سا رقبہ آباد کیا گیا ہے اور یہاں گندم اور چاول کاشت کر دئے گئے ہیں۔ یہی بات ہے کہ سوشلسٹ کو موقعہ مل گیا ہے۔ کیونکہ پرانی زمینیں جو دو ہزار سال سے کاشت ہوتی چلی آئی ہیں۔ اُس میں اتنے ٹکڑے ہو گئے ہیں کہ جماعتی تجربات اُس میں نہیں ہو سکتے۔ لیکن نئی زمین کے وسیع قطعات جن کے لئے کم آسان میں عمیق کاشت کے بجائے نہایت سخت محنت درکار ہے۔

..... چنانچہ جب ۱۸۸۶ء میں بے کاری بہت ہوگئی اور ہڑتال اور عدم تعاون ناکام رہا تو پہلا امداد باہمی فارم اٹلی میں بنایا گیا۔ ... اس کے ممبر تمام چلتے پھرتے مزدور تھے جو جلدی سے سڑک اور ساحل یا فصیل میں اس طرح لگ جاتے تھے جیساکہ باہر کھیتوں کے کام میں۔ ریونیا کی قریباً تمام انجمنیں اسی جماعت سے بنائی گئیں ہیں اور صرف حال ہی میں کسان کاشتکار اور چھوٹے مالک کی طرف توجہ کی گئی ہے۔

سسٹم

۱۷۱۔ پہلے جماعتی فارم انہیں اصولوں پر جیساکہ کلنیونزا میں جاری کئے گئے تھے چلائے گئے یعنی ہر ایک کو تین سال کے واسطے قطعہ لازمی واسطے کاشت دیا گیا۔ اس سے زمین کی طاقت سلب ہوگئی کیونکہ ہر ایک چھوڑنے سے پہلے زمین میں سے بہت کچھ کمانا چاہتا تھا۔ مزدور بھی، جو دوسروں کے واسطے کام کرنے کا عادی تھا۔ اپنی زمین پر کام کرنے کے نااہل ثابت ہوا۔ اس واسطے خالص جماعتی طریق اختیار کیا گیا۔ محال کی یک جا کاشت ہوتی تھی۔ اور پیداوار یک جا جمع کی جاتی تھی۔ اور یہی صورت اب تک بلگونا کے ملحقہ ضلع میں اگرچہ بہت کامیابی کے ساتھ نہیں جاری ہے۔ جس کو نیز میں نے دیکھا ریونیا میں یہ طریق کارگر نہ ہوا کیونکہ مزدور کے واسطے کوئی لالچ نہ تھا کہ اپنی مزدوری سے بڑھ کر کام کرے۔ چنانچہ سمجھ کر لیا گیا۔ اور یہی سسٹم ضلع بھر میں اب جاری ہے فارم کا کام اب تک مشترکہ ہے یعنی آلات اور مشین اور مویشی سب انجمن کے ہیں۔ اور تمام کاروبار منیجر کرتا ہے۔ لیکن ہر ممبر ایک چھوٹا قطعہ زمین اپنے کنبہ اور زمین کے لحاظ سے جو انجمن کے پاس سے لیتا ہے۔ انجمن اس کو کھاد دیتی ہے اور اس کی قلبہ رانی کرتی ہے اور گاہنے کا کام بھی کرتی ہے لیکن مزدور جو اکٹھا کرنے اور گوڈی کرنے اور کاٹنے کے واسطے درکار ہوتی ہیں

وہ ممبر مہیا کرتا ہے۔ اور سوئم حصّہ بٹائی لیتا ہے۔ یہ معمولی حالت میں اور اُس کے
کنبہ کے گذارہ کے واسطے ایک سال تک کے لئے کافی غلّہ ہوتا ہے۔ خرچ کیلئے
تخم اور کھاد کی ۱/۳ قیمت دینی پڑتی ہے اور ۱/۳ برائے اخراجات بیمہ فصل کی کاشت
اُسی طرح ہونی چاہیئے جس طرح مینیجر کہے اور اگر اور جگہ مزدوروں کی ضرورت ہو
تو وہ بہم پہنچانے چاہیئے یا جو شخص مزدور نہ ہووے اُس کا خرچ اُس سے
وصول کیا جائے گا۔

قطعات کی تقسیم قرعہ سے ہوتی ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ ایک دو سال
کاشتکار کے پاس رہتے ہیں۔ اگر جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے زمین کافی نہ ہو تو وہ
لوگ جو خالی رہ جاتے ہیں۔ اُن کو دوسری بار تقسیم میں اوّل زمین دی جاتی ہے
چراگاہ کی زمین تقسیم نہیں ہوتی ہے اور ریگیو اسپلا میں جہاں ویسا ہی طریق جاری
ہے۔ گندم بھی اکٹھی کاشت ہوتی ہے۔ یہ ٹھیک کہا جاتا ہے کہ اس طریق میں
کوئی ضرور مصلحت جماعتی اصول کی مضمر نہیں ہے۔ کیونکہ زمین ایک دو سال
سے زیادہ نہیں رہتی۔ اور تقسیم میں صرف یہ ہوتا ہے کہ مزدوری میں کچھ جنس
بجائے کُل نقد دینے کے دی جاتی ہے۔ اس کا فائدہ نہیں ہے جب مزدور کی
کمائی میں اُس کا حصّہ ہو جاتا ہے تو اس سے اُس کو تحریک ہوتی ہے۔ کہ خوب
جدوجہد اور کافی محنت کرے۔

کام جو کیا گیا

۱۷۲۔ جماعتی فارم اس کام سے بھی زیادہ وسیع ہے
جو کہ بڑے پیمانہ پر پہلے کیا جا چکا ہے۔ ریونیا کے ضلع میں
۶۰ انجمنیں تھیں اور ۵۰۰۰۰ ایکڑ یا قریباً ۲۰ فی صدی ضلع کا مزارعہ رقبہ اُن کے
قبضہ میں تھا۔ مبارک تھا وہ منافعہ کے جو دوران جنگ اور بعد از جنگ حاصل ہوا
۲۰۰۰۰ ایکڑ یا زیادہ زمین خرید لی گئی ہے۔ مفصل اعداد ۲۶

انجمنوں کے

ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اُن کے زندہ اور مُردہ سٹاک کی مالیت حال ہیں ۱۰ لاکھ پونڈ لگائی گئی تھی۔ اور اُن کی سالانہ پیداوار تین لاکھ پونڈ سے زیادہ تھی ۱۷ انجمنوں کے اپنے سٹور ہیں جن میں خرید و فروخت ہو سکتی ہے۔ وہ اپنی شراب خود بناتی ہیں۔ اور چار معمولی بنک کا کاروبار کرتی ہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ جماعتی فارم ضلع میں بڑا جاگزین ہے اور جہاں یہ موجود ہے وہاں اس میں ہر قسم کا کاروبار امداد باہمی آ جاتا ہے ایک گاؤں میں جو میں نے دیکھا وہاں مزدوروں کی برانچ کا بھی تھی جو عام ٹھیکہ جات لینے کیواسطے تھی ؎

سرمایہ (الف) اپنی امداد آپ کرنا

۱۷۳۔ اتنا کام ہونے کے پہلے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ دو بڑی مشکلات تربیت اور سرمایہ کی تھیں۔ چند آدمیوں کے لئے اور کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہو سکتا۔ جن کے پاس سوائے اُن کی دستی محنت کے اور کوئی ذریعہ موجود نہ ہو۔ کہ روپیہ مطلوبہ لیکر زمین ٹھیکہ پر لیویں اور مال منگائیں اور فارم کو چلائیں۔ انجمن بہانگی پین اس بات کا نمونہ ہے کہ یہ مسئلہ کیونکر حل کیا گیا۔ چند پٹہ جات متواتر باقی پر اس نے لیکر جس میں کوئی روپیہ کا سوال نہ تھا۔ انجمن کو آخر کار بوجہ تنازعہ صاحب زمین کے ساتھ ۲۲۵ ایکڑ کا پٹہ نقدی پر لینا پڑا۔ اس کے حصے دو پونڈ کے پورے ادا کر دئے گئے۔ نقد یا مزدوری سے اور اُن لوگوں سے جو تھوڑی سی امانت کا روپیہ جمع کر سکتے تھے۔ اُس وقت بھی ایک ممبر کو جسکا بیمہ ہو چکا تھا سخت حادثہ پیش آیا۔ اور کمپنی نے جو ۲۰۰ پونڈ اس کے کنبہ کو دئے وہ انجمن کے پاس جمع کر دئے گئے۔ لگان کی کفالت کے واسطے یہ رقم بطور زر احتیاطی کافی تھی آلات اور کل اور کھاد اُدھار ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یونین واقعہ ڈبلونیا

نے اوسط درجے خوش قسمتی کے کام فصل اچھا ہوا۔ اور ۲۴۰ پونڈ کا نفع ہوا۔ اگلے سال اور ۷۰۰ ایکڑ لگان پر لئے گئے۔ اور مزید روپیہ حاصل کرنے کے واسطے حصہ آٹھ پونڈ کا کر دیا گیا اور پہلے کی طرح ۲۰۰ ممبروں نے نقد یا مزدوری کے ذریعہ ادائگی منظور کر لی۔ منافعہ بجائے تقسیم کرنے کے حصول میں شامل کیا گیا۔ اس کو دس سال کا عرصہ ہوا ہے۔ اب انجمن کے پاس امانتیں ۷۵۰۰ پونڈ کی اور مشترکہ سرمایہ قائمہ ۳۰۰۰ پونڈ سے اوپر اور ۱۰۰۰ پونڈ حصوں اور سرمایہ محفوظ میں موجود ہے۔

پہلے پہل اکثر محب وطن ہمسائے قرضہ کے کفیل بن گئے۔ اور پیپلز بنک سے بھی بڑی بڑی رقوم قرضہ مل گئیں۔ اور اکثر ممبروں نے ایثار سے کام کو چلایا۔ مثلاً کہیں ... یہ منظور کیا گیا کہ ۵۰ فی صدی مزدوری روک دی جاوے کہ یہاں تک لوکل پیپلز بنک کا قرضہ ادا نہ ہو جائے۔ بچت کا روپیہ عام طور پر امانت میں رکھا جاتا تھا۔ اور کلونیہ میں جس انجمن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ مال و اسباب گروی کر دئے گئے تاکہ خواہ تھوڑا سا کیوں نہ ہو مگر قرضہ دیا جاوے جدید ترین انجمن واقعہ متصل مینٹوریا کے ۵۰ ممبروں سے سال میں ۱۵ یوم مفت کام لیا گیا۔ ایک اور انجمن متصل ریوگو ہفتہ میں ایک دن مفت کام کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر جماعتی انجمنیں مفت کام لیتی ہیں یا فصل تک مزدوری کا کچھ حصہ رکھ لیتی ہیں۔ اگر فصل اچھا نہ ہو تو اس صورت میں تنخواہ نہیں دی جاتی یہ وہ اطلاع ہے جو مجھے میرے مخبر نے دی۔

سرکاری امداد

(ب)۔ سرمایہ کا اب بہت ہی آسان معاملہ ہے بمقابلہ اس کے جبکہ ممبروں کو اپنے آپ ہی کام شروع کرنا پڑتا تھا۔ جنگ کے بعد عمومی ادارہ قرضہ نے کئی ملین لیرہ۔ بازاری شرح سود سے ۲-۳ فیصدی کم پر قرضہ دیا ہے... چونکہ گورنمنٹ اسکی حمایت پر ہے اسواسطے ایسا کر سکتی ہے۔ ان قرضہ جات کی کفالت انجمن کے مویشی اور سامان اور پیداوار سے

جس پر قانوناً انجمن کا حق ہے۔ ہر ایک چیز کی قیمت لگائی جاتی ہے حتیٰ کہ زمین کی عام پیداوار کی بھی اور قرضہ جات ½ یا کبھی کبھی کل کے نصف تک دئیے جاتے ہیں۔ صرف دینا نہیں ہی گذشتہ سال خاصہ حصّہ ۰۰۰۰۰۵ پونڈ کا قرضہ پر دیا گیا دیگر بنک بھی بجز مگر کمرشل بنک کے اسی پر عمل پیرا ہیں۔ باوصف اس کے ملک بھر میں روپیہ کا تقاضا بہم رسانی سے بہت زیادہ ہے حال ہی میں نیشنل بنک نے قرضہ دینا یکایک بند کر دیا۔ تو کسی جگہ کام رُک گیا۔ یہ کوئی خدشہ نہیں ہے بلکہ پُرانے اور بہتر طریقوں کی طرف لوٹنا نہایت ضروری ہے۔

تربیت اور اُس کا انحصار پر (الف) ضرورت کفائیتی

۱۷۴۔ سرمایہ سے بڑھ کر تربیت کا سوال زیادہ مشکل ہے۔ جماعتی فارم سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے بلکہ ایک کارخانہ ہے۔ جس میں کام بجائے چار دیواری کے اندر کرنے کے باہر نکل کر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں اہم فرق یہ ہے کہ زراعتی کاموں کی نگرانی سب سے مشکل ہے اور جب جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ ممبروں کی تعداد صدہا ہو جاتی ہے اور جیسا کہ بعض اوقات ہوتا ہے فارم کا رقبہ ایک دو ہزار ایکڑ تک پہنچ جاتا ہے تو نگرانی اور تربیت کا سوال بمقابلہ کارخانہ کے مشکل تر ہو جاتا ہے۔ انجمنوں کا تین باتوں پر اعتماد ہوتا ہے۔ ضرورت روزگار۔ رشتہ تجارت یونین کے ساتھ اور اُن کا اپنا اختیار۔ یہ یاد رہے کہ امیلا کے علاقہ بھر میں جسکا ضلع ریوینا کا حصّہ ہے یہ انجمنیں اصل میں بے روزگاری کی مصیبت کی وجہ سے پیدا ہو گئیں۔ مصیبت بالکل دور تو نہیں ہوئی۔ لیکن اُسمیں کمی ہو گئی ہے۔ چنانچہ اقتصادی ضرورت جو تحریک امداد باہمی کا اصل اصول۔ ہے ابھی باقی ہے۔ اور ممبروں کو اچھی طرح علم ہے کہ جس بات سے انجمن کو خطرہ ہے اُس میں اُن کو بھی خطرہ ہے

اس واسطے وہ پہلے ہی سے حکم ماننے پر تیار ہوتے ہیں۔

تجارتی یونین

(ب)۔ پہلے سے حکم ماننے کے جذبہ کو ٹریڈ یونین کے ساتھ رشتہ استوار کرنے کے برابر خیال کیا جاتا ہے ہر ممبر لازمی ہے کہ ٹریڈ یونین رسٹ ہو۔ اور اکثر حالات میں وہ انجمن میں داخلہ سے پہلے ٹریڈ یونی اسٹ ہوتا ہے اور اگر یہ درست ہے تو اسکو پہلے ہی سے تربیت کا کچھ پتہ ہونا چاہیئے۔ مزید براں انجمن اور لوکل ٹریڈ یونین کے درمیان بہت ہی گہرا ربط ضبط رکھا جاتا ہے۔ اور ہر ایک دوسرے کی کمیٹی میں شامل ہوتا ہے۔ اور اس واسطے بڑے بڑے معاملات پر بحث مباحثہ مل جل کر کیا جاتا ہے۔ ایک انجمن کے بارہ میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ وہاں بغیر منظوری ٹریڈ یونین کوئی کام نہیں ہوتا ہے۔ آخر الذکر نہ صرف مزدوری کی شرح اور وقت ہی مقرر کرتی ہے بلکہ انجمن اور ممبروں کے تنازعات کا بھی فیصلہ کرتی ہے چونکہ ہڑتال کا سب کو علم ہے۔ ایک انجمن کا جس کا میں نے معائنہ کیا۔ چارہ دانہ کھینے والوں مزدوروں کے ساتھ جھگڑا ہوا۔ ٹریڈ یونین کی امداد بہت ہی قیمتی ہوسکتی ہے اور عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ بغیر اس امداد کے اور بغیر تربیت کی عادت کے جو یونین کی وجہ سے ممبروں میں پیدا ہو گئی ہے۔ جماعتی فارم اس حد تک ترقی نہ کرتا اگر ہندوستان میں یہ کام کبھی شروع کیا جاوے تو اس کی جگہ ویسا ہی مضبوط رشتہ ہونا لازمی ہے۔ جہاں امداد باہمی کا جذبہ موجزن ہو۔ وہاں اس سے بہتر اور کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ ابتدائی حالتیں شاذ ہوتا ہے۔

انتظام

(ج)۔ تیسری بات انجمن کا اپنا اختیار ہے۔ عملی طور پر اسکا منیجر اس کے منیجر اور اس کے معاونین ہیں منیجر سب کاروبار کراتا ہے۔ گویا کہ وہ کارخانہ کا انچارج ہے۔ صدر سے بہت بڑھکر جو کہ ہمیشہ مزدور ہوتا ہے اور اپنے ہمسایہ سے کچھ زیادہ پڑھا ہوا نہیں ہوتا۔ انجمن کا حاکم اعلیٰ دراصل منیجر ہوتا ہے

وہ بھی ہوسکتا ہے کہ مزدور ہو لیکن اُس حالت میں وہ ایسا آدمی ہوگا جس نے اپنے چال چلن کی بدولت ... ترقی کی ہو۔ بہت سی مشکلات کو حل کرنے کے واسطے جو حائل ہو جاتی ہیں سیرت کی قابلیت ہے ... ... زیادہ ضرورت ہے ایک انجمن میں مینیجر کے پرزور کنایات سے یہ واضح ہوتا تھا کہ اُس کو بہت ہی کام کرنا پڑتا ہے جو اُس کی طاقت سے باہر تھا۔ اول اُسنے کہا کہ ممبران کو کوئی خیال نہیں کہ وہ کس طرح مل کر کام کریں۔ بے شمار عذرات ... تھے اور متواتر سرزنشیں تھیں ... سرزنش کا کچھ فائدہ نہ تھا۔ آخر ایک کو سزا دی گئی اور چند آدمی جنھوں نے کام کرنے سے انکار کردیا اُن کو ایک سال کے واسطے معطل کردیا گیا۔ اس کے بعد ممبر کچھ زیادہ سمجھنے لگے اور مسلسل تربیت کے زیر اثر ممبران میں امداد باہمی کا جذبہ پیش از پیش قوت پذیر ہوگیا۔

اب انجمن میں ۲۳۲ ممبر ہیں اور ۶ فارم جن کا کل رقبہ ۱۶۰۰۰ ایکڑ سے زیادہ ہے سب سے زیادہ ذی اثر علاج اخراج ہے۔ کیونکہ انجمن کے بغیر کوئی کام نہیں ملسکتا جو آدمی گھر میں نہ رہے اُس کی زندگی کا سہارا انجمن ... ہے۔ اور شائد یہی وجہ ہے کہ انجمنیں اخراج نہیں کرتیں۔ اور یہ شاذ ہی ہوتا ہے۔ نظم و نسق کی خلاف ورزی سے ہی اخراج نہیں ہوتا بلکہ فوجداری جرائم اور اخلاقی بے اعتدالیاں بھی اسیطرح موجب سزا ہی ہوتی ہیں۔ نرم سزا یہ ہے کہ مزدوری کاٹ دی جاوے۔ ایک دفعہ ۱۰۔۱۲ ممبروں کے دستہ نے ایک کھال کو مطلوبہ گہرائی تک کھودنے سے انکار کردیا سرزنش کرنے سے مقابلہ پر آمادہ ہوگئے۔ آخرکار کام کیا گیا۔ مگر صرف نصف مزدوری دی گئی یہ کچھ تعجب کی بات نہ ہوتی اگر بہت سی انجمنیں تربیت کے نہ ہونے کی وجہ سے ناکام ہو جاتیں۔ لیکن سوائے جنوب کے جہاں کہ کوئی تربیت نہیں ہے ناکامی اب معدوم ہو چکی ہے۔ اس کی ایک وجہ رشتہ جماعت کی طاقت ہے جو جیسا کہ ایک سپرنٹنڈنٹ نے کہا۔ لوگوں کو جنگ کے واسطے طیار کرتی ہے۔ مزید براں انجمن کا کام بگڑنے سے پہلے

جماعت اپنے کل وسائل اس کو بچانے پر لگا دیتی ہے۔

الفونسائین (الف) خالص اشتمالیت واجتماعیت اور اس کی ناکامی

۱۷۵ – ریلونیا سے ۱۰ ۱۲ میل کے فاصلہ پر نہری آبادی کی طرح بہت آبپاشی اور ہموار ملک میں چھوٹا سا قصبہ الفونسائین واقعہ ہے۔ اس کے ۱۳۰۰۰ باشندے امداد باہمی کا مختلف النوع کام کرنے کے باعث مشہور ہیں۔ ترکھان اور معمار اور بار برداری کا کام کرنے والوں نے انجمنیں بنائی ہیں۔ جن کا ذکر آئندہ باب میں کیا جاوے گا۔ ۲۰۰ کسانوں نے بھی انفرادی اصولوں پر فارم امداد باہمی جاری کیا ہے۔ آخرکار ۷۸۵ سفرمینا مزدوران کی انجمن ہے۔ جن کی کاشت اور ملکیت میں ۸۰۰ سے زائد ایکڑ زمین ہے۔ اور وہ معمولی ٹھیکہ جات مزدوری بھی لے لیتی ہے۔ اور انکا سٹور بھی جاری ہے۔ جس کی کفالت ۱۲۰۰۰ پونڈ کی ہے۔ لہذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ مزدور انجمن شروع ہوئی اور چوتھے سال دسمبر ۱۹۰۹ء ۳۷۵ ایکڑ زمین برائے کاشت وہاں پٹہ پر لی تھی۔ جس کا فائدہ یہ ہے کہ اس پر محنت بمقابلہ سرمایہ کے زیادہ خرچ ہوتی ہے۔ پہلے جماعتی کام شروع کیا گیا تھا اور زمین تقسیم نہیں کی گئی تھی۔ چونکہ سرمایہ کی قلت تھی ممبران نے اپنی نصف مزدوری فصل کے بعد تک چھوڑنی منظور کر لی۔ مگر جب فصل آ گیا تو نقشہ لقایا میں خسارہ پایا گیا اور مزدوری ادا نہ ہو سکی۔ میں نے پوچھا پھر کیا ہوا۔ جواب ملا کہ اجلاس عام ہوا۔ اور کمیٹی اور لوگوں سے اختلاف ہو گیا۔ آخرکار ممبروں کو سمجھ آ گئی سرمایہ داری کے کام کی مشکلات میں یہ انکا پہلا سبق تھا۔ آئندہ چار سال میں حالت کچھ روبہ اصلاح ہوئی۔ ہر فصل پر صرف مزدوری دی جا سکتی تھی اور کچھ نہ بچتا تھا مشکل کی جڑ جماعتی سسٹم تھا جسکا آپس میں

سمجھوتہ ناممکن تھا۔ یہ آخرکار ترک کر دیا گیا۔ اور ترمیم شدہ جماعتی طریق جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے جاری کیا گیا۔ جنگ کے شروع ہونے سے انجمن خوشحال ہو گئی۔ حصے اتنے کہ گذشتہ سال منافعہ ایک ہزار پونڈ تھا۔ اس کے اب دو فارم بالکل اپنے ہیں (۸۳۲ ایکڑ) جس کیلئے اس نے ۲۲۰۰ پونڈ دیئے۔ اس کی خالص پیداوار کی مالیت ۱۱۲۵۰ پونڈ ہے اور جتنی آمدنی شامل کر کے کل مزدوری ۷۵۰۰ پونڈ سالانہ ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ دس سال سے اوپر عرصہ کا کام ہوا ہے۔ اگرچہ ضلع کی بہت سی انجمنوں سے یہ بڑی ہے۔ مگر جو چار میں نے دیکھیں یہ ان میں سب سے چھوٹی تھی۔

تقسیم زمین

(ب)۔ ۷۸۵ ممبروں میں صرف ۲۵۰ کو زمین دی گئی ہے کیونکہ جسقدر زمین اس کی اور اس کے کنبہ کی بسر اوقات کے واسطے کافی ہو اس سے کم دینی بے فائدہ ہے۔ یہ ۲½ سے ۴½ ایکڑ تک مطابق حالات کے ہوتی ہے۔ اور ۵۰۴ ممبروں کو ملحقہ مالکان سے خاص انتظام کر کے زمین دی گئی ہے۔ اور اس انتظام پر اب یہی شرط ہے کہ اُن کو انجمن کا کام کرنے کی اجازت ہے قریباً ایک سو ممبروں کے پاس بالکل کوئی زمین نہیں ہے۔ اور اگلی تقسیم تک انکو انتظار کرنا پڑے گا جو سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے۔ خاص حالات میں دو سال تک قطعہ زمین ایک ممبر کے پاس رہنے دیا جاتا ہے۔ منفرد تقسیم لوکل ٹریڈ یونین کمیٹی کرتی ہے۔ کچھ قرعہ اندازی سے اور کچھ دوسری طرح۔ یہ متذکرہ ٹریڈ یونین کے ساتھ گہرے تعلق کی ایک نمایاں مثال ہے۔ ممبر مجھے بتلایا گیا۔ مکرر تقسیم میں چون وچرا نہیں کرتے مگر وہ اس کو پسند نہیں کرتے۔ زمین اور زر جماعتی شخص کے دو دشمن ہیں اور جب تک دونوں دور نہ ہوں۔ جماعت حکمران نہیں ہو سکتی۔ کبھی کبھی ۲۰۔۳۰ کمپنیوں کے آدمی اپنی زمین اکٹھی کاشت کرنی منظور کر لیتے ہیں۔ لیکن انجمن اگرچہ جماعتی شخص کی ہے۔ مگر اس کو ناپسند کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے کام خراب ہو جاتا ہے

خاص کر جنگ کے بعد کے دنوں سے نوجوان کاہل ہو رہے ہیں۔ جہاں جیسا کہ زراعت کی مانند نگرانی مشکل ہے وہاں خانگی قبضہ یا پیداوار میں حصہ کا تصور کام کرنیکے واسطے اچھے خاصے محرکات ہیں۔ مساوات کا بھی یہی تقاضا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ صدر نے کہا ایک آدمی اُس زمین میں ایک طرح کا کام کر کے دوسرے آدمی کے مقابلے میں دُگنی پیداوار لے سکتا ہے۔

کاشتکار کسان

(ج) انجمن کی ... خریدکردہ زمین ... چھوٹے چھوٹے قطعات میں منقسم ہوگئی ہے جتنی کسان کاشتکار کاشت کرتا ہے۔ اس بات میں جماعتی اور انفرادی شخص کا مقابلہ بہت خطرناک ہے مزدور اور کسان کا اجتماعی انجمنوں میں رہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بھیڑیے اور بھیڑ کا ایک ... کھیت میں رہنا ... ایک کسان جو فارم پر کام کرنے کی وجہ سے مشکلات میں تھا مجبور و مقہور ہو کر مزدور بن گیا ہے باقی اس حقیقت کے مقابلہ میں ابھی ڈٹے ہوئے ہیں جسے زندگی اور تصورات ذات یا قوم کی یکسر تبدیلی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ محض مٹھی بھر ہیں اور یہ کچھ وقت کی بات ہے۔ جب اُن کو بے دخل کیا جاوے گا تو جماعتی انجمن زمین خرید نہیں کرے گی۔ جو پہلے ہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہے۔ اور اگر یہ ایسا کرے تو کسان کاشتکار کے واسطے علیحدہ انجمن بنائی جاوے گی اور جہاں کسان کاشتکار بہت کمزور اور اکیلا ہے اور مقابلہ نہیں کر سکتا تو اُس کو مدغم اور جذب ہو جانا پڑتا ہے۔ یا اُس کو نقل مکانی کرنی پڑتی ہے۔ کینھوک اس کا جواب جہاں تک ممکن ہو یہ دیتا ہے کہ وہ جائداد کو ٹکڑوں میں منقسم کر دیتا ہے۔ تا کہ باقی زمین محفوظ رہے

انتظام اور نگرانی

(د) ر الفونسا ئین میں گندم اور مکی کی بڑی فصل ہوتی ہے۔ ان کی کاشت جدید ... صنعتی اصولوں پر

ہوتی ہے ۴۵۰۰ پونڈ کی قیمتی مشینیں موجود ہیں۔ اور ان میں موٹر ٹریکٹر اور پانچ گاہنے والی کلیں بھی ہیں۔ صرف ایک بڑے مکان میں ہوتی ہے جس میں ہر قسم کا سامان ہوتا ہے۔ ہر ملکیت کے دو مینیجر ہیں۔ ایک تو زراعتی کاروبار کرتا ہے اور دوسرا انتظامی کام۔ ایک اور شخص کے تحویل میں ۱۸۰ مویشی ہیں جو انجمن کی ملکیت ہیں۔ صدر مقام میں ایک جنرل مینیجر ہے جو ہر شعبہ کا کام کرتا ہے نو اشخاص کی کمیٹی ہے جو سب مزدور ہیں۔ ہفتہ میں دو دفعہ اجلاس ہوتا ہے۔

اجلاس عام سال میں کئی دفعہ ہوتے ہیں۔ اور یہ ان انجمنوں کی خصوصیت ہوتی ہے۔ کہ اُن میں ممبر خوب حاضر ہوتے ہیں۔ ممبروں کا ۵۰۰ کا مجمع کو خاص بات نہیں ہے۔ اس کا مقابلہ قصباتی بنک یا دیہاتی سٹور سے کرو۔

ممبری

(۷)۔ بڑے گاموں کی انجمنوں کی ممبری محدود ہوتی ہے مگر ذمہ داری محدود نہیں ہوتی ریلوے کی جماعتی انجمنوں کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے۔ کوئی آدمی اس کا ممبر ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ مزدور ہو اور ٹریڈ یونین سے تعلق رکھتا ہو۔ چونکہ مکانات نہیں ملتے اس واسطے بہت سے ممبر باہر سے نہیں آسکتے۔ ملحقہ علاقہ کے تمام ۔ ۔ ۔ مزدور شامل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہو چکے ہیں۔ کیونکہ اسی طریق سے اُن کو کام باقاعدہ مل سکتا ہے۔ نصف کراؤن دے کر آدمی ممبر ہو سکتا ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ممبر اس رعایت کو اپنا اجارہ خیال کرنے میں کتنی تھوڑی کوشش کرتے ہیں۔ زمین کی مکرر باقاعدہ تقسیم اس کی اور شہادت ہے جدید ممبر کا زمین پر ایسا ہی حق ہے جیسا کہ پرانے ممبر کا۔ اجتماعی نظام انسانی فطرت پر بڑا زور ڈالتا ہے۔ لیکن اس کی فیاضی سے کسی کو انکار نہیں ہے چونکہ ان تمام انجمنوں میں منافع قریباً تقسیم نہیں ہوتا ہے بس یہ کیا جاتا ہے کہ بقدر سال بھر کے کام کے

حصوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ سرمایہ کو بڑھانے کا یہ اچھا طریق ہے۔ انتظام اچھا قائم ہے۔ اور شروع سے آجتک صرف ۱۰ ممبر خارج ہوئے ہیں۔ بعض تو نافرمانی کی وجہ سے اور بعض اخلاقی بے اعتدالی کی بنا پر۔ بہر نوع انجمن کا کام بہت ہی اچھا ہے دیگر انجمنیں جو دیکھیں ایسی نہیں تھیں۔

جماعتی فارم کے نتائج

(الف) اچھا کام

۱۵۹۔ تحریک امداد باہمی کا نصب العین اور خصوصیت یہ ہے کہ کام اچھا ہو۔ کاشت اچھی ہو۔ اور بود و باش اچھی ہو۔ جماعتی فارم میں یہ تینوں باتیں پوری ہوتی ہیں۔ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ تربیت کا چلن پر کیا اثر ہوتا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ آدمیوں کی بڑی جماعتیں اچھے ..... مقاصد کے حصول کے واسطے مل کر کام کر اسی وقت کر سکتی ہیں، جب اپنے ان مقاصد کی نفع بخشی عیاں ہو جائے فارم امداد باہمی کا مزدور پر پختہ اثر ہوا ہے۔ اور جہاں کبھی ناچاقی اور جوش تھا۔ وہاں اب صلح اور قناعت ہے۔ مزدور نے فی الحقیقت سرمایہ دار کی بعض مشکلات کو اخذ کر لیا ہے۔

بہتر کاشت

(ب)۔ بہتر کاشت کے بارہ میں تمام مبصر متفق ہیں کہ اصلاح ہو چکی ہے اور کیتھولک اور سوشلسٹ دونوں مانتے ہیں کہ کھیتی جماعتی فارم میں بمقابلہ انفرادی فارم زیادہ نمایاں ہے۔ بادی النظر میں جماعتی فارم صرف نظام کارخانہ ہے جس سے زمین پر کام کیا جاتا ہے ہر کام کو بڑے پیمانہ پر کرنے کیلئے جہاں تک علم ہو آلات اور سائنس سے پورا فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ لیکن اگرچہ طرز کار صنعتی ہے لیکن مقاصد اس کے برعکس ہیں۔ کارخانہ کا بڑا مقصد بھاری منافعہ ہے اور فارم کی غرض بھاری پیداوار ہے

خواہ نقد ہو یا جنس ۔ کارخانہ کو انتہائی پیداوار کی کچھ پرواہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ جب تک اسمیں انتہائی منافعہ نہ ہو۔ فارم بشرطیکہ ضروری نقصان نہ ہو انتہائی منافعہ کی پرواہ نہیں کرتا ہے اگر اس کا مطلب پیداوار کو کم کرنا ہو۔۔۔۔ بے کاری کی مصیبت کی وجہ سے اس کی غرض اپنے ممبروں کو جس قدر کام مل سکے دینا ہے۔ چنانچہ یہ فائدہ نہیں چاہتا۔ بلکہ گذارہ۔ نہ انتہائی پیداوار فی آدمی جو کارخانہ کے اصول کا معیار بیان کیا گیا ہے بلکہ انتہائی پیداوار فی ایکڑ۔۔۔۔۔۔

چھوٹے کسان مالک کا مقصد نفع نہیں بلکہ گذارہ ہے اس طرح باوصف اس کے کہ طریقے بالکل متضاد ہیں۔ کسان مالک اور جماعتی فارم کا مقصد واحد ہے فرق صرف یہ ہے۔ کہ کسان مالک کا کنبہ گذارہ کے واسطے تھوڑا ہوتا ہے اور جماعتی فارم کا کنبہ بڑا۔ بڑی پیداوار کی خواہش سے آخر الذکر اپنی اراضیات میں مجبوراً بہت کوشش کرتا ہے۔ ایک اچھی مثال اس کی ایک محال ہے جو یونین واقعہ ریونیالتے ۱۰ پونڈ فی ایکڑ کے حساب سے خریدی اور اب ۔۔۔۔ ترقی حیثیت ہونیکے اس کی مالیت ۶۰ پونڈ کی ہے۔ بہت سے ایکڑ امداد باہمی فارم نے بنے آباد کئے ہیں۔ مگر جہاں مزارعہ زمین لی جاتی ہے۔ اغلباً وہاں پیداوار زیادہ ہوتی ہے کیونکہ جدید کلیں کام کرتی ہیں اور ماہر رہنما ملجاتے ہیں۔ بہرحال ریونیا میں جہاں لوکل یونین کے ہاں دو زراعت کے گریجوایٹ ہیں جو اس کے الحاق شدہ انجمنوں کو مشورہ دیتے ہیں پیداوار زیادہ ہے

بہتر معیشت

(ج)۔ اگر بہتر بودوباش دیکھنی ہو تو مواضعات پیاپنگی ہین اور "میزانہو" دیکھنے چاہیئے۔ دونوں جگہ تماشہ گاہ تعمیر ہوا ہے اور بالکل غیر تقسیم شدہ منافعہ سے ۔۔۔۔۔ ایک جب میں نے اسے دیکھا تو بالکل مکمل ہو چکا تھا اور ۶۰۰ پونڈ اسکی لاگت تھی

ایک مقامی نقاش دیواروں اور دیوان خانوں کو نقش و نگار سے مزین کرنے پہ لگایا گیا تھا۔ جس میں یہ وہ ۰۰۰ اپنی فطرتی حالت میں نظر آتا ہے گویا پُرانی طرز کے باجے کو کوئی نئے انداز پہ بجا رہا تھا۔ اور یہ ہر دو مواضع رہتک اور حصار کے بڑے دیہات سے بڑے نہیں ہیں۔ ایک کی آبادی ۶۰۰ کی اور دوسری ۴۰۰ نفوس کی ہے جنگ کے دوران میں اور بعد از جنگ بڑے منافعہ حاصل کئے گئے ۱۹۱۹ء میں "پیاگی پین" ۱۵۸۸ ایکڑ میں سے قریباً ۴۰۰ پونڈ منافعہ کمایا گیا فارموں کو ایسا ہی نفع ہوا ہے۔ جیسا کہ کسی اور شخص کو جن کو موقعہ ملا۔ لیکن انہوں نے اکثر ولیے مقابلے میں منافع کو اچھی جگہ خرچ کیا ہے۔ ایک جگہ فائدہ عامہ کے فنڈ میں ۳۰۰ پونڈ جمع کئے گئے ہیں۔ ایک انجمن میں ممبروں کے بچوں کو سکول کی تعلیم موسم گرما میں دی جاتی ہے۔ اور دوسری انجمنوں میں قلت کے وقت دودھ سپلائی کیا جاتا ہے۔ بعض میں طبی امداد دی جاتی ہے اور بعض عمر رسیدہ ممبروں کا بیمہ کراتے ہیں۔ یہ ثمرہ منافعہ کو تقسیم کرنے کا ہے۔ "پیاگی پین" میں جہاں بہت کچھ کمائے ہوئے۔ ممبروں نے تقسیم منافعہ کا مطالبہ کیا۔ لیکن جیسا کہ میرے مینیجر نے کہا عمدہ تقریریں ہوئیں اور لوگ مطمئن ہو کر چلے گئے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کب تک مطمئن رہیں گے۔ جب انجمنیں مادیت میں بڑھیں گی تو انفرادیت کا جذبہ ۰۰ پہلے سے زیادہ حرص پرست ہو جائیگا اور یہ ظاہر ہے کہ پہلے ہی کہیں کہیں ٹریڈ یونین اور تحریک امداد باہمی میں اختلاف ہے جسکی نسبت شبہ ہے کہ اس کی بنا آخر کار خانگی جائداد پر ختم ہوگی اس اثناء میں جماعتی فارم یورپ میں زراعتی تحریک امداد باہمی کی اعلیٰ علامت ہے۔

۱۴

باب چہاردہم

انجمن مزدوران

مقاصد

۱۷۷۔ اگر جماعتی فارم کا کوئی حریف اس کام میں ہے تو وہ اٹلی کی انجمن مزدوران ہے۔ سادہ ترین صورت میں اس کی غرض وغایت ٹھیکہ دار کی بیخکنی ہے اور اس کی جگہ ٹھیکہ داری پر خود قابض ہونا ہے۔ خواہ وہ ٹھیکہ داری سڑک کی تعمیر یا تعمیر شفاخانہ یا تعمیر ریلوے کے لئے ہو۔ زیادہ ترقی کی صورت میں اس سے مقصود کارخانوں اور کانوں میں کام کرنا ہے۔ برطانیہ عظمےٰ میں معدنیات میں کرنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس صنعت کا کسی اور کو نفع نہیں کمانے دیں گے۔ ہم تمام منافعہ خود اٹھائیں گے۔ اور اپنی تنخواہوں میں اتنا اضافہ کریں گے۔ کہ نفع کا امکان کم سے کم ہو جائے گا۔ عام الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ انجمن ہائے مزدوران کا مدعا یہ ہے کہ مالکوں کا خون آہستہ آہستہ نچوڑا جائے۔ یہاں تک کہ ان کے بدن میں ایک بوند خون نہ رہے۔ مگر اٹلی کا مزدور اس مقصد کو انجمن امداد باہمی کے ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور وہ مالک یا ٹھیکہ دار خود بن جاتا ہے۔ چار کانیں اور تین چار لوہے اور فولاد کے کارخانے جن کا اجرا دجنگ کے وقتوں میں ہوا حال ہی میں گورنمنٹ سے لے لئے گئے ہیں شیشہ کے کوا پریٹو کارخانے اور چھپائی کے مطابع پہلے سے زیادہ کامیابی سے کام کر رہے ہیں

اور بھی بہت سے کام شروع کئے گئے۔ ان میں بہت ہی اعلیٰ پیمانہ کی دھات کے کام کرنیوالوں کی انجمنیں بھی ہیں جو جہازوں کی مرمت اور ساخت کا کام کرنیکے واسطے قائم ہوئی تھیں۔ جنیوا اس سکیم کا مرکز ہے۔ اگر ان کاموں میں کامیابی ہوگئی تو پیش رو اٹلی ہوگا اور باقی دنیا اس کے پیچھے چلے تو بہتر ہوگا۔ اگرچہ یہ تمام تجربات بہت ہی دلچسپ اور مطالعہ کے لائق ہیں۔ ہیں نے اپنے آپ کو صنعتی مزدوروں تک محدود رکھا ہے۔ کیونکہ سردست ہندوستان کے حق میں مزدوروں کی سیدھی سادھی انجمنوں کا مطالعہ ہی مفید ہو سکتا ہے۔

فروغ

۱۷۸۔ اگرچہ تحریک کی عمر ۴۰ سال کی ہے۔ مگر صرف بیس سال سے اس کی جڑ مضبوط ہونی شروع ہوگئی ۱۹۱۲ء کے آخیر میں قریباً ۲۵۰۰ انجمنیں تھیں۔ جس میں قریباً ¾ سوشلسٹ نظام کے متعلق تھیں۔ جنگ کے بعد ترقی بہت جلدی ہو رہی ہے اور اس کا بنیادی سبب خواہش آزادی ہے جسے جنگ کا مبارک اثر کہا جا سکتا ہے اور زیادہ واضح وجہ ....

..........قومی ادارۂ قرضہ کی وساطت سے سرکاری امداد کا کھلم کھلا ملنا ہے۔ گورنمنٹ کو جلدی احساس ہو گیا کہ صنعتی جوش کو سرد کرنے والا سوائے انجمن مزدوران کے اور کوئی نسخہ نہیں ہے۔ ۷۵ فی صدی ممبر آخر الذکر میں قصباتی ہیں اور زیادہ تر صرف مزدور دہاڑی وار داخل کئے جاتے ہیں۔ لیکن جب انجمنیں زیادہ ہو جائیں گیں۔ اور ان کے فرائض زیادہ پیچیدہ ہو جائیں گے تو استعداد اور عام تعلیم کے بغیر مزدوروں کا گذارہ مشکل تر ہو جائے گا۔ اسواسطے رجحان اس امر کی طرف ہے کہ ممبری کی شرائط وسیع کر دئے جاویں اور دستی محنت کا اتحاد دماغی محنت سے کر دیا جاوے۔ تاکہ ہاتھ دماغ سے امداد لے

مشکلات (الف) سرمایہ | ۱۷۹۔ مشکلات خاص کر روپیہ..........

اور نظام کی ہیں۔ ان تینوں امور پر اور کچھ زیادہ تحریر کرنا نہیں ہے۔ سوائے
اس کے جو کچھ کہ جماعتی فارموں کے پہلے باب میں لکھا جا چکا ہے۔ جو وسیع
خاکہ میں انجمن مزدوران کے مشابہ ہیں۔ قومی ادارہ   کی ترقی کے لئے ایسا
ہی ضروری عنصر ہے۔ جیسا کہ دوسری کے واسطے ۱۹۱۹ء کے آخیر تک چھ سال کے
عرصہ میں اس نے ۶۶۳ ملین پیرامالیلتی کاموں میں مالی مدد بہم پہنچائی بجز استثنیات
کے صرف ادارہ ہائے عامہ سے ٹھیکہ جات کی صورت میں مالی امداد دی جاتی ہے کیونکہ قرضہ جات
کی واحد کفالت کئے ہوئے کام پیمنٹ آرڈر ہے۔ انجمن کے ساتھ معاہدہ کی صورت میں
یہ احکام ادائیگی روپیہ ادارہ کے بجائے انجمن کے نام ہوتے ہیں ادارہ قومی اُن کو
کیش کرا کر اپنا روپیہ وصول کر لیتا ہے پیمنٹ آرڈر کے اجرا کی امید میں انجمن
واجب الادا رقم کے ۹/۱۰ حصہ تک رقم پیشگی دے دیتی ہے۔۔۔۔
مگر سب سے پہلا قرضہ ممبران کے اخلاقی چلن سے بہتر کسی اور کفایت۔۔۔۔
پر نہیں دیا جا سکتا۔۔ لیکن کوئی قرضہ اُس وقت تک نہیں دیا جاوے گا۔
جب تک کہ بنک کے عملہ انجینئرنگ کا کوئی ممبر تجویز اور اسٹیمیٹ کی پورے طور پر پڑتال نہ کرلے
جو تسلی کر لیتا ہے کہ کام اچھا ہے اور غالباً اچھی طرح سرانجام پائے گا۔ مزید براں
جہاں تک ابتدائی قرضہ برائے سپلائی مثلاً آلات اور مشینری وغیرہ وغیرہ کیلئے مطلوب
ہوتا ہے وہاں روپیہ انجمن کے حوالہ نہیں کیا جاتا۔ بلکہ بنک اُسکو اپنے پاس رکھتا ہے
جو بلوں کا روپیہ براہ راست دیتا ہے۔ اب تک کوئی نقصان نہیں ہوا اور چونکہ تمام
کام گورنمنٹ یا مقامی مجالس کا ہوتا ہے۔ پیمنٹ آرڈر کا نظام آسان اور کارآمد
ہے۔ اگر سب نہیں تو بعض سرکاری امداد کو کسی نہ کسی طرح ضروری خیال کرتے
ہیں۔ لیکن عام طور پر ہو سکتا ہے۔ کہ چھوٹی انجمن چھوٹے چھوٹے ٹھیکوں سے
کام شروع کرے جن کو روپیہ وہیں کے لوگوں کی امداد سے مل سکتا ہے

وہ انجمنیں جن کا ابھی ذکر کیا جائے گا۔ اس کی مثالیں ہیں۔ اور یہ بہ وثوق کہا جا سکتا ہے۔ کہ اگر کام شروع سے اچھا کیا جائے۔ تو انجمن ترقی کرے گی۔

انتظام

(ب)۔ روپیہ کے مقابلہ میں انتظام میں زیادہ مشکل رہی ہے خصوصاً جنوب میں۔ اکثر نالائق قسم کا مینجر رکھا گیا ہے۔ اور پھر اُس کی نگرانی اچھی طرح نہیں کی گئی۔ جیسا کہ ہر جگہ ہوتا ہے۔ جنگ نے عارضی طور پر اخلاق کو پست کر دیا ہے اور بد دیانتی زیادہ ہو گئی ہے۔ اکثر انجمنیں ٹھیکہ داران کے ہاتھ میں آ گئی ہیں۔ جو انجمنوں کے ذریعہ اپنا کام کھو کر اُن کے مینجر بن گئے ہیں اور اس سے اُنہوں نے ناجائز فائدہ شروع کر دیا اور اس کا صرف یہی علاج ہو سکتا ہے کہ شروع ہی سے مینجر کے انتخاب میں زیادہ حزم و احتیاط کا ثبوت دیا جائے۔ اور ساتھ ہی باقاعدہ نگرانی ہو۔ کینتھولک کہتے ہیں کہ ماہواری پڑتال ہو۔ لیکن صرف چند سوشلٹ انجمنوں کا آڈٹ ہوا ہے جماعتی فارم ہائے امداد باہمی کی بھی صورت ہے۔ لیکن ریویونیا میں کم از کم اجلاس عام اکثر ہوتے ہیں اور ممبروں کو ہر طرح کی بے ضابطگی کا فوراً پتہ لگ جاتا ہے مزدوروں کی انجمن کے ممبران کا کام وقت مقررہ پر ہوتا ہے اس واسطے اُن کا اکٹھا ہونا ایک دو دفعہ سال میں مشکل ہوتا ہے۔ اس واسطے اور بھی زیادہ تعجب کی بات ہے کہ اتنی انجمنیں کامیاب ہو جاتی ہیں اکثر اوقات کامیابی مینجر کی وجہ سے ہوتی ہے جو خود مزدور ہوتا ہے۔ اس سے لوگوں کی استعداد کار اور فہم و فراست کا پتہ چلتا ہے۔ کہ اس قدر انجمنوں کے مینجر اُن کے ممبروں میں سے ہیں۔

نظم و نسق

(ج)۔ نظم و نسق کے بارہ میں رشتہ ٹریڈ یونین کے ساتھ بمقابلہ فارم امداد باہمی کے زیادہ قریب ہے۔

ہر دو صورتوں میں مزدوری اور اوقاتِ کار کا فیصلہ لیبر ایکسچینج کے
ذریعہ ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو مشترکہ نظام تمام مقامی ٹریڈ یونین
کا ہے۔ اور اُن کا ہر ایک کمیٹی میں نمائندہ ہوتا ہے۔ سال میں ایک دفعہ انجمن مالکان
کے مشورہ سے ہر جماعت کے مزدوروں کی مزدوری کی فہرست تیار کی جاتی ہے
اس سسٹم میں یہ نقص ہے کہ یہ اعلیٰ درجہ کے نظم ونسق کا مطالبہ کرتا ہے تاکہ مزدور
اپنی مزدوری کے مطابق کام کریں یہ چیز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ امداد باہمی کی انجمن میں
بمقابلہ معمولی مالک کے زیادہ مشکل ہے۔ انجمن میں داخل ہوکر آدمی احتمال ہے
اپنے آپ کو بجائے نوکر کے آقا تصور کرنے لگے۔ اور جیسا کہ کسی نے کہا ہے
کہ اب اسے ڈنڈے کے زور سے کام میں نہیں رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اگرچہ
اصطلاحاً انجمن مزدوراں ایسی ہی اچھی ہے جیسا کہ اور کسی قسم کا نظام۔ مگر اس کے
کام کی مقدار غالباً کم ہے۔ تاہم قوم کی آزادی اور دہاڑی دار کی قناعت کیلئے
یہ قیمت زیادہ نہیں ہے۔ اور آخر کار کام کے حالات کی اصلاح سے اور
ہڑتالوں میں کمی ہوکر تحریک امداد باہمی سے کام کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اس اثناء
میں شاید بہتر یہ ہوگا کہ ہم شیشہ کے کارخانہ امداد باہمی میں جس کا میں
نے قریب میں معائنہ کیا۔ جو قاعدہ مروج ہے اُس پر عمل پیرا ہوں اور خواہشمند
اصحاب ممبر کو مجبور کریں کہ کچھ عرصہ آزمائشی کام کریں۔ اُسی طرح جس طرح کہ زمینداروں
نے وسطی زمانہ کے فروغ میں کام کیا۔

۱۸۰۔ انجمنہائے مزدوراں کو

زمانہ حال اور وسطی زمانہ کے گلڈ کا مقابلہ

وسطی یا موجودہ زمانہ کے فروغ کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہئے۔ دونوں میں اگر ۔۔۔

زیادہ قریب ہے۔ لیکن بڑا فرق ہے کیونکہ نئی جاری شدہ برطانی مجالس تعمیرات خانہ سوائے مزدوروں کے اور کچھ نہیں دیتی۔ آلات اور سامان اور مزدوری کا روپیہ اتبک گورنمنٹ نے ہی دیا ہے۔ اگر اُن کو کامیابی ہوگئی تو وہ بڑھتے بڑھتے انجمنہائے مزدوران بن جاویں گی۔ کیونکہ اُن کی اغراض اصولاً وہی ہیں بخلاف ازیں زمانہ وسطی کا گلڈ صرف جزوی مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس میں نہ تجارت تھی اور نہ ہی دستکاری بلکہ صرف قواعد ایسے قواعد تھے۔ جن سے ممبروں کو کام کا اجارہ حاصل ہوگیا۔ اور قوم کے سامنے کارکردگی کا ایک معیار قائم ہوگیا انجمن مزدوران کا مقصد ہی اجارہ ہے اور یہ اُسکے واسطے بڑا خطرہ ہے۔ کیونکہ جذبۂ مقابلہ کے بغیر عمدہ کام کرنے والے بہت تھوڑے ہیں +

ریونیا میں تحریک کا اجراء

۱۸۱۔ باقی باب میں ضلع ریونیا کا ذکر ہوگا۔ جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے انجمن مزدوران وہاں ایسے زور پر ہے جیساکہ فارم امداد باہمی صرف قصبہ میں ہے درجن یا اس سے زیادہ انجمنیں ہیں۔ اور ٹھیکہ دار اب بالکل نکل چکا ہے۔ ایک ٹھیکہ دار جو باقی رہ گیا تھا۔ وہ بھی سال ہوا خرید لیا گیا۔ کل ضلع بھر میں ۷۵ انجمنیں ہیں۔ اور اُن کی ذمہ واری محدود ہے۔ ممبر ۹ سے لیکر ۳۰۰ سے اوپر تک ہیں۔ لیکن بیس سے لے کر ۱۰۰ سے زیادہ نہیں ہیں۔ اور نصف سے زیادہ میں ۵۰ سے کم ممبر ہیں۔ انجمن حسب طلب بڑی ہو سکتی ہے یا چھوٹی۔ بڑی انجمنوں کا زور ہے۔ اور اس جماعت کے ۹۰ فیصدی مزدور کو اپریٹر ہیں۔ دوسری جماعتیں حسب ذیل ہیں:-

سیمنٹ کے کاریگر اور معمار	دیہات کے کاریگر
جوڑ ساز اور ترکھان	کمہار

رنگساز اور سفیدی کرنے والے	گودی کے کاریگر
پتھر اور سنگ مرمر کے معمار	ملاح
شیشہ کے کاریگر	گاڑیبان

چارے کا گٹھا باندھنے والے

ہر انجمن کا الحاق سوشلسٹ یا جمہوری یونین ریونیا سے ہوا ہے۔ اول الذکر نہ صرف نظام اور رہنمائی اور نگرانی کی ذمہ دار ہے۔ بلکہ ہر ایک دوسری انجمن مزدوران کی طرح ٹھیکہ لیتی ہے۔ مثلاً ۱۹۱۹ء میں اس نے ۶۰۰۰ پونڈ مالیت کا کام کیا اس کے کاروبار کی وسعت سسلی اور ملیریا تک ہے۔ جہاں اُس نے شہروں کی دوبارہ تعمیر میں امداد دی جن کو ایک زلزلہ سے زیادہ صدمہ پہنچا تھا۔ جس سے مسینا بالکل تباہ ہو گیا تھا۔ یونین درمیان میں آگئی تاکہ جنوبی جابر ٹھیکہ داروں کا صفایا کردے۔ کیونکہ وہاں کوئی انجمن اس کام کے واسطے نہ تھی۔ پہلے پہل مشکلات ناقابل حل تھیں۔ مقامی بحری آدمی نہ سمجھ دار تھے نہ دیانت دار ٹھیکیداروں نے بھی جنگ کا اعلان کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ریونیا کے آدمی اہل سسلی کے منہ سے روٹی چھیننے کیواسطے آئے ہیں۔ نیز یہ بھی ہے کہ انہیں زیادہ اجرت دی جائیگی بلکہ مقامی انجمنوں کی..........

.. اعانت سے ایک شمالی مینجر کے ماتحت ایک انجمن قائم کی گئی۔ خوش قسمتی سے خاصہ منافعہ ہوا اور سال کے آخر پر اچھا خیال پیدا کرنے کیواسطے نصف منافعہ تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ پہلے پہل اہل سسلی نہ سمجھ سکے کہ اس کا اصل مفہوم کیا ہے..... انجمن جیسا کہ پہلے کرتی چلی آئی ہے۔ منافعہ کو اپنے پاس ہی رکھے گی۔ بہت قیل وقال کے بعد وہ سمجھ گئے کہ اس سے ٹھیکہ داروں کو شکست ہو گی۔

انجمن مزدوران

۱۸۲ - مزدوروں کی سب سے بڑی انجمن ریونیا میں ہے قدیم ترین انجمن اٹلی میں دستی کاریگروں کی جنرل ایسوسی ایشن ہے۔ اس میں خاص بات یہ ہے کہ سب سے پہلے اس انجمن نے کاشت امداد باہمی شروع کی۔ ۴۰ سال کا عرصہ ہوا کہ ۴۰۰ سفری مزدوران سے جن کا ذکر پچھلے باب میں ہو چکا ہے۔ یہ انجمن قائم کی گئی اب اس کے ممبران ۳۷۰۰ ہیں۔ جو تمام ریونیا اور اُس کے قرب وجوار کے باشندے ہیں اگرچہ چھوٹی ہے مگر ضلع میں دستی کاریگروں کی بہت سی انجمنوں میں نمونہ کی انجمن ہے۔ اس کی غرض یہ تھی کہ ٹھیکیدار کو نکال کر خود ٹھیکہ جات حاصل کئے جائیں۔ یہ کوئی آسان بات نہ تھی۔ کیونکہ اُن ایام میں تمام ٹھیکہ جات نیلام ہوتے تھے۔ انجمن سے ہمیشہ بڑھ کر ٹھیکہ دار یا زیادہ منافعہ کی غرض سے کام کرنے والا بولی دیتا تھا اور وہ اچھے مزدوروں کو زیادہ مزدوری کے لالچ سے لیجاتا تھا۔ دیر تک جدوجہد ہوتی رہی اور یہ ایسی جدوجہد ہے کہ اس سے انجمن کے حوصلہ کا امتحان ہوتا ہے۔ کچھ وقت تک کام سڑکوں اور بندوں اور خندقوں کا ہوتا رہا۔ لیکن آخر کار عمارت کے ٹھیکے لئے گئے اور کام جو بجری لوگ نہیں کر سکتے تھے وہ ہنر کھانوں اور جوڑ لیسازوں اور معماروں کی انجمنوں کو دیا گیا۔ ۱۹۱۹ء میں ۲۲ کام زیر تعمیر تھے۔ جسمیں ایک ریلوے کا پل سٹیشن ریونیا بھی شامل تھا۔ اور سال کے اندر کل کام مالیتی ۱۵۰۰۰ پونڈ کیا گیا۔

کاشت بذریعہ امداد باہمی

(الف)۔ ۱۸۸۴ء میں اپنے ممبروں کو زیادہ کام دینے کی غرض سے انجمن امداد باہمی کاشت شروع کیگئی اور اب ۲۲۵۰ ایکڑ اراضی زیر کاشت ہے۔ اسمیں ۱۵۰۰ ایکڑ ملکیت کی زمین ہے۔ اور ایک لاکھ پونڈ ایک ہزار ایکڑ۔ کی سب سے بڑی حاصل کردہ جائداد کا ادا کیا گیا تھا۔ اول سال جماعتی طریق کی آزمائش کی گئی۔ مگر اسمیں چونکہ

ناکامی ہوئی۔ اس واسطے انفرادی کھاتہ جات دئے گئے۔ اس سے زمین کی ترقی
حیثیت کا کام شروع ہؤا اور آخر کار کسی دوسری صورت میں جماعتی طریق اختیار کیا
گیا۔ جس کا ذکر پچھلے باب میں ہو چکا ہے اور نتیجہ خیز ثابت ہؤا۔

نئی آبادی

(ب)۔ بلاشبہ انجمن نے سب سے بڑا کام جو کیا وہ
روم کے گرد و نواح میں دریائے ٹائبیر کے دہانہ پر نئی
آبادی کا کام تھا ۱۸۸۴ء میں کام شروع اور ۱۹۰۵ء میں ختم ہؤا جبکہ ایک بڑے
قطعہ زمین کا پانی نکال کر اس کو آباد کیا گیا۔ اس سے زیادہ تحمل کا کوئی کام نہیں ہو سکتا
کیونکہ اسوقت ایک بنجر تھا۔ اور اس کی دلدلیں مشہور عوام تھیں۔ بخار نمودار
ہوا اور اول و آخر ... ہم آدمی ہلاک ہو گئے۔ لیکن کام ہؤا اور خوب ہؤا۔ چنانچہ
ان ... کی کوششوں سے روما جو یورپ کا ناخوشگوار ترین دارالسلطنت
تھا۔ خوشگوار ترین ہو گیا۔

انتظام اور اخلاقی نتیجہ

(ج)۔ سوائے دو باتوں کے انتظام اور نگرانی کا
کل کام مزدوروں کے اپنے ہاتھ میں ہے۔
ایک استثنے زراعت کا گریجوایٹ ہے جو فارموں کی نگرانی کرتا ہے
اور دوسرے جنرل سیکرٹری ہے جو بانیان انجمن میں سے تھا وہ آٹے کے کارخانے کے
مالک کا لڑکا ہے۔ اور اب ممبر پارلیمنٹ ہے۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے دیکھا
کہ ریونیا میں تحریک امداد باہمی کا کام ہو سکتا ہے۔ اور جس قدر اس نے اسکی ترقی میں
کوشش کی ہے اور کسی نے نہیں کی۔ ریونیا کے قریب ہر گاؤں کا نمائندہ انجمن
کی کمیٹی میں ہے۔ جو اعزازی طور پر یعنی بلا تنخواہ کام کرتی ہے۔ تنخواہ دار عہدہ دار
جلسوں میں آتے ہیں۔ لیکن وہ رائے نہیں دے سکتے۔ اول سرمایہ ۸ شلنگ کے
حصص اور عائتی قرضہ سے حاصل کیا گیا۔ جس میں ہمدردان میں سے ہر ایک نے ایسے

چندہ دیا۔ ۱۰ - ۱۲ سال تک کوئی منافعہ تقسیم نہیں ہؤا۔ اور اس وقت رفاہ عام کا فنڈ ۲۰۰۰۰ پونڈ کا ہے۔ جس میں سے ۱۰۰ ممبر جو ایسے ضعیف ہیں کہ کوئی کام نہیں کر سکتے اُنکو ۱۰ روپے ماہوار دے جاتے ہیں۔ ایک بات توجہ کے لائق یہ ہے کہ انجمن کا اجرا ایسے وقت میں ہؤا جبکہ ریونیا میں کوئی ٹریڈ یونین نہ رہی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں ضرورت موجود ہو اور احساس پایا جاتا ہو۔ وہاں ٹریڈ یونین لابدی شئے نہیں ہے۔ کوئی ممبر خارج نہیں کیا گیا۔ مگر بیمار بہانہ ساز اور بد اخلاق کو سزا دینے کے واسطے اخراج پر عمل کیا گیا ہے۔ ایک دفعہ ایک ممبر نے جلانے کیلئے لکڑی چرائی لیکن چونکہ اُس نے واپس کر دی۔ اسواسطے خارج ہونے سے بچگیا البتہ اس کو چھ ماہ کے واسطے معطل کر دیا گیا۔ ہندوستان کے واسطے اس مشہور انجمن کی حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ اول اول اسکے ۸۰ فیصدی ممبر نوشت خواند سے عاری تھے۔ ایک ممبر نے جو ۱۸۸۷ء میں شامل ہؤا کہا کہ اب اور تب میں امتیاز کا خیال کرنا ناممکن ہے ان پڑھ مزدور ٹوپی ہاتھ میں لئے انجمن کے چھوٹے سے دفتر میں آکر کام کیواسطے دریافت کریگا۔ اور بہت حیران ہوگا جب وہ دیکھیگا کہ اُن کے ساتھ ہر بات میں بحث مباحثہ ہوتا ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ سب کچھ تعلیم کا نتیجہ ہے۔

انجمن معماران و کاریگران سیمنٹ (الف) ممبری اور کام

۱۸۳۔ خاص بات انجمن مزدوراں کی یہ ہے کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کس طرح تحریک امداد باہمی کا نفاذ ایسے مزدوروں کی جماعت میں ہو سکتا ہے جو ہندوستان بھر میں عام ہیں۔ اچھے کاریگر مزدوروں میں اسکے اجرا کیواسطے

ریونیا کی سوشلٹ سوسائٹی معماران و کاریگران سیمنٹ سے بہتر مثال ملنی مشکل ہے ضلع میں کوئی بیس کے قریب انجمنیں نظر آتی ہیں۔ یہ انجمن بیس سال ہوئے ۳۲ ممبروں سے شروع کی گئی تھی اب اس کے ۴۰۲ ممبر ہیں باوجودیکہ اس کے دو حصے ہوگئے تھے۔ جبکہ ۱۹۱۲ء میں جمہوریت پسند ایک مقابلہ کی انجمن بنانے کے لئے اس سے علیحدہ ہوگئے جو اس بازار کی عمارتوں میں سکونت پذیر ہیں۔ صرف وہ معمار جو ...... ریونیا یا اُس کے قرب وجوار میں رہتے ہیں داخل انجمن کئے جاتے ہیں۔ باہر سے کوئی کام نہیں لے سکتا چنانچہ انجمن ہی ممبر کا ذریعہ معاش ہے۔ فی الحقیقت یہ جرمنی کی انجمن چوب کاران کی طرح خالص پیداآور کی انجمن ہے۔ جس کا ذکر باب نہم میں کیا گیا ہے صرف اسکی وسعت میں فرق ہے وہ بھی ایسا جیساکہ پہاڑ اور مٹی کے تودے ہیں۔ اور یہ خالص امداد باہمی کی انجمن نہیں ہے اگرچہ انجمن کامیاب ہوگئی ہے اور کچھ روپیہ اس کے پاس ہوگیا ہے..... آدمی کچھ شلنگ دے کر ممبر ہو سکتا ہے جو ۵ پنس ماہوار کی شرح سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ اوّل جو روپیہ درکار تھا۔ وہ حصص کے ذریعہ داخل کیا گیا۔ کیونکہ بیوپاری اشیا مطلوبہ اُدھار پر دیدیتے تھے اور جب کام شروع ہوجاتا تھا تو پیمنٹ آرڈر گروی کر دیئے جاتے تھے۔ اکثر تحریک امداد باہمی میں ایسا ہوُا ہے کہ تھوڑے کام سے شروع کرکے بڑے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ اب ایک کیمیاوی کھاد کا کارخانہ بہ صرف ۷۰۰۰ پونڈ ضلع کی امداد باہمی انجمن بہمرسانی کے واسطے بنایا جارہا ہے۔ اور ایک بڑی شاندار میونسپل منڈی بہ ۶۰۰۰ پونڈ تیار ہورہی ہے ۱۹۱۹ء میں ۱۰۰۰۰ پونڈ کا کام ہوُا اور گذشتہ موسم سرما میں مزدوروں کا ہشت روزہ بل ۶۰۰ پونڈ تھا۔ انجمن کا کام ممبر ہی کرتے ہیں۔ اختیار خاص دو جنرل منیجروں کا ہے۔ ایک معمار اور کاریگر سیمنٹ لیکن کمپنی بھی بڑا کام کرتی ہے اور ہفتہ میں

غیر حاضرین کو اپنے عذرات تحریری صورت میں پیش کرنے پڑتے ہیں ۔ اور جن کو دس منٹ کی دیر ہوتی ہے ۔ اُن پر ایک جام شراب جرمانہ کیا جاتا ہے ۔ ہر ایک ممبر باری باری ایک ہفتہ کے لئے انجمن کی نگرانی کرتا ہے ۔ اس کے لئے صرف مصارف دیئے جاتے ہیں ۔

(ب) **مزدوروں کے حالات**) اس انجمن کے قیام کا مقصد اعلیٰ ٹھیکہ دار کو خارج کر دینا ہے ۔ اس لئے کہ ٹھیکہ دار نہ صرف تمام منافعہ جات اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے ۔ بلکہ محض تنومندوں کو کام پر لگاتا ہے ۔ اور کمزوروں کو انکی قسمت پر چھوڑ دیتا ہے ۔ انہیں اپنے لئے خود کام تیار کرنا پڑتا ہے ایسے یہ جرأت مزدوری کی بیکاری کے باعث ہوتی ہے ۔ جیسا کہ ہم نے دیکھ لیا ہے ۔ امداد باہمی کا نصب العین یہ ہے ۔ کہ زبردستوں کے مقابلے میں زیردستوں کو بچایا جائے ۔ اور جب امداد باہمی کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے ۔ تو اس سے تمام اشخاص کو معقول کام مل جاتا ہے ۔ یہ چیز اس لئے بھی ضروری ہے ۔ کہ اب کام اکثر مختصر ہے ۔ جب یہ ہو چکتا ہے تو ممبر اپنا کام شروع کرتے ہیں ۔ گرمی میں ہر ایک ممبر کا حق ہے ۔ کہ اسے کم از کم دو ماہ کا آغاز میں ہی کام بہم پہنچایا جائے ۔ لیکن سردیوں کے لئے اگر ضروری ہو تو اس مدت کو دو ہفتہ تک کم کر دیا جاتا ہے ان دنوں میں بھی آٹھ کے بجائے سات گھنٹے کام کیا جاتا ہے ۔ ایک ممبر نے کہا ہے کہ ایک پیسہ فی گھنٹہ مزدوری کے حساب سے ہر روز ۲۶ گھنٹے کام کرتا رہا ہے ۔ اب اُسے ہر روز ۸ ۲ ۳ لیرا یومیہ ملتے ہیں ۔ یہ اجرت پہلی اُجرت سے ۱۵ گنا زیادہ ہے ؛

انجمن کے ممبران کو اُجرت جس شرح سے ۱۹۱۵ء میں ملتی تھی سال ۱۹۲۱ء یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُجرتوں میں ۸ گنا اضافہ ہو گیا ہے ۔ چونکہ اجناس کی قیمتوں میں صرف ۴ یا ۵ گنا اضافہ ہوا ہے ۔ اس کیلئے ان دنوں متذکرہ مزدوروں کی حالت ایام جنگ سے زیادہ بہتر ہے ۔ مزدور آسودہ حال ہو گئے ہیں اس لئے تنخواہ کے

۱۴ مختلف درجات ہیں۔ اور دو مزید ان لوگوں کیلئے ہیں۔ جن کی حیثیت کارکردگی ان سے فروتر ہے۔

کمیٹی خاص منتخب شدہ اشخاص کی مدد سے سال میں ایک دفعہ ان کی درجہ بندی کرتی ہے۔ ممبروں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ہر ایک گروہ ایک فورمین کے ماتحت ہوتا ہے۔ فورمین تمام اوزاروں کا جو استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ دیگر تمام سامان الغ تنخواہوں کے رجسٹر کی صحت اور مزدوروں میں ضابطہ داری کا جذبہ پیدا کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اُجرت کا معیار کام نہیں بلکہ وقت ہے۔ اس لئے کہ اشتراکیت کے دلدادہ اس معیار کو مزدوروں کے حق میں مؤثر تصور کرتے ہیں۔ اسلئے اچھے اور بُرے کام میں تمیز کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی قاعدہ ہے کہ اتواروں میں باوقت سے زیادہ کام کرنے کی اجازت نہیں۔ لیکن اس قاعدہ کی پابندی بہت کم کی جاتی ہے۔ اس کی خلاف ورزی عام ہے۔ رخصتوں کی پوری تنخواہ نہیں دی جاتی۔ بیماری کے ایام میں اُجرتیں نہیں دی جاتیں۔ لیکن بیمار اور کمزور کارکنوں کیلئے ہلکا کام دیا جاتا ہے۔ ممبروں کا بیمہ کرایا جاتا ہے۔ اور بوڑھوں اور ناقص الاعضا اشخاص کیلئے پراویڈنٹ فنڈ بھی ہے۔ مثلاً ایک اندھے کو ماہوار ۵ الیرے مل رہے ہیں برادرانہ جذبات کے قیام و استحکام کیلئے یہ دستور ہے۔ کہ جب کوئی ممبر مرجاتا ہے تو انجمن اس کے جنازہ میں شامل ہوتی ہے۔ اس کیلئے ایک خاص عَلَم بنا ہوا ہے۔ جس پر صنعتی نشانات کندہ ہیں۔

(ج ضابطہ داری) اس ضروری چیز کا بہت خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی کاریگر کام کرنے سے انکار کرتا ہے۔ یا شراب سے مدہوش ہو جاتا ہے۔ اور بے ضابطہ حرکتیں کرتا ہے۔ یا اگر کاریگر لاٹھیوں سے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں۔ یا گاہک کو گالی دیتے ہیں۔ تو اس صورت میں مجرم کاریگر پر جرمانہ کیا جاتا ہے۔ یا اسکی اُجرت

کم کر دی جاتی ہے۔ یا اسے کچھ روز کیلئے معطل قرار دیا جاتا ہے۔ اسے خارج صرف انتہائی صورت میں کیا جاتا ہے۔ لیکن بہ حیثیت مجموعی حالت یہ ہے۔ کہ کام کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مزدور اپنے فرض کی ادائیگی پر برابر ڈٹے رہتے ہیں۔ اور انہیں یہ فکر بھی دامنگیر رہتا ہے۔ کہ انجمن کی پشت پر ٹریڈ یونین کی مطلق العنان طاقت بھی براجمان ہے۔ ہر ایک کاریگر کیلئے ٹریڈ یونین کی رکنیت اختیار کرنا لازمی ہے۔ اسلئے کہ یونین سے خارج کیا جانا انجمن سے اخراج کے مرادف ہے۔

۱۸۴۔ ٹریڈ یونین سے وابستگی

ٹھیکہ دار کو نکال دینے کے بعد انجمن مزدوران کا اہم کام متعلقہ صنعت و حرفت کا اجارہ حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ ممبران کو مقابلہ باہمی سے بچایا جائے ناتوانوں اور تنومندوں دونوں کیلئے کام بہم پہنچایا جائے۔ مادی اعتبار سے زیادہ اچھا کام کرنے والا خسارہ میں رہتا ہے۔ اس لئے اچھا کام کرنے والے صرف فیاضانہ جذبہ سے سرشار ہو کر انجمن میں شامل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر انجمنیں ایسے اشخاص کو رکن بنانے کیلئے ناجائز دباؤ ڈالنا پڑتا ہے۔ میں نے ایک انجمن میں دیکھا کہ اس نے مقاطعہ کا حربہ استعمال کیا۔ اور ٹریڈ یونین اس باب میں انجمن کی مدد کرتی ہے۔ اور جو کاریگر انجمن کے ممبر نہیں بنتے۔ ان کو کوئی کام نہیں دیا جاتا۔ گذشتہ سال چار یا پانچ صرف اس جبر اور دباؤ سے انجمنوں کا رکن بنایا گیا۔ جو انجمنیں یہ طریق اختیار کرتی ہیں۔ ان پر کم وبیش ٹریڈ یونینوں کے اصول کا اثر ہے۔ بنابریں انجمن ہائے مزدوراں میں بڑا نقص یہ ہے۔ کہ یونین ہائے ٹریڈ سے بالکل مماثل ہیں۔ اور انہیں کام کی خوبی کا نہیں۔ بلکہ ٹھیکہ حاصل کرنے کا زیادہ خیال ہوتا ہے۔ ان کی نظر کام کی بجائے اجرتوں پر ہوتی ہے۔ اس روشنی میں اگر دیکھا جائے۔ تو اس انجمن اور یونین میں مخالفت کے ابھر جانے کا اندیشہ تعجب انگیز نہیں معلوم ہوتا۔

۱۸۵ ہندوستان پر اس کا اطلاق

{ٹریڈیونین سے انجمن کی پیوستگی کے نتائج پر زور اس لئے دیا گیا

ہے۔کہ اٹلی میں انجمن پیداوار کی کمزوری اور مضبوطی اسی پر موقوف ہے۔اس وقت یہ امر مشکوک معلوم ہوتا ہے۔کہ آیا اس قسم کی انجمن مزدوران ہند کی کسی جماعت کیلئے مفید ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیئے۔کہ ہندوستان میں بھی ٹھیکیدار اسی طرح منافعہ جوئی کا طالب ہے۔جیسا کہ اطالیہ کا ٹھیکیدار منافعہ جات کو اپنی جیب میں ڈالنے کا خوگر ہے۔علاوہ ازیں ان دنوں ہندوستان میں صنعتی نشوونما کا بہت تذکرہ کیا جارہا ہے۔اسلئے ضروری ہے کہ یورپ کے صنعتی نظام کی خامیوں کو ضرور پیش نظر رکھا جائے۔اور ہندوستان میں اُن سے اجتناب کیا جائے۔اگر تمام امور کو یونہی قدرتی رفتار سے بڑھنے اور اُبھرنے کا موقع دیا گیا تو وہ تمام مضر نتائج ضرور رونما ہونگے۔جن کا وقوع گرم ہوا اور تعلیم کے پست معیار کے باعث یقینی ہے۔اس لئے امداد باہمی کو ایسی تحریک کی طرف کامل مخلصانہ توجہ کرنی چاہیئے۔جو مزدور کی خوشحالی و فارغ البالی کو ملک کی تمام دولت وثروت کے مقابلے میں زیادہ اہم اور قابل ترجیح تصور کرتی ہے؛

نتیجہ جذبۂ امداد باہمی

۱۸۶ میں پارۂ آخری میں ایک نکتہ کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ امداد باہمی جکی نسبت اتنا کچھ بیان کیا گیا ہے۔ ایک نظام سے بڑھکر حیثیت رکھتی ہے امداد باہمی ایک روح عمل ہے۔ یہ دل و دماغ کی ایک کیفیت ہے۔ جتنی ضرورت اسکی ان دنوں ہے اتنی کبھی بھی نہیں تھی۔ حال ہی میں ایک فاضل نے تحریر کیا ہے۔ کہ اسرار قدرت کا انکشاف اتنا مشکل نہیں ہے۔ جتنا کہ انسانی اتحاد عمل کی مشکلات کو دور کرنا کٹھن ہے جیسا کہ وقت ضرورت لوگ مذہب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ایسے ہی آج اقتصادی درماندگی کے وقت لوگ امداد باہمی کی جانب متوجہ ہیں۔ اسلئے کہ امداد باہمی ایک مذہب ہے جس سے کاروبار میں فائدہ حاصل کرنا مقصود ہے۔ اور کاروبار سے مطلوب یا مندارانہ اور اخلاق پرور مشاغل ہیں۔ اس کا مدعا سرمایہ دارانہ امور کی سرانجام دہی نہیں کیونکہ اس وقت نفع جوئی یا سرمایہ داری کا نظام پھیلا ہوا ہے۔ اس نظام کا سب سے بڑا بنیادی اصول نفع۔ زیادہ نفع اور بہت زیادہ نفع ہے۔ سرمایہ داری کا نظام اشیا کی پیداوار کے حق میں اتنا مؤثر ہے کہ کوئی اور نظام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن پیداوار کی تقسیم کے لحاظ سے کوئی نظام اس سے زائد ناقص اور مضرت رساں نہیں ہے یہ نظام اپنی فطرت کے اعتبار سے کچھ ایسا واقع ہوا ہے۔ کہ یہ ناتوانوں کو توانا ؤں سے اور اکثروں کو چند ایک سے بچا نہیں سکتا۔ اس کا اثر ہے۔ کہ مزدور اور سرمایہ داری کی جنگ برپا ہے۔ بہ خلاف ازیں امداد باہمی کا مقصد عظمیٰ یہی ہے۔ کہ کمزور کو مضبوط کیا جائے۔ کثیر التعداد عوام کو گنتی کے چند سرمایہ داروں سے محفوظ رکھا جائے۔ اور ہر ایک کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کیا جائے۔ منزل کٹھن ہے۔ لیکن منزل پر پہنچ جانے

والے کیلئے انعام بھی بہت زیادہ ہے۔ انعام کے حصول کیلئے ایک شئے ناگزیر ہے انجمنیں بے شمار قائم کی جاسکتی ہیں۔ بہت بڑی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں۔ لیکن دلوں میں جذبۂ امداد باہمی پیدا نہ ہوسکا۔ تو تمام کامیابی ایک سراب یا نقش بر آب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔

اس رپورٹ میں ہم نے اس حقیقت کا بار بار مطالعہ کیا ہے۔ کہ وفاداری کی کمی۔ برادرانہ جذبے کے فقدان اور اس اصول کی فراموشی کے باعث جو امداد باہمی کی جان ہے یعنی ع

"میں سب کے کام آؤں سب میرے کام آئیں"

کئی ایک کوششیں ناکامیاب ہوگئیں۔ یا کامیابیاں حاصل ہو کر بھی کوئی نتیجہ نہ پیدا کرسکیں ان کے اثرات کافور ہوگئے۔ اور تدابیر فنا کی آغوش میں سوگئیں۔

سوال یہ ہے کہ جذبۂ امداد باہمی کی نشو و نما کس طرح ہوسکتی ہے۔ ہوا جس کے زور سے جہاز سمندروں کا سینہ چیرتے ہیں۔ اس کو بھی انسانی ضرورتوں کے لئے مفید بنایا جاسکتا ہے۔ جرمن اور اٹلی دونوں ممالک میں امداد باہمی کی تعلیم و تربیت پر بے حد زور دیا جاتا ہے۔ جرمنی میں جب تک کوئی شخص امداد باہمی کے اصول اور طریق کار کا ماہر نہ ہوجائے۔ اسے کسی انجمن میں کام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اور دونوں ممالک میں کوشش کی جاتی ہے۔ کہ انجمنوں کے رہنما ممبر اور عہدہ داران نہ صرف اپنے فرائض سے آگاہ ہوجائیں۔ بلکہ تحریک کے مقاصد و مطالبہ سے بھی پورے طور پر باخبر ہوجائیں۔ ہندوستان میں انجمنوں کی تعداد ۷۰ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اور ناخواندہ کواپریٹروں کی بے شمار کثرت ہے۔ یہاں کام زیادہ دشوار اور محنت طلب ہے لیکن ہندوستان کو دو فوائد حاصل ہیں۔ ہر ایک صوبہ میں ہر قسم کی انجمن خواہ وہ دیہاتی ہو یا شہری جنس پیدا کرنے والی ہو یا استعمال میں لانے والی ایک نظام سے

وابستہ ہے۔ امداد باہمی کا جذبہ پیدا کرنے کیلئے اس سے بہتر ذریعہ کوئی اور نہیں ہو سکتا
دوسرا نفع اگرچہ اتنا عیاں نہیں۔ لیکن اسکی اہمیت اوّل الذکر سے کم نہیں۔ سادہ
لوح انسانوں کو امداد باہمی کے جذبے سے سرشار کرنے کا بہترین طریق یہ ہے۔
کہ ان کو مشترکہ اغراض پر بحث و مباحثہ کے لئے اکٹھا رکھا جائے۔ ہندوستان کے
اکثر دیہات بالکل چھوٹے اور گنجان ہیں۔ یہاں اجلاس عام اتنی آسانی سے
ہو سکتے ہیں۔ کہ اتنی آسانی سے یورپ کے اکثر حصوں میں نہیں ہو سکتے۔ اور یہ امر معنیٰ
خیز ہے۔ کہ آئرلینڈ۔ اٹلی۔ اور جرمنی میں جہاں جہاں بھی عام اجلاس میں حاضری
تسلی بخش ہے۔ وہاں وہاں یہ تحریک مقابلتہً زیادہ فروغ پذیر ہے۔ پنجاب کے
باب میں بھی میرا تجربہ یہی ہے۔

لیکن صرف تعلیم و تربیت اور اجلاس ہائے عام ہی کافی نہیں ہیں۔ رہبروں کا
ہونا ضروری ہے۔ اور ضروری ہے کہ یہ لیڈر سچے اور پکے اور مخلص کوآپریٹر ہوں۔
امداد باہمی میں شخصیت ہی ہر ایک چیز ہے۔ اس لئے کہ تمام روحانی قوتوں کی مانند
اسے بھی پورے انسان کی خدمات مطلوب ہیں۔ دماغ۔ تجربہ اور علم ہی کافی نہیں
ہے۔ دلوں میں انسانوں کی اعانت اور قوم کی دستگیری کا مخلصانہ اضطراب اور
تڑپ ہونی چاہیئے۔ اور یہ عزم ہونا چاہیئے۔ کہ جب تک ہم خود غرضی کے اس شیطانی
عقیدہ کو کہ ہر ایک شخص صرف اپنے لئے ہے" شکست نہ دے لیں گے۔ اپنی زندگی
کے آخری سانس اور لمحہ تک سرگرم عمل رہیں گے۔

تینوں ممالک میں جن میں میرا گذر ہؤا۔ جیسے سب سے زیادہ رہنمایان تحریک کی
سیرت نے متاثر کیا۔ یہ لوگ واقعی کام کرنے والے ہیں۔ ایک نصب العین ہے
جس نے ان لوگوں میں حیات صالح پیدا کر رکھی ہے۔ ان کی ہمدردی ہمہ گیر۔ اور ان کا
مطمح نظر وسیع و بلند ہے۔ یہ اپنے فرائض کو پورے طور پر سمجھتے ہیں۔ اور ان کی

سرانجام دہی ہیں پورے مخلصانہ جوش۔ کامل ایمان اور پوری قابلیت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ امداد باہمی کی روح کے نگہبان و محافظ یہی اشخاص ہیں۔ اور جب تک ملک ایسے باہمت اور مردانِ کار کی خدمات سے بہرہ ور نہیں ہوگا وہاں اس تحریک کا فروغ پذیر ہونا ممکنات میں سے نہیں ؂

ضمیمہ متفرق امور

یہاں ہم منتشر رشتوں کو ایک لڑی میں بہ آسانی منسلک کر سکتے ہیں۔

(الف سرمایۂ محفوظ) آئین جرمنی کے ماتحت نقد منافع کا دسواں حصہ سرمایۂ محفوظ میں داخل کیا جاتا ہے۔ لیکن ہر ایک وہ انجمن جس کا ہیں نے معائنہ کیا۔ اس کا ایک یا ایک سے زائد ضمنی سرمایہ ہائے محفوظ بھی ہیں۔ ریفائیسن نمونہ کے دیہاتی بنک میں سرمایۂ محفوظ میں حصہ منافع ڈالنے کے بعد بقایا منافع "فاؤنڈیشن فنڈ" میں ڈالدیا جاتا ہے۔ اس "بنیادی سرمایہ" سے یہ مقاصد پیش نظر ہیں (۱) اگر دقت ضرورت سرمایہ محفوظ تھوڑ جائے۔ تو مطلوبہ اغراض کو اس ضمنی فنڈ سے پورا کیا جائے۔ (۲) انجمن مادی لحاظ سے خود مختار ہو جائے۔ (۳) ممبران کے فائدہ کیلئے ایک سرمایہ مفاد عامہ قائم ہو جائے دیگر بنک ہائے دیہاتی نے اس لئے یہ فنڈ قائم کیا ہوا ہے۔ تاکہ انہیں بیلنس شیٹ میں نقصان نہ دکھانا پڑے۔ یعنی اگر نقصان ہو جائے۔ تو اس کو اس فنڈ سے پورا کیا جائے۔ اس کا اثر یہ ہے۔ کہ جو خسارہ سرمایۂ محفوظ پر کوئی اثر ڈال لیتا ہے۔ اسکی طرف ممبران انجمن کی فوری توجہ منعطف کرائی جاتی ہے۔ بعض کاروباری انجمنوں نے ناقص قرضہ جات کیلئے ایک تیسرا فنڈ بھی قائم کیا ہوا ہے۔ اور وہ پہلے پانچ یا دس سال کیلئے اکثر اوقات اپنے تمام منافعہ کو سرمایہ محفوظ میں ڈال دیتے ہیں۔ ان انجمنوں میں عمارت مشینری۔ اوزاروں اور سٹاک کیلئے بھی سرمایہ جات قائم ہیں۔ ان کی صورت میں بیلنس شیٹ میں ان اشیاء کی قیمت ان کی واقعی قیمت سے بہت کم اٹھائی جاتی ہے۔ یہ عمل جرمنی۔ اٹلی اور آئرلینڈ میں عام ہے۔ اسکی ایک عمدہ مثال موسلے کی انجمن کاشتکاران انگورہ ہے۔ یہ انجمن شراب کے ایک کارخانہ کی مالک ہے۔

اسکی مشینری بہت قیمتی ہے۔ اس کے پاس ۱۲۰ ہیٹن شراب کے ہیں۔ ہر ایک پیپ ایک ہزار مارک قیمت رکھتا ہے۔ لیکن ان کی قیمت بیلنس شیٹ میں صرف آٹھ مارک دکھائی گئی ہے۔ یہ دستور ان تمام انجمن ہائے کاشتکاران انگور کی خصوصیات میں سے ہے جن کا میں نے معائنہ کیا۔ اس کا باعث یہ ہے۔ کہ مقامی ریفائیسن یونین نے ایک قاعدہ بنایا ہوا ہے۔ کہ منافع کا ۵۰ فیصدی حصّہ کلوں اور اوزاروں کی قیمت کو پورا کرنے پر صرف کرنا چاہیئے۔ یورپ میں بھی یہ قاعدہ ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اور میں نے انجمن ہائے غلّہ میں سے ایک انجمن غلّہ میں دیکھا۔ کہ انجمن نے چہار منزلہ مینارے ایلی ویٹر بنائے ہوئے ہیں۔ اور ۱۲ ہزار بوریاں بھی بہ قیمت ۵ مارک فی بوری خریدی ہوئی ہیں۔ اس سے دو فائدے ہیں (۱) ایک بہت بڑا سرمایۂ محفوظ فراہم ہو جاتا ہے۔ اور جو عندالضرورت کام آتا ہے۔ (۲) اکثر معقول منافع حاصل ہو جائے۔ تو متذکرہ مصرف اس حقیقت کو ممبروں سے چھپا لیتا ہے۔ اور یہ اخفا ممبروں کے جذبۂ حرص کو ابھرنے نہیں دیتا۔ جرمنی کی تمام انجمنوں میں سرمایۂ محفوظ کو بے حد اہم تصور کیا جاتا ہے۔ اور اسکی گراں قدری کی دو عدہ مثالیں نویں فصل کے پارہ ہائے ۱۱۴ و ۱۱۵ میں بیان کیگئی ہیں۔ یہ ایک عالمگیر حقیقت ہے۔ کہ سرمایہ محفوظ بہت جلد نہیں بن سکتا۔ اور اگرچہ یہ آسانی بہت تھوڑا فراہم ہو سکتا ہے۔ لیکن بہت زیادہ نہیں ہو سکتا۔ انجمن صرف اس سرمایہ کی وجہ سے اس بڑے نقصان کو پورا کرنے کے قابل ہو سکیں۔ جو ان کے ذخایر کو فرسنہ جنگ کے ضمن میں برداشت کرنا پڑا۔

یہاں صرف یہ اضافہ کرنا ہے۔ کہ یہ انجمنیں سرمایہ ہائے محفوظ کو حسب منشائے خود خرچ کر سکتی ہیں۔ پنجاب میں اس حق پر پابندیاں عائد ہیں۔ اس لئے کہ سرمایۂ محفوظ کو صرف نقصان کی تلافی کیلئے استعمال میں نہیں لایا جاتا۔ بلکہ بوقت ضرورت نقد روپیہ بھی یہ فنڈ ہی بہم پہنچاتا ہے۔

(ب حق علیحدگی) جرمنی میں ہر ایک ممبر کو انجمن سے علیحدہ ہو جانے کا حق ہے لیکن اس کیلئے ضروری ہے۔ کہ وہ نوٹس دے۔ جس کی مدت دو سال سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔ اٹلی میں یہ حق صرف ان صورتوں میں ممبروں کو حاصل ہوتا ہے۔ (۱) اگر انجمن دوسری انجمن میں جذب ہو جائے۔ (۲) اپنا سرمایہ حصص بڑھانے۔ یا (۳) اپنے مقاصد میں تبدیلی کرلے۔ اس حق سے ضروری ہے کہ محدود عرصہ کے اندر فایدہ اٹھایا جائے۔ جو صرف ۴۸ گھنٹہ ہے۔ بشرطیکہ ممبر اس اجلاس عام میں موجود ہو۔ جس میں اغراض میں تبدیلی کیگئی ہو۔ اس کے ماسوا انجمن سے علیحدگی کے لئے کمیٹی کی منظوری لازمی ہے۔

جرمنی کا نقطۂ نگاہ یہ ہے۔ کہ انجمن امداد باہمی ایک آزاد جماعت ہے۔ لہذا اگر لوگوں کو یہ کہا جائے کہ وہ انجمن سے کبھی بھی علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ تو وہ ممبر بننے سے ہچکچائیں گے۔ ایسے ہی جن انجمنوں کی ذمہ داریاں گوناگوں ہوں۔ مثلاً غلہ۔ بالائی۔ تعمیر مکانات وغیرہ کی انجمنوں کی صورت میں اس حق کی عملی مضرت بالکل آشکارا ہے اور بعض انجمنیں خواہ ان کا مقصد امداد باہمی ہو یا نہ ہو۔ اپنے آپ کو معمولی آئین کمپنی کے ماتحت رجسٹری کرا رہی ہیں۔ تاکہ وہ ممبران کو اپنی انجمنوں سے یکایک علیحدہ ہو جانے سے روک دیں۔ اس خطرہ کو اس طرح کم کیا جا سکتا ہے۔ کہ علیحدگی کے نوٹس کی انتہائی مدت دو سال کر دی جائے۔

(ج محدود ذمہ داری) اٹلی میں ذمہ داری اگر غیر محدود نہ ہو زیر قانون حصہ کی قیمت محدود ہوتی ہے۔ اور قیمت کیلئے شرط ہے۔ کہ وہ ایک سو لیرے (۵۰ شلنگ) سے زائد نہ ہو۔ جرمنی میں مثل پنجاب غیر ادا شدہ ذمہ داری کی حد ہر ایک انجمن کی اپنی مرضی پر موقوف ہے۔ لیکن بہ خلاف پنجاب جرمنی میں جب تک پہلے حصہ کی قیمت پورے طور پر ادا نہ کر دی گئی ہو۔ دوسرا حصہ خرید نے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اور ہر مزید

حصہ کی مزید سابقہ حاصل کردہ حصہ کی ادائیگی کے بعد جائز قرار دی جاتی ہے۔ یہ احتیاط مفید ہے۔ اور میرے خیال میں ہندوستان میں بھی اس کا ہونا مفید ہے۔ یہ احتیاط سرمایہ کے صرف کاغذی ذمہ داری پر مبنی ہونے کے امکان میں روک پیدا کریگی۔

(د- انجمن ہائے غیر قرضہ و امانات) جرمن میں انجمن ہائے غیر قرضہ قبول امانات میں پس و پیش کرتی ہیں۔

ریفائیسن نمونے کی انجمنوں میں یہ امانتیں ممنوع ہیں۔ شاہی فیڈریشن سے ملحقہ انجمنیں استثنیٰ کا حکم رکھتی ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ صرف انہی انجمنوں کی نسبت بینک کا کاروبار کرتی ہیں۔ یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ امانتوں کے باب میں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوسکتی ہیں۔ میں ہندوستان میں صرف انجمن ہائے تجارت کو اپنے ممبران سے امانات قبول کرنے کے قابل خیال کرتا ہوں۔

(ذ- بورڈ نگرانی۔ صرف ایک استثنیٰ) علاوہ ہندوستان میں قرضہ کا نظام امداد باہمی جرمن کے نظام پر مبنی ہے۔ استثنیٰ بورڈ نگرانی ہے۔ یورپ میں اب یہ بورڈ یا کونسل یورپ کے قریباً ہر ایک انجمن کا جزو ہے۔ جرمنی میں ایک قسم کی انجمن امداد باہمی میں نگرانی کنندہ بورڈ ہے۔ اور انتظامیہ کمیٹی نگرانی اور تصرف کے فرائض اس بورڈ کے سپرد کرتی ہے۔ ماہروں کی رائے میں یہ بورڈ واقعی ایک مفید شئے ہے۔ چھوٹی انجمنوں میں اسکی ہستی غیر ضروری ہے۔ لیکن عام انجمن جس کے ۵۰ سے لیکر ۱۵۰ تک ممبران ہوتے ہیں۔ ان کو یہ فائدہ ہوتا ہے۔ کہ انہیں بورڈ کے ممبروں کی خدمات سے جو تجربے اور قابلیت میں ان سے فائق ہوتے ہیں۔ بہرہ اندوز ہونے کا موقع ملتا ہے نیز انجمن کی ذمہ داریاں کم ہو جاتی ہیں۔ بورڈ کا سب سے بڑا فرض اپنے آپ کو مطمئن کرنا ہے۔ کہ سالانہ بیلنس شیٹ اور عام حسابات صحیح ہیں۔ اور اس غرض کیلئے کس قسم کا آڈٹ ہونا ضروری ہے۔

تجارتی انجمن میں سٹاک کا بڑی احتیاط سے حساب کرنا پڑتا ہے۔ اسکی قیمت
لگانے میں بیدار مغزی درکار ہے۔ اور انجمن قرضہ میں تمام مقروضان اور ضامنان کی
حیثیت پر نظر ثانی کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں دوران سال میں بہ اختلاف درجات انجمن
بہت سے فرائض ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اکثر انجمن ہائے تعمیر مکانات میں زیادہ اہم سوالات کا
تصفیہ کمیٹی اور بورڈ کے باہمی مشورے سے طے پاتا ہے۔ قصباتی بنکوں میں قرضہ کا
کاروبار عام طور پر بورڈ یا اس کے ممبروں کی سب کمیٹیوں کی منظوری سے کیا جاتا ہے
اور مسٹر ولف تو یہاں تک فرماتے ہیں۔ کہ ہر ایک چیز اسی پہ موقوف ہے۔ کہ یہ بورڈ
اپنے فرائض کو کس طرح پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ انجمن خیاطان مذکور بالا ۱۹۱۳ میں
انجمن کے نقصان کی ایک نگرانی کنندہ بورڈ کا ناکافی تصرف تھا۔ شخصی بورڈ قدرتاً
اپنی اہلیت کے لحاظ سے مختلف جہت کے ہیں۔ لومبریا میں اور رائن لینڈ کی انجمن ہائے
ریفائیسن میں ۲۵ سے ۳۰ فیصدی تک اعلیٰ درجے کے ہیں۔ اور آخر الذکر علاقہ میں
متواتر تعلیم کے باعث صرف ۱۵ یا ۲۰ فیصدی ناقص ہیں۔ لومبریا میں نچلے بورڈوں کا
تناسب دگنا ہے۔

اٹلی میں ایک انجمن تین ڈپٹیوں کی ایک جماعت بنانے پر مجبور ہے۔ ان کے
فرائض وہی ہیں۔ جو جرمنی کے نگرانی کنندہ بورڈ کے ہیں۔ اس ضمن میں یہ یاد کرنا دلچسپ
ہوگا۔ کہ فلورنس کی ایک انجمن نے تین ڈپٹی حسابات کو چیک کرنے اور تمام خرابیوں کو روشنی
میں لانے کیلئے مقرر کئے۔ تمام ماہرین نے جن سے میں نے گفت وشنید کی اس رائے کا
اظہار کیا۔ کہ موجودہ محتسب کسی کام کے نہیں ہیں۔ دیہاتی انجمنوں میں ایسے کام کرنے
والے نہیں ملتے۔ جو اس منصب کے فرائض سے عہدہ برآ ہو سکتے ہوں۔ لیکن ترقی
یافتہ بنک ہائے عوام میں بھی ان اشخاص کی ہستی معرض بحث میں ہیں کہ آیا ان کا ہونا
مفید ہے یا نہیں؟ جرمنی کا نظام اٹلی سے بہتر ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ

جرمنی میں خارجی تصرف زیادہ قریبی ہے۔ اور ہر ایک شخص اپنے فرائض کو بہتر طریق پر پورا کرتا ہے۔

دونوں ممالک کی کیفیت بڑی شرح و بسط سے بیان کر دی گئی ہے۔ تا کہ متعلقہ اشخاص اچھی طرح سے سمجھ لیں کہ ہندوستان میں مجلس نگرانی کنندگان کا وجود کس حصہ تک مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ اس مجلس کیلئے موزوں ارکان کا مل جانا ایک مشکل امر ہے۔ تاہم سنٹرل بنکوں میں ان کا وجود مفید ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ اسے ایک مختصری انتظامیہ کمیٹی سے ملا دیا جائے۔ پنجاب کے سنٹرل بنکوں میں یہ بڑا بھاری نقص ہے۔ کہ ان میں سے اکثروں کے پریذیڈنٹ سرکاری ملازمان ہیں۔ اس کی عام وجہ شخصی رقابت ہے۔ اس مشکل کا بعض اوقات یہ حل ہو سکتا ہے۔ کہ ایک کو کمیٹی کا پریذیڈنٹ بنا دیا جائے۔ اور دوسرے کو بورڈ کی صدارت سونپ دی جائے۔ قصباتی بنکوں میں اور زیادہ وسیع کاروباری انجمنوں میں بورڈ مقرر کرنے کا تجربہ کیا جا سکتا ہے۔ جرمنی کا تجربہ اس نظام کے حق میں ایک موثر دلیل ہے۔

(۶) جرمنی کا نظام پوسٹل چیک) آخری قابل ذکر نقطہ یہ ہے۔ کہ جرمنی میں ایک ایسا نظام ہے۔ جو اس نے آسٹریا اور سوئیٹزرلینڈ سے نقل کیا ہے۔ کہ ہر ایک شخص یا انجمن یا فرم چھوٹی سی چھوٹی رقم جمع کرا سکتی ہے۔ ضرورت فقط یہ ہے۔ کہ ڈاکخانہ کے کسی چیک آفس میں اپنا حساب کھول لیا جائے۔ اور ایسے چیک آفس جرمنی میں ۱۳ ہیں۔ ۲۵ مارک جمع کرا دینے سے حساب کھل سکتا ہے۔ حساب جب کھل جائے۔ اس پر ملک کے کسی ایک ڈاکخانہ کے ذریعہ عمل کیا جا سکتا ہے مثلاً اگر الف ایک ہزار مارک کابلنز کے مقامی ڈاک خانے میں جمع کرائے اور اسے بمقام جنیاب کو دینا ہو۔ جس کا دفتر پوسٹل چیک برلن میں ہے۔ تو کابلنز کا ڈاکخانہ ایک کارڈ ارسال کرتا ہے۔ اور اس کارڈ کے ذریعے یہ رقم برلن سے وصول کی جا سکتی

ہے۔ برلن ایک ہزار مارکس کی رقم بنک کے حساب میں جمع کر دیتا ہے۔ اور کارڈ کا مثنیٰ اسے بھیج دیتا ہے۔ آخر الذکر کو جو کچھ لکھنا ہوتا ہے۔ وہ بھی اسی پر تحریر کر دیتا ہے۔ اور اس طرح علیحدہ خط و کتابت کی تکلیف برداشت کرنے سے بچ جاتا ہے مزید برآں جس کسی کا بھی حساب کیوں نہ ہو وہ بذریعہ چک اس پر عمل کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ایک دفعہ ۲۰ ہزار مارک واپس نہ لے رہا ہو۔ ۱۰۰ مارکس کے ہر ایک چک پر کوئی وصیلہ صرف ہوتا ہے۔ ہر ایک شخص اس سے دوسرے دن کی صبح کو ان تمام اندراجات کا خلاصہ حاصل کر لیتا ہے۔ جو اس کے حساب کے ضمن میں گذشتہ روز کو ہوئے ہوں۔ مئی ۱۹۱۸ء میں جن لوگوں نے یہ حسابات کھلوائے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد ۲۰۰۵۰۰ تھی۔ اور ان کی جمع شدہ امانتیں ۷۶۵ ملین (ایک ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے) مارکس تھیں۔ یہ اعداد و شمار اس نظام کی خوبی کے آئینہ دار ہیں ہندوستان جیسے وسیع ملک میں جہاں بنک کے کاروبار کا نشو و نما اتنا ناقص ہے اس نوعیت کا نظام بے حد گراں قدر اور کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔ اور روپیہ کو زیادہ رواں کرنے کیلئے انجمن ہائے امداد باہمی جو روپیہ کے ارسال و ترسیل میں بڑی دقت محسوس کرتی ہیں۔ اس طریق عمل سے خاطر خواہ فوائد حاصل کر سکتی ہیں۔ اگر حکومت اس کے اجراء پر غور کرنے کو آمادہ ہو۔ تو مزید تفصیلات بہم پہنچائی جا سکتی ہیں ہو
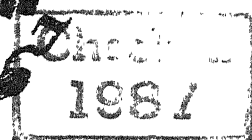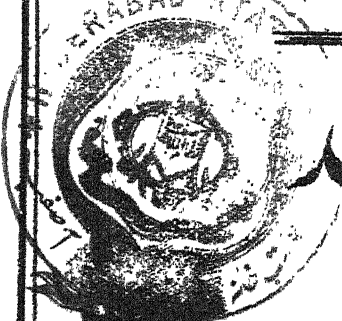
کوآپریٹو سٹیم پرنٹنگ پریس وطن بلڈنگ لاہور میں باہتمام ملک فیروز الدین صاحب مینجر چھپا۔ اور [illegible] پنجاب کوآپریٹو یونین لاہور نے چھپوا کر اپنے دفتر سے شائع کیا۔